احوال و آثار اعلیٰ حضرت

مجددِ اسلام بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

(سیالوی)

تحریر: علامہ نسیم بستوی مدظلہ

رضا اکیڈیمی رجسٹرڈ لاہور

احوال و آثار اعلیٰ حضرت

مجددِ اسلام (سیالوی) بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

علامہ محمد صابر القادری نسیم بستوی

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ کتب نمبر ۱۲۵، ۱۲۶/۱۲۷

نام کتاب — مجدد اسلام بریلوی

مصنف — علامہ محمد صابر القادری نسیم البستوی

محرک — علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ

نگران — الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی

پروف ریڈنگ — حافظ قاری محمد حبیب، صوفی ہاشم علی

پیسٹنگ — حافظ محمد سخاوت اقبال

متعلمان — جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر — رضا اکیڈمی لاہور

طریقہ حصول کتاب

بیرونی حضرات بیس (۲۰) روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر حاصل کریں

رضا اکیڈمی لاہور

مسجد رضا، محبوب روڈ چاہ میراں لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تہدیہ

میں اپنی اس حقیر پیش کش کو حضرت بابرکت مظہر اعلیٰ حضرت پیشوائے اہل سنت سید العرفاء فخر العلماء مفتی اعظم ہند مولانا شاہ علامہ الحاج محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب مازالت شموس افاضا تہم کے مبارک نام سے منسوب کرنے کا شرف و افتخار حاصل کر رہا ہوں، جو اپنی عظمت و بزرگی، اخلاق حسنہ، تقویٰ و پرہیزگاری، تبحر علمی، قوت باطنی اور اعلیٰ خصوصیات خاندانی میں مشہور خلائق ہیں اور اسلامی دنیا میں قدر و عزت کی نگاہوں سے دیکھے اور بصد ادب و احترام یاد کئے جاتے ہیں۔ نیز ہزاروں دلوں میں ان کی پرخلوص عقیدت و محبت کی شمع جگمگا رہی ہے۔

محمد صابر القادری الرضوی نسیم البستوی عفی عنہ

۲/ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ / ۲ جنوری ۱۹۶۰ء

نص ماکتبه'

العلامة الاریب الفاضل اللبیب اختر رضا خان الرضوی البریلوی الازھری ابن المفسر الاعظم المعروف بجیلانی میاں الرضوی البریلوی نور اللّٰہ مرقدہ مقرضا علٰی ھذا الکتاب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی لا سیما سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اولی الصدق والصفا۔ اما بعد' فقد تصفحت کتاب "مجدد الاسلام" لمؤلفہ الشیخ نسیم البستوی من بعض صفحاتہ ذلک الکتاب الذی یقدم فکر لا واضحۃ جلیلۃ عن مجدد المائۃ الحاضرۃ الشیخ احمد رضا خان البریلوی عن نسبہ و عن مولدہ و تاثیرہ فی البیۃ الھندیۃ التی کانت مشحونۃ بمختلف التیارات الفکریۃ التی کادت تجرف المسلمین لولا انہ قیض اللّٰہ لھذا الامۃ رجالا غیورین علیھا یبثون فیھا روح الاسلام الصحیح و یجددون لھا ما قد عفی من معالمہ و فیھم الشیخ احمد رضا خان رحمۃ اللّٰہ تعالٰی فوجدتہ من احسن الکتب بسھولۃ تناول لم یطیب فیہ مولفہ حتٰی یمل و لم یوجز فیہ بحیث یعسر فھمہ فکان خیر کتاب للبادی والمنتھی جزاہ اللّٰہ تعالٰی خیر الجزاء علٰی ھذا العمل الجدی عن المسلمین جمیعا"

اختر رضا الھندی

فی ۲۰ من الحرم الحرام ۱۳۸۷ھ

آئینہ جمال مجدد اسلام بریلوی

"مجدد اسلام بریلوی" علامہ نسیم بستوی مدظلہ کی وہ گراں قدر تاریخی تصنیف ہے جس کے ذریعہ موصوف نے تقریباً" چالیس سال قبل امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے احوال و آثار مسلمانان اسلام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اور اہل محبت و قلم کے حلقہ میں اسے خوب پذیرائی سے نوازا گیا۔

"فاضل بریلوی" پر یہ کتاب ایک مستند اور قابل اعتماد ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ جس زمانہ میں یہ منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی اس وقت پاک و ہند میں اکابر علماء و مشائخ عظام کثیر تعداد میں موجود تھے۔ یہاں تک کے خانوادہ رضویہ سربراہ شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ کے وجود مسعود سے دنیائے سنیت براہ راست فیض یاب تھی۔

مجدد اسلام بریلوی سے قبل صرف "حیات اعلیٰ حضرت از ملک العلماء مولانا ظفرالدین احمد بہاری رحمہ الباری" سوانح امام احمد رضا مولانا بدر الدین احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ' یا پھر خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے ماہنامہ پاسبان کا "امام احمد رضا نمبر" ہی امام اہل سنت کی حیات مبارکہ پر موجود تھا' ان کے علاوہ اور کوئی قابل ذکر کتاب موجود نہیں تھی جس سے فاضل بریلوی کے حالات سے استفادہ کیا جا سکتا۔

البتہ پاکستان میں حضرت الحاج پیر سید محمد معصوم شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ' بانی نوری کتب خانہ لاہور نے اعلیٰ حضرت کے رسائل کی اشاعت پر توجہ فرمائی اور متعدد رسائل سے ان کا تعارف ہوا' مفتی اعظم پاکستان حضرت سید ابوالبرکات قادری رحمہ اللہ تعالیٰ ناظم اعلیٰ دار العلوم حزب الاحناف لاہور نے

اشاعت رسائل میں خوب کام کیا' اسی اثناء میں علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ نے "یادِ اعلیٰ حضرت" کے نام سے ایک خوبصورت رسالہ مرتب فرمایا نیز بہت سے رسائل کو جدید کتابت و طباعت سے آراستہ کیا' جن کے ذریعہ امام اہل سنت کی زندگی کے مختلف گوشوں کو عیاں کرنے کی طرح ڈالی' تاہم "مجدد اسلام بریلوی" کو ہی اس سلسلہ میں اولین ماخذ قرار دیا جا سکتا ہے گو اعلیٰ حضرت کی ذات والا برکات پر اب تک اتنا وسیع کام ہوا اور ہو رہا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اس اکیلی ذات پر پاک و ہند میں چھوٹے' بڑے اتنے اشاعتی ادارے قائم ہو چکے ہیں جن کا شمار' کاردارد

مجلس رضا لاہور کے پلیٹ فارم پر بہت ہی عمدہ اور تاریخی کام کا آغاز ہوا' پھر ادارہ تحقیقات رضا کراچی کا قیام عمل میں آیا' مجلس رضا لاہور' یگانوں اور بیگانوں کی نظر کا شکار ہوئی تو "رضا اکیڈمی لاہور" ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ثابت ہوئی۔

اگر طوفاں میں ہو کشتی تو ہو سکتی ہیں تدبیریں
اگر کشتی میں طوفاں ہو تو کیا تدبیریں کام آئیں

کشتی رضا کو طوفان کی زد سے بچانے کے لئے چند اہل درد و محبت آگے بڑھے جن میں ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی مظہری' علامہ حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی' علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری' الحاج محمد مقبول احمد ضیائی قادری نے سنبھالا دیا اور کام رکنے نہ پایا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ہونے لگا۔ یہ خادم بھی ان بزرگوں کے ساتھ چل رہا ہے۔

رضا مشن کے بے شمار گوشے سامنے آنے لگے' یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے "فتاویٰ رضویہ" کی جدید منصوبہ بندی کا مرحلہ ظہور

پذیر ہوا' حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی' ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ لاہور' ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہل سنت و جماعت پاکستان' جو گوناگوں تنظیمی صلاحیتوں کا انسائیکلوپیڈیا ہیں' ان کی قیادت میں رضا فاؤنڈیشن قائم کی گئی' جس کے تحت فتاویٰ رضویہ قدیم پر جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نہایت ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر کام کا آغاز ہوا' عربی عبارت کا ترجمہ اور حوالہ جات کی تخریج کے ساتھ فتاویٰ رضویہ کی طباعت شروع ہوئی۔ الحمدللہ اس وقت صفر المظفر ۱۴۱۹ھ / جون ۱۹۹۸ء (قدیم پانچ) جدید تیرہ جلدیں اعلیٰ معیار طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں جسے پاک و ہند کے علاوہ بین الاقوامی سطح پر خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ علامہ محمد سعید نوری ناظم اعلیٰ رضا اکیڈمی بمبئی (انڈیا) کی سرپرستی میں متعدد جلدوں کی فوٹو کاپی بھارت سے شائع ہو چکی ہے۔

"مجدد اسلام بریلوی" پاکستان میں مکتبہ نبویہ کے تحت "اعلیٰ حضرت بریلوی" کے نام سے شائع ہوئی جبکہ بھارت میں اپنے اصلی نام سے ہی چھپ رہی ہے تاہم عام تعارف کے لئے رضا اکیڈمی لاہور نے امسال (۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء) امام احمد رضا کے حضور نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے کے لئے اس کی اشاعت کا فیصلہ کیا ہے' اللہ کرے ان کی یہ خدمت شرف قبولیت سے بہرہ افروز ہو۔

علامہ نسیم بستوی مدظلہ میرے ان قدیم رفقاء میں سے ہیں جن سے راقم الحروف کے غائبانہ قلمی مراسم طالب علمی کے زمانہ سے استوار چلے آ رہے ہیں۔ ایک طالب علم کے ساتھ تسلسل اور باقاعدگی سے مراسلات میں دوام کوئی معمولی بات نہیں' اس کی مثال ہم خود ہیں۔ علامہ نسیم بستوی ۱۹۶۱ء میں دار العلوم فیض الرسول براؤن شریف (بھارت) میں مسند تدریس کی زینت تھے اور

راقم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (پاکستان) میں زیر تعلیم تھا' علامہ صاحب صرف ایک کامیاب مدرس ہی نہیں تھے بلکہ آپ مضامین نظم و نثر لکھنے میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے' پاکیزہ فطرت شاعر ہونے کی بنا پر آپ کے رشحات قلم پاک و ہند کے تقریباً" تمام قابل قدر سنی رسائل و جرائد میں نمایاں طور پر شائع ہو رہے تھے۔ مجھے بھی اس طرف رغبت تھی۔

حضرت علامہ مولانا الحاج محمد یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ شاعر آستانہ دہلی سے راقم اصلاح لیا کرتا تھا' مولانا الموصوف بھی ان کے تلامذہ میں شامل تھے' حضرت علیہ الرحمتہ نے مجھے حضرت نسیم بستوی سے خط و کتابت کی راہ دکھائی' پھر ربط و تعلق کا ناقابل شکست رشتہ قائم ہو گیا جو بفضلہ و کرم تعالیٰ بدستور مضبوط ہے۔ آپ کے بیسیوں خطوط میرے پاس محفوظ ہیں جو علم و عمل کی راہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

"مجدد اسلام بریلوی" ہی وہ پہلی کتاب ہے جس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا حلیہ مبارک پیش کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیل اس دور میں لکھے گئے میرے خط سے ملاحظہ فرمائیے گا" گو بوقت اشاعت مصنف نے میرے تعارف کو اہمیت نہ دی' دیتے بھی کیوں؟ ایک طالب علم کا خط تھا! مگر کتاب کے تبصرہ نگار (حضرت طپش صدیقی صاحب سابق ایڈیٹر ماہنامہ استقامت کانپور) نے ماہنامہ فیض الرسول شمارہ ۶' جلد ۳' دسمبر ۱۹۶۷ء میں اپنے طویل ترین تبصرہ میں "گرامی قدر اکابر کے مضامین کی محض نشاندہی کرتے ہوئے میرے تاریخی خط پر یوں خراج محبت ثبت فرمایا"۔

"شروع کتاب میں ایک صاحب جناب مولانا تابش قصوری (افسوس کہ

کی تلافی کی جانی چاہئے")۔ کا ایک خط درج ہے جس کے ذریعہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کا حلیہ پیش کیا ہے۔ اس مضمون کا شریک اشاعت کیا جانا بہت ضروری تھا۔ اس نے کتاب کے وزن و وقار میں بڑا اضافہ کیا ہے۔ (فیض الرسول دسمبر ۱۹۶۷ء)

حضرت نسیم بستوی مدظلہ نے ازخود اس خط کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے راقم الحروف کو اپنے مکتوب دلنواز میں تحریر فرمایا تھا۔ "کتاب پریس جا چکی ہے مگر آپ کا خط وصول پاتے ہی کانپور تحریر کر دیا ہے کہ فی الحال کتاب کی طباعت روک دیں کیونکہ ایک اہم خط کو کتاب کی زینت بنانا ہے' بہرحال بہت سی باتیں قابل تحریر ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز انہیں "منازل حیات" میں تفصیلاً درج کیا جائے گا"۔ اختصار پیش نظر ہے۔ اسی پر اکتفا کرتا ہوا دعا کرتا ہوں مولیٰ تعالیٰ اپنے پیاروں کے صدقے ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔ رضا اکیڈمی لاہور کو حسب سابق بہترین کامرانیوں سے نوازتا رہے اور اس کے معاونین پر ہمیشہ اپنے کرم کے دروازے کھلے رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آل و صحبہ اجمعین

فقط طالب دعا

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۲۰ مئی ۱۹۹۸ء / ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ بروز جمعرات

قطعہ تاریخ طباعت کتاب "مجدد اسلام بریلوی"

"ذخیرہ دین، حیات"

١٩٩٨ء

خدائے محمد نے احمد رضا کو
عطا کیں معلیٰ صفات مجدد
محدث، محقق، فقیہ و مدبر
کئی ہیں جہات حیات مجدد
ہوئے اس کتاب [illegible]
مبارک خدو خال ذات مجدد
نہیں اس میں شک، یہ کتاب حسیں ہے
نسیم ریاض حیات مجدد
ہوئی سعی تابش سے یہ جلوہ آرا
ہے جن پر بہت التفات مجدد
طباعت کا سال اس کتاب جلی کا
ہے "فیض جہان حیات مجدد"

١٤١٩ء

امتثال امر و نذر اخلاص، بخدمت مکرمی
حضرت علامہ تابش قصوری زید مجدہ
طارق سلطان پوری
١٣ مئی ٩٨ء (جامعہ نظامیہ لاہور)

منقبت

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ

جہاں سنیت کے تاجور احمد رضا تم ہو
صداقت کے پیامی حق نگر احمد رضا تم ہو

دلوں کی روشنی اے علم و دانش کے مہ تاباں
شب ظلمت میں انوار سحر احمد رضا تم ہو

وہابی دیوبندی موت کے منظر سے لرزاں ہیں
کہ ان کے حق میں شمشیر عمر احمد رضا تم ہو

غلاموں کو بنا دو روشناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

مری امید گاہ چشم تر احمد رضا تم ہو
سکون و راحت زخم جگر احمد رضا تم ہو

نگاہ خاص ہی آل رسول اللہ کی تم ہو
شریعت کے امام معتبر احمد رضا تم ہو

ذرا پوچھو عقیدت مند سے کہ اس کی نظروں میں
بہار حسن، صبح جلوہ گر احمد رضا تم ہو

جھکا دینا سکھا دو قصر نجدی کے مناروں کو
غلام تاجدار بحروبر احمد رضا تم ہو

معارف کا سمندر موجزن ہے جس سینے میں

وہ مقبول در خیرالبشر احمد رضا تم ہو
کیا نوک قلم سے چاک ہر پیراہن باطل
حریفوں کیلئے برق و شرر احمد رضا تم ہو
پلا دو مجھ کو بھی پیمانہ عشق رسول اللہ ﷺ
کہ محبوب در خیرالبشر احمد رضا تم ہو
گلستان رسالت کی فضائے خلد ساماں میں
نوا سنج بانداز جگر احمد رضا تم ہو
تمہاری قدر کرتے ہیں عرب والے عجم والے
شہ علمائے دیں عالی گہرا احمد رضا تم ہو
یہاں تشنہ لبوں کے واسطے اک بحر بے پایاں
وہاں محبوب ہفت افلاک پر احمد رضا تم ہو
نسیم خستہ جاں پر بھی کرم فرمایئے للہ
مسرت آفریں رحمت اثر احمد رضا تم ہو

نذر عقیدت

از شاعر بزم رسالت جناب مولوی سید مرغوب احمد صاحب اختر الحامدی الضیائی

فخر دین و فخر ملت سیدی احمد رضا
نور وحدت ظل رحمت سیدی احمد رضا

کعبہ اہل طریقت سیدی احمد رضا
آفتاب قادریت سیدی احمد رضا

الغیاث اے مہر طلعت سیدی احمد رضا
آ گیا پھر دور ظلمت سیدی احمد رضا

چھا رہی ہے ہر طرف کفر و ضلالت کی گھٹا
ہے پریشاں حال امت سیدی احمد رضا

دینے والے درس نظم و ضبط ہیں خود منتشر
ہے الگ سب کی جماعت سیدی احمد رضا

دین حق پر مٹنے والے جاہ پر مٹنے لگے
ہیں شہید حسن دولت سیدی احمد رضا

الغرض کوئی ہمارا اب نہیں پرسان حال
اے امام اہل سنت سیدی احمد رضا

تنگ آکر آج ان ہمت شکن حالات سے

در پہ لایا ہوں شکایت سیدی احمد رضا

کس سے پوچھیں، کون بتلائے کہاں جائیں غلام
آپ کی ہے پھر ضرورت سیدی احمد رضا

لائیے تشریف تربت سے قلم درکف حضور
کیجئے تجدید ملت سیدی احمد رضا

آیئے بھٹکے ہوؤں کی رہبری فرمایئے
خضر راہ دین و سنت سیدی احمد رضا

ہم گئے گزرے ہوؤں کو شان و شوکت ہو نصیب
پھر عطا ہو اوج درفعت سیدی احمد رضا

ہے یہ مدت سے پریشاں حال مداح حبیب
اک نظر اے ابر رحمت سیدی احمد رضا

ہوں اسی در کا بھکاری ہوں اسی در کا غلام
کیجئے چشم عنایت سیدی احمد رضا

کلک انور کی جواہر ریزیوں سے پھر حضور
کھول دو چشم بصیرت سیدی احمد رضا

حرمت روح پیمبر ماب نظر کن سومائے
پیشوائے اہل سنت سیدی احمد رضا

اختر عاصی کو نظارہ ہو طیبہ کا نصیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف اول

جو بدنصیب قوم اپنے دین و مذہب کے عظیم المرتبت رہنماؤں اور جلیل القدر پیشواؤں کے اصول اور ان کے بتائے ہوئے مذہب و ملت کے بیش بہا و گراں مایہ علمی جواہرپاروں اور ان کی بے پناہ جدوجہد و انتھک کوششوں کے ثمرات دین و دنیا کے انمول موتیوں کو ضائع کردے تو سمجھ لیجئے اس کی تباہی قریب ہے اور اس قوم کا مذہبی شعور مردہ و ملی احساس زائل ہو چکا ہے اور اس نے اپنے عروج و ترقی کی راہوں میں کانٹے بو دیئے ہیں جن پر سے گزرنا ہر شخص کا کام نہیں۔

تاریخ نگاری اور کسی کی سیرت و حالات زندگی پر قلم اٹھانا نہایت دشوار کام ہے اور اس صورت میں تو یہ کام اور بھی غور طلب و ہمت شکن بن جاتا ہے جب مورخ صاحب حالات سے وابستہ ہو اور اسے عقیدت و محبت میں اپنا سب کچھ سمجھتا ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تاریخ نویس اپنے عظیم بزرگ و راہنما کی تاریخ ترتیب دیتے وقت اپنی دلی جذبات کو صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کی پوری پوری کوشش کریگا اور اس کی دلی تمنا ہو گی کہ ساری دنیا کے انسان اس کے محبوب رہبر کو اپنی آنکھوں میں بٹھالیں اور گوشہ دل میں اس کے جذبہ عقیدت و احترام اپنی تمام رعنائیوں اور خوبیوں کے ساتھ موجزن ہو اور اس کی تحریر کے ہر ہر پہلو پر اعتراف کرتے ہوئے اس کے خیالات کے ساتھ موافقت کرے اور اس کا ہم نوا، ہم خیال و ہم آہنگ ہو جائے۔

مجدد مأتہ حاضرہ موید ملت طاہرہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولینا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی کے ساتھ اگر میں اپنی انتہائی عقیدت و بے پناہ محبت و وابستگی کا دعوی کروں تو یہ نہ تو کسی شخص پر احسان ہوا نہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلکہ دنیائے اسلام پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ خوش قسمتی سے میرا نور ایمانی و بصیرت اسلامی قائم ہے ورنہ عام طور پر لوگ اسلاف کرام کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتے جس نگاہ سے دیکھے جانے کے مستحق ہیں اس کے علاوہ موجودہ صدی کے اس مقدس امام و پیشوا کے ماننے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہے اور دنیا کے اطراف و اکناف میں اس کے دربار پر انوار سے فیض یافتہ مسلمانوں کا شمار اس قدر ہے کہ اس انبوہ عظیم میں میرے دعوے کی آواز گم ہو کر رہ جائے گی اور یہ کوئی نئی و تعجب خیزبات نہ ہو گی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ذات شریف سے علوم و معارف کے پھوٹتے ہوئے چشموں اور حکمت و دانش کے بہتے ہوئے دریاؤں سے بالواسطہ یا بغیر واسطہ اپنی روحانی پیاس بجھانے والے علماء کرام و صوفیائے عظام اتنے ہیں کہ آپ ان کی فہرست بڑی مشکل سے تیار کر سکتے ہیں۔

سیدی امام احمد رضا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس اللہ اسرار ہم کی ذات گرامی کے متعلق ان کے وصال کے بعد سے اب تک ہند و پاک کے متعدد مذہبی رسالوں و اخباروں میں بہت سے مضامین لکھے جا چکے ہیں۔ لیکن کتابی شکل میں آپ کے حالات زندگی پر مشتمل اس وقت ہمارے سامنے چار کتابیں ہیں۔

حیات اعلیٰ حضرت کرامات اعلیٰ حضرت سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور سیرت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ان کتابوں نے مجدد مأتہ حاضرہ موید

ملت طاہرہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی باعظمت ہستی کے تمام زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈال دی ہے اور آپ کے ذاتی کمالات کو باحسن طریق واضح کر دیا ہے۔

لیکن اس اعتراف کے ساتھ ساتھ جو بات مجھے عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ ہر دو کتابیں اپنی ضخامت اور قیمت کے باعث خواص سے لے کر عوام دولت مند سے لے کر غریب تک نہیں پہونچ سکتیں جس سے کتاب لکھنے کا ایک عظیم مقصد فوت ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں ایک مالدار عقیدت مند تو حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی سوانح عمری سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ مگر ایک مزدور پیشہ طبقہ جس کا دل اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی عقیدت و محبت کے مقدس و متبرک جذبات سے لبریز ہے وہ آپ کے حالات زندگی معلوم کر کے دلی مسرت قلبی و شادمانی نہیں پا سکتا۔ یہی ایک خلش تھی جس نے مجھے ایک مختصر سوانح عمری کو مرتب کرنے پر مجبور کر دیا جو عام فہم بھی ہو اور اس اجمالی شکل میں حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات بیان کر دی جائے اور کوشش کر کے اس کا ہدیہ اتنا قلیل رکھا جائے جسے ہر غریب و امیر عقیدت کیش حاصل کر کے اپنی بے قرار آنکھوں کی خنکی اور مضطرب دل کے لئے سکون کا سامان مہیا کر سکے۔

سیرت و تاریخ نگاری میں میری یہ اولین کوشش ہے اس لئے صاحبان علم و دانش سے پر خلوص گزارش ہے کہ اگر ان کی نگاہ میں کوئی چیز صحت کے خلاف نظر آئے اور تاریخ نویسی کے معیار پر پوری نہ اترتی ہو اس سے ناچیز کو مطلع فرما دیں جسے نہایت مسرت و شکریہ کے ساتھ قبول کی جائے گی اور آئندہ اشاعت میں اس کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے گا۔

آخری سطروں میں مالک ارض و سما رحمٰن و رحیم کی بارگاہ میں دست دعا ہوں کہ وہ اس کتاب کو ذریعہ اصلاح و ہدایت بنائے اور اسے قبولیت عامہ کا شرف بخشے آمین یارب العلمین بحرمتہ حبیبک سیدالمرسلین علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

خاکسار

نسیم القادری الرضوی غفرلہ'

ایڈیٹر فیض الرسول براؤن شریف

۲۰ محرم الحرام سن ۸۷ ۱۳ھ

مرحبا اے نسیم خوش انجام
خوب کی سیرت رضا ارقام
دھوم ہے بزم اہل سنت میں
شاد و مسرور اہل حق ہیں تمام
اعلیٰ حضرت تھے دور آخر کے
دین حق کے مجدد اور امام
سیرت پاک کی رقم ہو سال
فکر ہے دل کو صبح سے تا شام
ان کو صابر بفضل رب جمیل
کہئے فاضل مجدد اسلام

تقریظ جمیل

از شیخ العلماء شیخ الحدیث اساذی حضرت علامہ اویس حسن عرف غلام جیلانی صاحب صدر الصدور دار العلوم فیض الرسول براؤن شریف ضلع بستی (یوپی)

میں نے عزیز گرامی جناب مولینا نسیم بستوی صاحب کی مرتبہ کتاب "مجدد اسلام" کا نہایت شوق و ذوق سے مطالعہ کیا ماشاء اللہ ان کا طرز تحریر و اسلوب بیان بیحد دلکش اور بے انتہا موثر ہے "اللّٰھم زد فزد" آپ کو حضور سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسی والہانہ عقیدت اس قدر مقبول و محبوب ہے جس پر یہ شعر بالکل صادق آتا ہے۔

ہر کجا چشمہ بود شریں
اہل عالم بال جمع آیند

میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتباع سنت کے جذبات سے معمور جیسے مبارک لیل و نہار گزارتے ہوئے دیکھا ہے ان کا سب سے بڑا احترام اس بے دینی و گمراہی کے دور میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو بے خبر مسلمانوں کے سامنے اچھے انداز میں پیش کیا جائے تاکہ انھیں اسلام و سنیت اور ایمان و یقین کی راہیں چمکتی ہوئی نظر آئیں۔ یوں تو امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے کچھ تفصیلی حالات زندگی "حیات اعلیٰ حضرت" کے حصہ اول میں بیان کئے گئے ہیں لیکن وہ کتاب اپنی ضخامت اور قیمت کے اعتبار سے ایسی نہیں جو غریب و امیر دونوں طبقوں میں پہونچ سکے اسی دشواری کے مدنظر مولینا نسیم بستوی کی کتاب "مجدد اسلام" بہت ہی کامیاب کتاب ہے جو تھوڑی سی قیمت میں ظاہری و باطنی حسن و جمال سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر جلوہ گر ہو رہی ہے۔ خدائے عزوجل مرتب سلمہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو تحریری، تقریری اور تدریسی پر خلوص خدمتیں انجام دینے کی نیک توفیق بخشے۔ آمین

یارب العلمین بحرمت حبیبک سید المرسلین

علیہ وعلیٰ والہ و اصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین

دعاگو

اویس حسن عرف غلام جیلانی

مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

ضلع بستی

۲ جمادی الاخری سن ۹۷ سنہ

تقریظ مبارک

مجاہد ملت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری محمد محبوب علی خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدہ اللہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین (امابعد فاضل نوجوان شاعر شریں بیان مولانا مولوی محمد صابر صاحب نسیم قادری رضوی مصطفوی نے حضور پر نور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت شیخ اسلام و المسلمین تاج الفحول الکاملین راس العلماء الرحمین آیتہ من آیات اللہ رب العلمین حجتہ اللہ فی الارضین معجزہ من معجزات سیدالمرسلین مولانا مولوی حافظ قاری مفتی الحاج علامہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی آل رسول بریلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ و رضی الرحمن عنہ کے حالات مبارکہ لکھنے کی طرح ڈالی ہے عنوانات اچھے قائم کیے ہیں انھوں نے اپنے رسالہ کا نام "مجدد اسلام" رکھا ہے اور فقیر نے اس کا تاریخی نام احوال گرامی مجدد اعظم" رکھا ہے جزاء للہ غنی و عن سائر المسلمین مولانا کے ممدوح کی ذات عالی وہ ہے کہ اکابر علماء کرام و مشائخ عظام کو یہ کہتے سنا ہے کہ۔

ہم نے کیا احمد رضا دیکھا تجھے
سر ذات مصطفیٰ دیکھا تجھے

فقیر ابو مظفر محب الرضا محمد محبوب علیخاں قادری رضوی برکاتی مجددی لکھنوی، غفرلہ خطیب و امام جامع مسجد اہلسنت مدنپورہ بمبئی ۹ ذی قعدہ جمعہ مبارک سن ۷۹ ۱۳ھ

قطعات تواریخ

صدر بزم عاقلاں سودائی احمد رضا
بدر چرخ عالماں شیدائی احمد رضا

اعلیٰ حضرت فاضل و عالم مجدد مقتدا
ہے مسلم عظمت یکتائی احمد رضا

ہے نگاہ اہل حق میں وہ زمیں رشک جناں
جس جگہ ہے انجمن آرائی احمد رضا

خضر یہ صدقہ ہے غوث دوسرا کا بالیقیں
زیر پا رکھتا ہے منزل راہی احمد رضا

ہے بریلی یوں تو مسکن بزم عالم میں مگر
جلوہ گر ہر جا ہے بزم آرائی احمد رضا

اہل تحسین ہیں مولانا نسیم بستوی
کی رقم شان قلم فرسائی احمد رضا

لکھ حیات فاضل امجاد صابر اس سال
یا بالفاظ دگر شیدائی احمد رضا

از شاعر ندرت جناب مولوی احمد مرزا صابر قادری رضوی
ضیائی براری زید مجدہ
خطیب جامع مسجد عباسیہ ڈرگ روڈ کالونی۔ کراچی (پاکستان)

مبلغ اسلام مولانا محمد منشا تابش قصوری

کا

ایک اہم مکتوب

محترم علامہ نسیم صاحب القادری الرضوی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ' مزاج شریف!

۲۵ مارچ ۱۹۶۴ء کو بندہ نے ایک عریضہ شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند و امت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ کیونکہ مجھے مجدد اسلام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کا حلیہ مبارک دیکھنے کا اشتیاق تھا جس وقت بندہ قدوری وغیرہ پڑھتا تھا۔ ایک نام نہاد سنی طالب علم جو میرا کلاس فیلو تھا۔ اس سے باتوں باتوں میں مباحثہ شروع ہوا چونکہ وہ حقیقتاً" دیوبندی تھا اس لئے رشید گنگوہی کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملانے لگا اور مجھے کہنے لگا تمہارے اعلیٰ حضرت کیا ہیں وہ تو یک چشم تھے اور اسی طرح کے گستاخانہ الفاظ نکالنے لگا۔ بندہ نے برجستہ جواب دیا شاتم رسول رب الصمد تمہارے دیوتا رشید احمد گنگوہی کی تو دونوں آنکھیں پھوٹ گئی تھیں کیونکہ وہ اپنی مکروہ زندگی میں گستاخیاں کرتا رہا ہے جس کا نتیجہ اسے دنیا میں بھی بھگتنا پڑا۔ اور آگے بھی اپنا انجام پائیں گے۔

میرے اس جواب پر وہ خاموش تو ہو گیا مگر اس کے گستاخانہ کلام سے جو تیر میرے دل پر لگا۔ اس کے زخم کا درد تیز تر ہونے لگا۔ ہفتہ بھر اعلیٰ حضرت کا

حلیہ دریافت کرتا رہا مگر نہ ملا۔ لاہور گیا وہاں سے ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمتہ کی تصنیف لطیف "حیات اعلیٰ حضرت" خرید کی من الاول الی الاخر مطالعہ کیا مگر حلیہ شریف نہ ملا دن بدن میری پریشانی بڑھتی رہی پھر ایک رسالے میں ایک اشتہار پڑھا کہ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی مدیر "پاسبان" الہ آباد پاسبان کا امام احمد رضا نمبر نکال رہے ہیں آخر امام احمد رضا نمبر منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ بندہ نے اول تا آخر مطالعہ کیا مگر حلیہ مبارکہ نہ پایا۔ زیادہ غم لگا۔ سن ۱۹۶۳ میں پتہ چلا کہ مولانا علامہ بدر الدین احمد صدر مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف "سوانح اعلیٰ حضرت مرتب فرما رہے ہیں تو ان کی جانب بھی عریضہ لکھا کہ آپ اپنی مصنف میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ' کا حلیہ مبارک ضرور تحریر فرمایئے موصوف نے جواباً" تحریر فرمایا کہ اب "سوانح اعلیٰ حضرت" حصہ اول پریس میں پہنچ چکی ہے لہٰذا جلد دوم میں حلیہ شریف نقل کیا جائے گا

دن رات اسی پریشانی میں گذرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم محبوب رب العالمین کی نظر رحمت سے بندہ نے خواب میں دارالعلوم خفیہ فریدیہ بصیر پور کی جامع مسجد دیکھی جس میں اعلیٰ حضرت مجدد اسلام اور حضرت فقیہ اعظم مولانا الحاج ابوالخیر محمد نور اللہ صاحب النعیمی القادری مدظلہ' شیخ الحدیث و بانی و مہتم دارالعلوم حنیفہ فریدیہ تشریف فرمائیں کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے وہ ہیں امام احمد رضا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ اب ان کی زیارت سے خوب مستفید ہوا۔ تو بندہ نے جواب میں "اعلیٰ حضرت" کی زیارت کی خصوصاً" آنکھوں کو دیکھا جو نہایت خوبصورت اور چمکدار تھیں اتنے میں بیدار ہوا۔ یہ تو

مختصر خوابی حالات ہیں تفصیل پھر کبھی آئندہ فللہ الحمد (تابش قصوری)

جلد دوم کا منتظر رہا مگر میرے عشق نے بہت مجبور کیا تو ۲۵ مارچ کو حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ' العالی کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھا کہ مجھے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے حلیہ مبارک کے دیکھنے کا شوق ہے لہٰذا نگاہ کرم فرماتے ہوئے میری گزارش کو شرف قبول بخشتے ہوئے حلیہ شریف ارسال فرمائیں مگر اس وقت حضور مفتی اعظم اپنے دو لکدے پر تشریف نہ رکھتے تھے جس وجہ سے حضرت الحاج ساجد علی صاحب قبلہ نے حضرت مولانا علامہ الشاہ حسنین رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے حلیہ اعلیٰ حضرت لکھوا کر بندہ کی طرف روانہ فرما کر کرم فرمایا اور ساتھ ہی خط لکھا۔

اس جگہ موصوف کا مکتوب گرامی من و عن تحریر کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیے

جناب تابش صاحب

سلام ممنون! آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا حضرت مفتی اعظم مدظلہ' العالی آج کل دو لکدہ پر تشریف نہیں رکھتے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی المولی تعالیٰ عنہ کے برادر زادہ شاگرد اور خلیفہ مولانا حسنین رضا خاں صاحب ہیں جنھوں نے برس ہا برس اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی زیارت کی ان سے یہ مضمون جو اس لفافہ میں آپ کو ملے گا لکھوا کر بھیج رہا ہوں۔

اس کو سنی اخبارات و رسائل میں چھپوا دیں

والسلام

از فقیر ساجد علی خاں غفرلہ'

سلام ممنون و دعائے مشحون مقبول باد

۶ جون سن ۶۴ء

الحاج ساجد علی خاں

بقلم حبیب رضا غفرلہ'

۵ جون سن ۱۹۶۴ء

حلیہ مبارک

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ

ابتدائی عمر میں آپ کا رنگ چمکدار گندمی تھا۔ ابتدا سے وقت وصال تک مسلسل محنت ہائے شاقہ نے رنگ کی آب و تاب ختم کردی تھی۔ چہرہ مبارک پر ہر چیز نہایت موزوں و مناسب تھی۔ بلند پیشانی۔ بنی مبارک نہایت ستواں تھی ہر دو آنکھیں بہت موزوں اور خوبصورت تھیں نگاہ میں قدرے تیزی تھی جو پٹھان قوم کی خاص علامت ہے۔ ہر دو ابرو کماں ابرو کے پورے مصداق ہے لاغری کے سبب سے چہرہ میں گدازی نہ رہی تھی مگر ان میں ملاحت اس قدر عطا ہوئی تھی کہ دیکھنے والے کو اس لاغری کا احساس بھی نہ ہوتا تھا۔ کنپٹیاں اپنی جگہ بہت مناسب تھیں۔ ڈاڑھی بڑی خوبصورت گردار تھی۔ سر مبارک پر پٹھے تھے جو کان کی لوتک تھے۔ سر مبارک پر ہمیشہ عمامہ بندھا رہتا تھا جس کے نیچے دو پلی ٹوپی ضرور اوڑھتے تھے آپ کا سینہ باوجود اس لاغری کے خوب چوڑا محسوس ہوتا تھا۔ گردن صراحی دار تھی اور بلند تھی جو سرداری کی

علامت ہوتی ہے آپ کا قد میانہ تھا۔ ہر موسم میں سوائے موسمی لباس کے آپ سپید ہی کپڑے زیب تن فرماتے۔ موسم سرما میں رضائی بھی اوڑھا کرتے تھے مگر سبز کاہی اونی چادر بہت پسند فرماتے تھے اور وہ آپ کے تن مبارک پر بجتی بھی خوب تھی آپ بچپن ہی میں کچھ روز گداز رہے پھر تو سب نے آپ کو چھریرا اور لاغر ہی دیکھا۔

آپ کو چودہ برس کی عمر میں درد گردہ لاحق ہوا جو آخر عمر تک رہا کبھی کبھی اس کے شدید دورے پڑ جاتے تھے ایسے مزمن امراض خاصان خدا کی خاص علامت ہوتے ہیں آپ کی آواز نہایت پر درد تھی اور کسی قدر بلند بھی تھی آپ جب اذان دیتے تو سننے والے ہمہ تن گوش ہو جاتے آپ بخاری طرز پر قرآن پاک پڑھتے آپ کا طرز ادا عام حفاظ سے جدا تھا آپ نے ضاد کا مخرج جیسا ادا کیا بڑے بڑے قاریوں کا یہ کہنا ہے کہ ضاد کا مخرج ایسا صاف و ستھرا ادا کرتے کسی قاری کو نہ سنا۔ اس مخرج کی تحقیق میں آپ کا ایک رسالہ "الجامد الصاد عن سنن الضاد" بارہا چھپ کر ملک میں شائع بھی ہو چکا ہے۔

آپ نے ہمیشہ ہندوستانی جوتا پہنا جسے سلیم شاہی جوتہ کہتے ہیں آپ کی رفتار ایسی نرم تھی کہ برابر کے آدمی کو بھی چلتا محسوس نہ ہوتا تھا آپ کی حیات شریفہ میں ایک بار یہ افواہ اڑی کہ مولانا احمد رضا صاحب کو (معاذ اللہ) مرض جذام ہو گیا ہے اس افواہ کا مرکز گنگوہ بتایا جاتا ہے جب یہ افواہ بریلی پہنچی تو بریلی والوں نے اظہار عداوت کے اس چھچھوڑے اور ذلیل طریقہ پر اظہار نفرت کیا اور اس بیحیائی کی بڑی داد دی۔ اب اس جماعت میں کوئی نئے محقق پیدا ہو گئے ہیں جنھوں نے یہ اڑایا ہے کہ اعلیٰ حضرت قلبہ (معاذ اللہ) یک چشم تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن کی آنکھیں پھلے پھٹ گئی ہیں وہ ایسی حیا سوز حرکتیں کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ [illegible]

نسب نامہ

اور

خاندانی بزرگوں کے حالات

حضور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا ابن مولینا تقی علی خاں صاحب ابن مولینا رضا علی خاں صاحب ابن مولانا حافظ کاظم علی خاں صاحب ابن اعظم خاں صاحب ابن مولنا سعادت یار خاں صاحب ابن مولینا سعید اللہ خاں صاحب رحمھم اللہ تعالیٰ و رضی الرحمن عنھم اجمعین۔

مولینا سعید اللہ خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ قندھار کے قبیلہ بڑیچ کے پٹھان تھے سلاطین مغلیہ کے دور میں سلطانِ محمد نادر شاہ کے ہمراہ لاہور آئے اور عزیز ترین عہدوں سے نوازے گئے پھر وہاں سے دہلی تشریف لائے اس وقت آپ "شش ہزاری" عہدے پر فائز تھے اور "شجاعت جنگ" دربار شاہی سے آپ کو خطاب ملا۔

مولینا سعادت یار خاں صاحب علیہ الرحمتہ کو حکومت مغلیہ کی طرف سے جنگ کی مہم سر کرنے کے لئے روہیل کھنڈ بھیجا گیا تھا۔ جس کی فتحیابی پر آپ کو بریلی کا صوبہ دار بنانے کے لئے فرمان شاہی آیا لیکن اس وقت آپ بستر مرگ پر تھے اور سفر آخرت کی تیاری تھی۔

مولینا اعظم خاں صاحب حکومت کے ایک ممتاز عہدہ کے مالک تھے۔

بریلی میں رونق افروز ہوئے اور ترک دنیا اختیار کر کے محلہ معماران میں اقامت گزیں ہوئے آپ صاحب کرامت اور اولیائے کاملین میں سے تھے۔

مولینا حافظ کاظم علی خاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے دو سو سواروں کی بٹالین خدمت میں رہا کرتی۔ آپ نے کوشش فرمائی تھی کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو نزاع ہے وہ ختم ہو جائے چنانچہ اسی سلسلہ میں آپ کلکتہ بھی تشریف لے گئے تھے۔

مولینا شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمتہ نے شہر لونگ (راجستھان) میں مولوی خلیل الرحمن سے علوم درسیہ حاصل کئے اور بائیس سال کی عمر میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے آپ کی خداداد علم و فضل کی شہرت ہندوستان میں دور دور تک پھیلی۔ ظاہری علمی کمالات کے باوصف آپ فقر و تصوف میں بھی کامل عبور رکھتے تھے۔ فصاحت کلام۔ زہد و قناعت اور حلم و تواضع جیسی دولت بے بہا سے مالا مال کیے گئے تھے آپ کی ذات گرامی سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ مولانا علمی جن کے خطبے مشہور ہیں وہ آپ ہی کے شاگرد ہیں۔

مولینا حکیم نقی علی خاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد محترم حضرت مولینا رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمتہ سے علوم و دینیہ ظاہرہ و باطنہ حاصل کیے۔ علوم ظاہری میں آپ کا کوئی نظیر و مثیل نہیں تھا اور باطنی فہم و فراست کا یہ حال تھا کہ جو زبان اقدس سے فرما دیتے وہی سامنے آتا یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگاہ عالی پر سب کچھ روشن فرما دیا تھا۔ رب العالمین ان کی قبروں کو نور سے معمور فرما دے اور ان پر اپنی رضا و خوشنودی رحمت و رافت کی بارش برسائے۔

آسماں ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

حضور سیدنا و مرشدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مجدد دین و ملت مولینا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تشریف آوری کی بشارت

حضور کے والد ماجد صاحب علیہ الرحمتہ نے آپ کی پیدائش سے پہلے ایک عجیب خواب دیکھا جس سے آپ کی مسرت و خوشی کی انتہا نہ رہی اور اس کا سرور دل کو مسرور کرتا رہا مگر اس کا خیال آتے ہی آپ تشویش میں پڑ جاتے آپ نے اپنے والد ماجد مولینا رضا علی خاں صاحب سے وہ خواب بیان کیا۔ جس کی تعبیر میں انھوں نے ارشاد فرمایا کہ خواب مبارک ہے" بشارت ہو کر پروردگار عالم تمھاری پشت سے ایک ایسا فرزند صالح و سعید پیدا کرے گا۔ جو علوم کے دریا بہا دے گا اور اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے گی جب حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم وجود میں تشریف لائے تو آپ کے والد صاحب آپ کو لے کر مولینا رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مولینا نے دیکھ کر اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا "یہ میرا بیٹا عالم ہو گا" عقیقہ کے دن والد محترم نے خوشگوار خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ فرزند فاضل و عارف باللہ ہو گا۔ چنانچہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کی ظاہری و باطنی علوم و معارف سے ماحول پر چھائی ہوئی۔ جہالت و نادانی الحاد و ارتداد کی تمام تاریکیاں دور

ہو گئیں۔ حق و صداقت کا آفتاب جگمگا اٹھا اور اس کے انوار و تجلیات سے صرف بریلی شریف ہی کی سرزمین ہی نہیں بلکہ ہند و سندھ عراق و افغانستان وغیرہ کا چپہ چپہ بقعو نور بن گیا۔

ولادت پاک

شہر بریلی شریف میں ۱۰ شوال المعظم سن ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ بوقت ظہر مطابق ۱۴ جون سن ۱۸۶۵ء کو آپ عالم ہستی میں جلوہ گر ہوئے حضور کا پیدائشی اسم گرامی "محمد" ہے والدہ ماجدہ محبت و شفقت میں "امن میاں" والد ماجد اور دیگر اعزہ "احمد میاں" کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے جد امجد علیہ الرحمتہ نے آپ کا اسم شریف "احمد رضا" رکھا اور تاریخی نام" المختاز ہے اور خود آپ نے اپنے نام کے اول میں "عبدالمصطفیٰ" لکھنے کا التزام فرما لیا تھا اور اسلامی دنیا میں آپ کو "اعلیٰ حضرت" اور "فاضل بریلوی" کے ساتھ بصد ادب و احترام یاد کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ خوانی

آپ دنیا والوں کے سامنے جس حیثیت سے رونما ہوئے اس کے پیش نظر حقیقت تو یہ ہے کہ عالم الغیب نے آپ کا مبارکہ سینہ علوم و معارف کا گنجینہ اور ذہن و دماغ قلب و روح کو ایمان و یقین کے مقدس فکر و شعور اور پاکیزہ احساس و تخیل سے لبریز فرما دیا تھا۔ لیکن چونکہ ہر انسان کا عالم اسباب سے بھی کسی نہ کسی نہج سے رابطہ استوار ہوتا ہے اس لئے بظاہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عالم اسباب کی راہوں پر چلنا پڑا اور وہ بھی اس شان و شوکت

نیساتھہ کہ بڑے بڑوں کی عقلیں دیکھ کر حیران رہ گئیں آپ کی ذہانت و فراست کا یہ عالم تھا کہ چار برس کی مختصر سی عمر جس میں عموما دوسرے بچے اپنے وجود سے بھی بے خبر ہوتے ہیں قرآن مجید ناظرہ ختم کر لیا آپ کی رسم بسم اللہ خوانی کے وقت ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے لوگوں کو دریائے حیرت و استعجاب میں ڈال دیا۔ حضور کے استاد محترم نے آپ کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھانے کے بعد الف با تا ثا پڑھایا پڑھاتے پڑھاتے جب لام الف (لا) کی نوبت آئی تو آپ نے خاموشی اختیار فرمائی استاد نے دوبارہ کہا کہ "کہو میاں لام الف" حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے پھر دوبارہ کیوں۔ اس وقت آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا "بیٹا استاد کا کہا مانو" حضور نے ان کی طرف نظر کی جد امجد نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچے کو شبہ ہے کہ یہ حروف مفردہ کا بیان ہے اب اس میں ایک لفظ مرکب کیوں آیا۔ اگرچہ بچے کی عمر کے اعتبار سے اس راز کو منکشف کرنا مناسب نہ تھا مگر حضرت جد امجد کے خیال فرمایا کہ یہ بچہ آگے چل کر آفتاب علم و حکمت بن کر افق عالم پر تجلی ریز ہونے والا ہے ابھی سے اسرار و نکات کے پردے اس کی نگاہ و دل پر سے ہٹا دیے جائیں چنانچہ فرمایا "بیٹا تمہارا خیال بجا و درست ہے لیکن پہلے جو حرف الف پڑھ چکے ہو وہ دراصل ہمزہ ہے اور یہ الف ہے لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ چونکہ ابتداء ناممکن ہے اس لئے ایک حرف یعنی لام اول میں لاکر اس کی ادائیگی مقصود ہے۔ حضور نے اس کے جواب میں کہا تو کوئی بھی حرف ملا دینا کافی تھا لام ہی کی کیا خصوصیت ہے با تا دال اور سین بھی شروع میں ا سکتے تھے۔ جد امجد علیہ الرحمہ نے انتہائی جوش محبت میں آپ کو گلے سے لگا لیا اور

دل سے بہت سی دعائیں دیں پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورۃ "خاص مناسبت ہے اور ظاہر" لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک ہی ہے لا یا لا اور سیرۃ" اس وجہ سے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام یعنی یہ اس کے بیچ میں اور وہ اس کے بیچ میں بظاہر جد امجد نے اس لام الف کو مرکب لانے کی وجہ بتائی مگر سچ پوچھئے تو باتوں ہی باتوں میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے رموز و اشارات کی دریافت و ادراک کی صلاحیت و قابلیت اس وقت سے عطا فرمادی جس کا اثر سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت مطہرہ میں آپ اگر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی جلیل القدر نائب اکرم

غیر فصیح و غلط لفظ بچپن میں بھی حضور کی زبان پر نہ آیا خداوند قدوس جل و علی نے آپ کو ہر لغزش سے محفوظ رکھا۔ اور نہ آپ نے کسی غلط بات کو سن کر چشم پوشی کی جس کے ثبوت میں دو واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

آپ کے استاد محترم کسی آئیہ کریمہ میں بار بار زبر بتا رہے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے یہ کیفیت دیکھ کر حضور کے جد امجد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا اور کلام مجید منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب کی غلطی سے اعراب غلط لکھا گیا تھا یعنی جو زیر حضور سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی زبان حق ترجمان سے نکلتا تھا یعنی جو زیر حضور سیدی پھر جد امجد نے آپ سے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح بتاتے تھے۔ اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے عرض کی کہ میں ارادہ کرتا تھا کہ جس طرح بتاتے ہیں اسی کے مطابق پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا حضرت نے فرمایا "خوب" اور مسکراتے ہوئے آپ کے سر پر دست

شفقت پھیرا اور دعائیں دیں پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا کہ یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا اور اس غلطی کی تصحیح فرمادی۔

ایک دن آپ کے استاد گرامی بچوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ ایک لڑکے نے سلام کیا استاد نے جواب میں فرمایا "جیتے رہو" اس پر حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو جواب نہ ہوا "وعلیکم السلام" کہنا چاہیے تھا آپ کے اس جذبہ اظہار حق پر آپ کے استاد بے حد مسرور ہوئے اور آپ کو بڑی بڑی نیک دعاؤں سے نوازا۔

آئین جوانمردی حق گوئی و بیبا کی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

قربان جائیے آپ کی ابتدائے عمر ہی میں اسلام کا کتنا بلند فکر و شعور عطا ہوا تھا۔

معارف کا سمندر موجزن ہے جس کے سینے میں
وہ مقبول در خیرالبشر احمد رضا تم ہو

ان دونوں واقعات کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کا جذبہ حق گوئی ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ دنیا میں اس مقصد عظیم کے ماتحت تشریف لائے تھے کہ آپ کے تجدیدی علمی و قولی و فعلی کارناموں سے دین حق کی بنیادیں مستحکم و مضبوط ہو جائیں۔ سنت کی پرنور راہوں سے الحاد و ارتداد کے کانٹے الگ ہو جائیں۔ ملت اسلامیہ کی ایک بار پھر تعمیر و تنظیم ہو۔ اللہ و رسول جل جلالہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات عالیہ کی آواز سے ساری

کائنات گونج اٹھے۔ شجر اسلام کی آبیاری ہو۔ ایمان و یقین کی منزل کی صحیح رہبری ہو۔ گمراہی و بد مذہبی کی ابھرتی ہوئی قوت پر موت کی تاریکیاں چھا جائیں۔ اور باطل کے تمام جھوٹے گھروندے زمین کے پست ذروں کے برابر ہو جائیں اور باطل کے بھی آپ کے منصب جلیل و عہدہ رفیع کے احترام کرنے کے لئے جرات ایمانی نصیب ہو۔

تمھارے دشمنوں کے سر رگڑنے کو رہیں قائم
غلامان شہ احمد رضا خاں یارسول اللہ

تقویٰ و پرہیزگاری

آپ کی عمر شریف جب کہ محض چار سال کی تھی ایک دن صرف بڑا سا کرتہ زیب تن کئے ہوئے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے سے چند بازاری طوائفیں گزریں جنہیں دیکھتے ہی آپ نے کرتہ کا دامن چہرہ پر ڈال لیا یہ حالت دیکھ کر ان میں سے ایک عورت بولی "واہ میاں صاحبزادے آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول دیا" آپ نے اس عالم میں بغیر ان کی طرف نگاہ ڈالے ہوئے برجستہ جواب دیا "جب آنکھ بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے"۔ آپ کے اس عارفانہ جواب سے وہ سکتہ میں آ گئی۔

پہلی تقریر

چھ سال کی عمر شریف میں ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے آپ نے پہلی تقریر فرمائی جس میں کم و بیش دو گھنٹے علم و عرفان کے دریا بہائے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ذکر ولادت کے بیان کی خوشبو سے اپنی زبان کو معطر فرمایا سامعین آپ کے علوم و معارف سے لبریز بیان کو سن کر وجد میں آ گئے اور تصویر حیرت بن گئے کہ ان کے سامنے ایک کمسن بچے نے مذہبی دانشمندی کی وہ گراں مایہ باتیں بیان کیں جو بڑے بڑے صاحبان عقل و ہوش کے لئے باعث صد رشک ہیں حقیقت یہ ہے کہ رب العلمین اپنے جس بندے کو اپنی معرفت کی دولت سے سرفراز کرنا چاہتا ہے اس کی حیات پاک کی ایک ایک گھڑی اور ہر ہر ساعت میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات دنیا کے ظاہر میں انسانوں کے فہم و ادراک سے باہر ہوتے ہیں لیکن جن کو خداوند قدوس نے بصارت و بصیرت دونوں ہی کی روشنی عطا فرمائی ہے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ خاصان خدا کے سینے علوم و معرفت کے لیے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور ان کے لئے بچپن، جوانی، بڑھاپا کوئی دور کوئی زمانہ رکاوٹ نہیں بن سکتا!

روزہ کشائی کی تقریب میں

رمضان شریف کا متبرک مہینہ ہے اور آپ کی روزہ کشائی کی تقریب ہے کاشانہ اقدس میں جہاں افطار کا اور قسم قسم کا سامان ہے ایک جگہ فیرنی کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے دوپہر کا وقت ہے شدت کی گرمی پڑ رہی ہے کہ آپ کے والد محترم آپ کو فیرنی کے کمرے میں لے جاتے ہیں اور کمرہ اندر سے بند کر کے ایک پیالہ آپ کو دے دیتے ہیں کہ اسے کھالو تو عرض کرتے ہیں کہ میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں آپ کے والد صاحب قبلہ نے فرمایا۔ "بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے لو کھالو میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کسی کو خبر نہ ہو گی اور

نہ کوئی دیکھ رہا ہے" آپ نے جواب دیتے ہیں کہ "جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے" یہ جواب سن کر حضور کے والد مکرم کی آنکھوں میں آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور آپ کو کمرہ سے باہر لے آئے۔

تعلیم کا شوق

حضور کو تحصیل علوم دینیہ کا نہایت شوق تھا چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ بیان فرماتی ہیں کہ اعلیٰ حضرت رضی المولی تعالی عنہ نے عام بچوں کی طرح بچپن میں بھی پڑھتے ہیں بد شوقی و ضد نہ کی بغیر کہے ہوئے برابر پڑھنے تشریف لے جاتے جمعہ کے روز بھی جانا چاہتے لیکن پھر والد صاحب کے منع کرنے سے رک جاتے ابتدا ہی سے آپ کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی کتاب سے زائد نہ پڑھی اور بقیہ کتاب خود بخود یاد کر کے استاد کو سنا دیا کرتے۔

استاد سے جب سبق پڑھ کر الگ ہوتے تو کتاب کو دو ایک مرتبہ دیکھ کر بند کر دیتے ایک روز استاد نے آپ سے دریافت فرمایا کہ "احمد میاں تم آدمی ہو کہ جن کہ مجھ کو پڑھانے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی"۔

آپ نے "میزان منشعب" جناب مرزا قادر بیگ صاحب سے پڑھیں ان کے علاوہ دیگر درسی کتابیں اور دینیات کی تکمیل گھر ہی پر اپنے والد ماجد صاحب قبلہ رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے کی۔

دستار فضیلت اور افتاء کی ابتدا

۱۴ شعبان المکرم سن ۱۲۸۶ھ بعمر ۱۴ سال آپ نے سند دستار فضیلت

سے سرفراز ہوئے۔

اسی دن رضاعت کے ایک مسئلہ کا جواب لکھ کر والد ماجد صاحب قبلہ کی خدمت عالی میں پیش کیا جواب بالکل درست و صحیح تھا آپ کے والد ماجد نے آپ کے جواب سے آپ کی ذہانت و فراست کا اندازہ کرلیا اور اسی دن سے فتوی نویسی کا کام آپ کے سپرد فرمادیا اس سے پہلے آٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ نے ایک مسئلہ فرائض کا جواب تحریر فرمایا واقعہ یہ ہوا کہ والد ماجد باہر گاؤں میں تشریف فرما تھے کہیں سے سوال آیا آپ نے اس کا جواب لکھا اور والد صاحب کی واپسی پر ان کو دکھایا جسے دیکھ کر ارشاد ہوا معلوم ہوتا ہے یہ مسئلہ امن میاں (اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ تعالی علیہا نے لکھا ہے ان کو ابھی نہ لکھنا چاہئے مگر اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہمیں اس جیسا مسئلہ کوئی بڑا لکھ کر دکھائے تو جانیں)۔!

خداداد علمی قابلیت

غالبا دس سال کی عمر میں آپ والد ماجد صاحب قبلہ سے "مسلم الثبوت" پڑھ رہے تھے کہ والد صاحب کا تحریر کیا ہوا اعتراض اور اس کا جواب آپ کو نظر پڑا جو انھوں نے "مسلم الثبوت پر کیا تھا حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے اس اعتراض کو دور فرماکر متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ اس پر سرے سے کوئی اعتراض ہی وارد نہ ہوتا تھا جب تعلیم دیتے وقت والد صاحب کی نگاہ حاشیہ پر پڑی تو انھیں اس درجہ مسرت ہوئی کہ آپ کو اٹھ کر سینہ سے لگالیا اور فرمایا "تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو بلکہ پڑھاتے ہو"۔

شادی

آپ کا نکاح جناب شیخ فضل حسین صاحب کی صاحبزادی "ارشاد بیگم" سے ہوا سن ۱۲۹۱ھ میں یہ شادی مسلمانوں کے لئے ایک شرعی نمونہ تھی مکان تو مکان آپ نے لڑکی والے کے یہاں بھی خبر بھجوادی تھی کہ کوئی بات شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو چنانچہ ان حضرات نے غلط رسم ورواج سے اتنا لحاظ کیا کہ لوگ ان کی دین داری اور پاس شرع کے قائل ہو گئے اور بڑی تعریف کی۔

علماء حق

حضرت مولینا نقی علی خاں صاحب کا نام سن کر ایک صاحب رامپور سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتوی پیش کیا جس پر بہت سے علماء کرام کی مہریں اور دستخط تھے حضرت نے فرمایا کہ کمرے میں مولوی صاحب ہیں ان کو دیدیجئے جواب لکھ دیں گے وہ صاحب کمرے میں گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ کمرے میں مولوی صاحب نہیں ہیں فقط ایک صاحبزادے ہیں۔ حضرت نے فرمایا انھیں کو دیدیجئے وہ لکھ دیں گے۔ انھوں نے عرض کیا حضرت میں تو آپ کا شہرہ سن کر آیا ہوں آپ نے فرمایا کہ آج کل وہی فتوی لکھا کرتے ہیں انھیں کو دیدیجئے بالآخر ان صاحب نے اعلیٰ حضرت کو فتوی دیدیا حضور نے جو اس فتوی کو ملاحظہ فرمایا تو جواب درست نہ تھا آپ نے اس جواب کے خلاف جو بات حق تھی لکھ کر والد ماجد صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے اس کی تصدیق فرمادی وہ صاحب اس فتوی کو لے کر رامپور پہنچے اور نواب رامپور نے اسے از اول تا آخر دیکھا تو مجیب اول مولینا ارشاد حسین صاحب کو بلایا آپ تشریف لائے تو وہ فتوی آپ کی

خدمت میں پیش کیا مولانا نے حق گوئی و حق پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے صاف صاف ارشاد فرمایا کہ "حقیقت میں وہی جواب صحیح ہے جو بریلی شریف سے آیا ہے "نواب صاحب نے کہا" پھر اتنے علماء نے آپ کے جواب کی تصدیق کس طرح کردی، مولینا نے فرمایا کہ تصدیق کرنے والے حضرات نے مجھ پر میری شہرت کی وجہ سے اعتماد کیا ورنہ حق وہی ہے۔ جو انھوں نے لکھا ہے اس واقعہ سے پھر یہ معلوم کر کے اعلیٰ حضرت کی عمر ۱۹۔۲۰ سال کی ہے نواب صاحب متحیر رہ گئے اور ان کو آپ کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا چنانچہ نواب صاحب نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور حضور اپنے خسر جناب شیخ تفضل حسین کے ہمراہ رامپور تشریف لے گئے جس وقت آپ نواب کے یہاں پہونچے اور نواب صاحب نے آپ کی زیارت کی تو بہت متعجب ہوئے لیکن آپ کی علمی جاہ و جلال کے قائل ہو چکے تھے اس لیے آپ کے انتہائی اعزاز و اکرام میں چاندی کی کرسی پیش کی۔ آپ نے فوراً ارشاد فرمایا کہ مرد کے لیے چاندی کا استعمال حرام ہے اس جواب سے نواب صاحب کچھ خفیف ہوئے اور آپ کو اپنے پلنگ پر جگہ دی اور آپ سے غایت لطف و محبت سے باتیں کرنے لگے اسی اثنا میں نواب صاحب نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ "ماشاء اللہ آپ فقہ و دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں بہتر ہو کہ مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادی سے منطق کی اوپر کی کتابیں پڑھ لیں آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اگر جناب والد ماجد صاحب قبلہ نے اجازت عطا فرمائی تو تعمیل ارشاد کی جائے گی اتفاق کی بات کہ اسی عالم میں جناب مولانا عبدالحق صاحب بھی تشریف لے آئے نواب صاحب نے اعلیٰ حضرت کا ان سے تعارف کرایا اور ان پر اپنی رائے ظاہر کی "اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ" سے

علامہ خیر آبادی نے سوال کیا کہ "منطق کی کتاب کہاں تک پڑھی ہے؟" آپ نے جواب دیا "قاضی مبارک" یہ سن کر علامہ خیر آبادی نے آپ کو کم عمر دیکھ کر آپ کی بات کا مذاق خیال کیا اور دریافت کیا کہ "تہذیب پڑھ چکے ہیں؟" جو طنز سے بھرپور تھا لیکن آپ نے بھی ایسا جواب دیا کہ وہ خاموش ہی رہ گئے فرمایا "کیا آپ کے یہاں "تہذیب" قاضی مبارک" کے بعد پڑھائی جاتی ہے"؟ اس کے بعد مولینا نے موضوع سخن بدل کر سوال کیا کہ "بریلی میں آپ کا کیا مشغلہ ہے"؟ فرمایا۔ تدریس۔ افتاء تصنیف۔ پھر پوچھا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں جواب میں فرمایا "جس مسئلہ شرعیہ میں ضرورت دیکھی اور رد وہابیہ میں یہ سن کر علامہ خیر آبادی نے کہا آپ بھی رد وہابیہ کرتے ہیں ایک وہ ہمارا بدایونی خبطی ہے کہ ہر وقت اسی خبط میں مبتلا رہتا ہے علامہ کا یہ اشارہ مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف تھا اعلیٰ حضرت ان کی حمایت دین کے باعث بڑی عزت و تکریم کرتے تھے اس لفظ کو سن کر آپ کو رنج ہوا فرمایا کہ جناب ولا وہابیہ کا سب سے پہلا رَد آپ کے والد ماجد حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے" تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی" آپ کی وہ پہلی تصنیف ہے جو مولوی اسماعیل دہلوی کے رد میں لکھی گئی ہے" مولانا عبدالحق صاحب نے کہا کہ اگر میرے مقابلہ میں آپ کی ایسی حاضر جوابی رہی تو مجھ سے پڑھنا نہیں ہو سکتا!" اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ کے فرمایا آپ کی باتوں کو سن کر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا ہے کہ ایسے شخص سے منطق پڑھنی اپنے علمائے اہلسنت کی توہین ہو گی۔

بیعت وارادت

ماہ جمادی الاولیٰ سن ۱۲۹۴ھ کا واقعہ ہے کہ آپ دوپہر کو روتے روتے سو گئے خواب میں حضرت جد امجد علیہ الرحمہ کی زیارت نصیب ہوئی انھوں نے حضور کو ایک صندوقچی عطا فرمائی اور کہا کہ وہ شخص عنقریب آنے والا ہے جو تمھارے درد دل کی دوا کرے گا اسی کے دوسرے دن حضرت علامہ عبدالقادر صاحب بدایونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں سے تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ "مارہرہ شریف" لے گئے اور حضور سید شاہ آل رسول احمدی نوری مرقدہ کی خدمت گرامی میں ہوئے جنھوں نے ان حضرات کو دیکھتے ہی فرمایا" آیئے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے ہیں" پھر آپ کو مرید کیا اور اسی وقت تمام سلسلوں کی اجازت بھی عطا فرمادی یعنی دولت خلافت بھی بخش دی اور جو عطیات و تبرکات سلف سے چلے آ رہے تھے وہ بھی عنایت فرمائے اور ایک صندوقچی جو وظیفہ کی صندوقچی کہی جاتی تھی دی اور ساتھ ہی ان وظائف کی اجازت بھی مرحمت فرمائی اس سے دیگر حاضرین و مریدوں کو رشک ہوا عرض کی حضور! اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا اے لوگو تم "احمد رضا" کو کیا جانو یہ فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا "قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول! تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا اور فرمایا کہ یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں اور دل کو تیار ہونا پڑتا ہے یہ بالکل تیار آئے تھے انھیں صرف نسبت کی ضرورت تھی

زیارت حرمین شریفین

آپ کے دل میں کعبہ مطہرہ میں جبہ سائی کا شوق اور دیار رسول علیہ

ا سلوۃ والسلام شوق اور دیار رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی حاضری کی تڑپ ایک مدت سے چٹکیاں لے رہی تھی جو حاضرین بارگاہ و خدام سرکار عالی سے پوشیدہ نہیں تھی لیکن مشیت الٰہی کہ آپ کی یہ دلی تمنا سن ۱۲۹۵ھ میں پوری ہوئی اور اپنے والدین کریمین علیہم الرضوان کے ہمراہ حج و کعبہ و زیارت روضہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حاضر ہوئے آپ ان نفوس قدسیہ میں سے تھے جن کے قلوب عشق الٰہی اور محبت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے معمور و لبریز رہتے تھے خود ارشاد فرماتے ہیں بحمد اللہ میری ولادت کی تاریخ "آیہ کریمہ" اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ" یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی نیز فرماتے ہیں۔ بحمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر "لاالٰہ الا اللہ" اور دوسرے پر "محمد رسول اللہ" (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوگا۔

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس حیات کو محبت کی نگاہوں سے دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یوم ولادت سے تا روز وفات آپ کی زندگی پاک کی ایک ایک گھڑی اور اس کا ہر ہر لمحہ حضور سرکار دو عالم روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں بسر ہو رہا ہے اگر ایک طرف آپ شریعت کے امام و مجدد تھے تو دوسری طرف طریقت و معرفت کے بادشاہ بھی تھے۔

محبوب کو خوش کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو براہ راست محبوب کی مدح سرائی ہو۔ دوسرے محبوب کے محبوب کی تعریف و توصیف کی جائے

تیسرے محبوب کے بدخواہوں اور دشمنوں کی مذمت و برائی بیان کی جائے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عشق و محبت و احترام و رضائے محبوب کے لیے تینوں راستے اختیار کیے چنانچہ عرض کرتے ہیں۔

کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو اگر حسان عرب

دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جبتک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمتہ ارشاد فرماتے ہیں۔

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

مگر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمنا کرتے ہیں کہ رب العالمین ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کرنے والوں کے دربار پاک کا سگ ہی بنادے تو ان کے لیے بڑی دولت ہے اللہ اللہ کیا محبت تھی اور مالک کونین حضور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے لیے ان کے دل و دماغ میں کیسے کیسے مقدس خیالات تھے۔

آپ نعت گوئی کے اندر ہمیشہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلے اور محبت کی جو راہ حضور نے دکھائی تھی اس کو نہایت ادب و

احترام اور بہت ہی احتیاط سے طے فرماتے ہیں۔

جب آپ مدینہ منورہ کے ہجرو فراق میں تڑپ اٹھتے ہیں اور عرب کے بیابانوں کی خاک بوسی کرنے کی آرزو ہوتی ہے تو اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھو
اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

محبت کی سچی بے قراریاں اور عشق کی حقیقی بیتابیاں رنگ لاکر ضرور رہتی ہیں۔ دربار رسالت میں آپ کی آہ و فغاں کو رسائی ہوئی رحمتہ اللعالمین کا دریائے رحمت جوش میں آیا اپنے سچے محبت کرنے والے کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دیدی۔ کتنا مقدس سفر تھا آپ کا یہ دل میں کیسے کیسے پاکیزہ جذبات و احساسات کا دریا موجزن تھا اس کا حیات افروز نظارہ آپ کے نہایت پیارے پیارے محبت سے لبریز کلام میں کیجئے۔

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے
کھبتی ہوئی نظر میں ادا کس سحر کی ہے

چبھتی ہوئی جگر میں صدا کس گجر کی ہے

مدینہ منورہ کی راہ اور وہاں کی مقدس خاک کے لیے آپ کے دل میں کس درجہ ادب و احترام ہے۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے

ایک جگہ اور فرماتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

حضرت مولینا حسن رضا خانصاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (جو آپ کے برادر صغیر ہیں) ان کا بھی ایک شعر یہاں پیش کر دنیا فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔ موصوف نے بھی اپنے انداز بیان میں کمال کر دیا ہے۔

وہاں کے سنگریزوں سے حسن کیا لعل کو نسبت
یہ ان کی رہگذر میں ہیں وہ پتھر ہے بدخشاں میں

عاشق مصطفٰی علیہ التحیہ والثنا کے لیے بالآخر وہ ساعت سعید اور لمحہ مبارک بھی قریب آگیا اور نہایت خوشی و مسرت کے عالم میں سفر کا اہتمام ہونے لگا۔ آپ کے اس مقدس سفر کی اطلاع پا کر تمام عزیز و اقرباء اور اہل محبت آپ

سے ملاقات کی غرض سے آتے ہیں۔ اور بہت سے ہمرکابی کا شرف حاصل کرنے کے لیے اپنا سامان سفر لیے در دولت پر حاضر ہیں۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اپنے بہت سے محبت والوں کے ساتھ اسٹیشن تک تشریف لائے اور جس وقت آپ کی ٹرین لوگوں کی نگاہوں سے اجھل ہونے کے لیے متحرک ہوئی تو عجیب سماں پیدا ہو گیا۔ کسی طرف سے آہ و فغاں کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ کوئی گریہ زاری میں مصروف ہے۔ کسی کو آپ کی جدائی کا غم تڑپا رہا ہے کوئی آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اس قسم کا پیغام دے رہا ہے۔

حضور شہ بحر و بر جانے والے
لئے جا ہماری نظر جانے والے

قدم کو ترے آنگاہوں میں رکھ لوں
ارے اس در پاک کے جانے والے

آپ کا یہ سفر زیارت حرمین مطہرین ۲۶ شوال المکرم سن ۱۲۹۵ھ کو ہوا۔ حج و عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک روز آپ نے مقام ابراہیم میں مغرب کی نماز ادا کی بعد نماز امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمال نے مڑ کر آپ کے چہرہ انور کی طرف دیکھا تو بغیر کسی جان پہچان کے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک پکڑا اور چل دیئے حضور نے بھی خاموشی اختیار کی اور بغیر کسی انقباض کے ان کے ہمراہ چل دیئے حضور نے بھی ان کے دولت کدے پر پہنچے اور دیر تک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر نور کو پکڑ کر فرماتے رہے انی لاجد نور اللہ فی ھذا الجبین یعنی بیشک میں اللہ کا نور اس پیشانی میں پاتا ہوں۔

اس کے بعد صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے ہاتھوں سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ "تمھارا نام ضیاء الدین احمد ہے" آپ چونکہ اپنے دو لتکدہ ہی سے زیارت حرمین کے سفر کے سلسلے میں یہ مبارک تخیل لے کے چلے تھے کہ۔

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہفت کدھر کی ہے

اس لیے آپ کے قلب اقدس میں مدینہ منورہ کے لیے جو آرزوئیں تڑپتی رہی ہوں گی وہ آپ کے جذبہ حب رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے ظاہر ہے فرماتے ہیں۔

اس کے طفیل حق نے تو حج بھی کرادیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ اور مدینے والے کی باہمی نسبت کے متعلق نغمہ ریزی ملاحظہ فرمائیے۔

کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انھیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ساری کائنات کو جو کچھ اوج و شرف اور عظمت و بزرگی ملی وہ سبز گنبد کے مکیں عرش کے مسند نشیں کے دم قدم سے ملی۔

خود فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

دوسری جگہ حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حقیقت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ہے انھیں کے دم قدم سے باغ عالم کی بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم نہیں

حضور آقائے نامدار و مولائے غم گسار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفعت و برتری کو عام ظاہر بیں انساں کب دیکھ سکتے ہیں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی زبان حقیقت بیان سے سنئے۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

دربار رسالت کی بخشش و عطا کا ذکر کس قدر ایمان افروز ہے۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے کوئی مانگنے والا بے اعتنائی برتے تو وہ رب العالمین کی بارگاہ سے نامرادی کے ساتھ واپس آئے گا اس لیے

کہ مالک الملک صرف اسی کی جھولی بھرتا ہے جو اس کے دربار میں جذبہ عشق رسالت کے ساتھ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتا ہوا حاضر ہو۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

بخدیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اے بخدیو تمھاری ساری عبادت و ریاضت نماز و روزہ طریقت و معرفت میں روح اسی وقت پڑ سکتی ہے جب محبوب خدا سلطان ہر دو سرا علیہ التحیہ والثنا کی شمع محبت تمھارے دلوں میں جگمگا رہی ہو۔ اور اگر تمھارا یہ گمان فاسد و خیال باطل ہے کہ ذکر الٰہی کو ذکر رسول سے جدا کر کے بھی ہم منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں تو "ایں خیال است و محال است و جنوں" تمھارا یہ ذکر نہ تو ذکر حق ہے اور نہ خدائے عزوجل اس کو قبول ہی فرمائے گا اور یہ اس محنت و جانفشانی اور بے انتہا عبادت و ریاضت سے رحمت و جنت کی راہ ہی پیدا ہو سکتی ہے بلکہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ تمھاری یہی عبادت و ریاضت تمھارے حق میں جہنم کی کنجی ثابت ہو گی۔

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو بخدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

عبدالوہاب بخدی کے اندھے پجاریو! اسماعیل دہلوی کے ناعاقبت اندیش پرستارو ذرا ایک نظر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عملی زندگی کی طرف اٹھاؤ اور غور کرو کہ انھوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

ذات گرامی کو التفات و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ قسمت شہید ہیں۔

مولا علی نے واری تری نیند پہ نماز
اور وہ بھی عصر سب میں جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اللہ اللہ وہ کتنی مبارک ساعت رہی ہوگی جب یہ عاشق صادق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہوا ہوگا اور دونوں عالم کے داتا نے اپنے محب سائل کے دامن کو گل مقصود سے بھر دیا ہوگا۔ اس کیفیت و حالت کا صحیح اندازہ وہی مبارک و مسعود انسان کر سکتے ہیں جن کی اس منزل تک رسائی ہو۔

یہ محبوب کائنات و فخر موجودات علیہ التحیہ والتسلیمات کی خالص و پر خلوص محبت ہی کا ثمرہ تھا کہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے جلیل القدر علماء و مشائخ نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ ہدیہ عقیدت پیش کیا اور آپ کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کیا۔
رب العالمین ہم غلاموں کو بھی زیارت حرمین طیبین کی سعادت نصیب کرے اور وہاں کے ہر ہر ذرہ کے لیے وہی سچی محبت اور ادب و احترام عطا فرمائے جو عشاق رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم کو مرحمت ہوتا ہے (آمین ثم آمین

دوسری بار حج و زیارت

آپ نے پہلا حج اپنے والدین ماجدین (علیہما الرحمہ) کے ہمراہ ادا کیا تھا جس کی واپسی پر تین روز طوفان شدید سے مقابلہ کرنا پڑا تھا سب نے کفن پہن لیے تھے مگر آپ نے سب کی بے چینی دیکھ کر فرمایا خدا کی قسم جہاز نہ ڈوبے گا اتنا فرمانا تھا کہ چند منٹ میں طوفان ختم ہو گیا اور تمام مسافروں کو سکون حاصل ہوا۔ ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ آپ نے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا کرا دیا اب میری زندگی تک دوبارہ ارادہ نہ کرنا ان کا یہ فرمانا آپ کو یاد تھا ماں باپ کی ممانعت پر حج نفل جائز نہیں۔

سن ۱۳۲۳ھ میں آپ کے برخوردار جناب ننھے میاں صاحب اور خلف اکبر حضرت حجتہ الاسلام مولینا محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ کے دل میں یک بیک بے چینی پیدا ہوئی کہ امسال ہم بھی حاضر بارگاہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے۔ ادھر والدہ اور ادھر شوق زیارت یہاں تک کہ جہاز کی روانگی کا وقت قریب آ گیا آخر کار محبت کی کشش نے مجبور کیا مغرب کے بعد ایک صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ دس بجے کی ٹرین بمبئی جانے والی سیکنڈ کلاس ریزرو کرالیں۔ ریزرو ۲۴ گھنٹہ سے پہلے ہوتا ہے مگر یہ حضور کی کرامت تھی کہ گاڑی سے دو گھنٹہ پہلے سیٹ ریزرو ہو گئی۔ آپ نماز عشا سے فارغ ہوئے سواری بھی آ گئی اب صرف والدہ صاحبہ سے اجازت لینا باقی تھا جو سب سے اہم کام تھا۔ حدیث شریف کی وہ دعائیں جو ہر مراد کی ضامن

ہیں پڑھتے ہوئے مکان میں تشریف لے گئے خلاف معمول دیکھا کہ والدہ ماجدہ صاحبہ چادر اوڑھے آرام فرما ہیں بس آپ نے آنکھیں بند کر کے سر قدموں پر رکھ دیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے عرض کی حج کی اجازت دیجئے انھوں نے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا بسم اللہ (خدا حافظ)

والدہ صاحبہ کے پاس سے آپ الٹے پاؤں تشریف لائے اور شکرم میں سوار ہو کر چل دیئے ابھی آپ اسٹیشن نہ پہنچے ہوں گے کہ والدہ نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی میں نیند میں تھی بلاؤ۔ آپ جا چکے تھے کون بلاتا جب ان کو اطلاع ہوئی کہ گاڑی چھوٹ گئی اور آپ چلے گئے تو آپ نے فرمایا لگن کا وہ پانی جس سے امن میاں (حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے وضو کیا واپسی تک نہ پھینکا جائے۔ جب جوش محبت سے بیقراری پیدا ہوتی ہے پانی کو دیکھا کرتیں۔ اس حج کا مفصل واقعہ حضور نے خود اپنی زبان حقیقت بیان سے ارشاد فرمایا جو "الملفوظ" حصہ دوم میں مفصل درج ہے یہاں بخوف طوالت کتاب محض چند اہم واقعات کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(مکہ معظمہ میں) ۲۵ ذی الحجہ سن ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولانا سید اسماعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور ان کے والد ماجد مولینا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا

(شریف مکہ) کے ذریعے پیش کیے ہیں۔ اور آپ سے جواب مقصود ہے میں نے مولینا سید مصطفیٰ صاحب سے گزارش کی کہ قلم دوات دیجئے حضرت مولانا شیخ کمال و مولانا سید اسماعیل و مولانا سید خلیل یہ سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا جواب نہیں چاہتے ہیں بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں میں نے عرض کی کہ اس کے لیے قدرے مہلت چاہیے دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے حضرت مولینا شیخ کمال نے فرمایا کہ کل سہ شنبہ اور پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کردوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کرلیا اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں (حضرت حجتہ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ) تبیض کرتے اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال کیا اور وہ جواب لکھ رہا ہے۔

حضرت شیخ الخطبا کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر مرلو کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا۔ حضرت شیخ الخطباء نے ازاول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی فرمایا خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو میں نے قبول کیا۔ رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باں فضل و کمال و باں کبر سال فرمایا "انا اقبل ارجلکم انا اقبیل نعالکم" میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں' میں

تمھارے جوتوں کو بوسہ دوں یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت۔ واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمسہ کو بڑھایا اب دوسرا دن چہار شنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولینا سید عبدالحیٔ ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کے چالیس کتابیں علوم دینیہ و حدیثیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) ان کا خادم پیام لایا کہ ہم مولینا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوں گا۔ فورا خادم واپس آیا کہ میں آج مدینہ طیبہ جاتا ہوں تیریز ہو چکی ہے یعنی قافلے کے شاونٹ بیرون شہر جمع ہولیے ہیں ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوں اور مولینا کو تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی وہاں زوال ہوتے ہی معا اذان ہو جاتی ہے۔ میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے بقیہ دن میں اور بعد عشاء فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرادی الدولة المكيه بالمادة الغيبة اس کا تاریخی نام ہوا۔ اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچادی گئی مولانا نے دن میں اسے بالکل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں تشریف لے گئے عشاء کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک

کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا ہے حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا۔ حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا اور دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد نگیہ کہلاتا دوسرا عبدالرحمن اسکوبی انھوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہٰذا چاہا سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجئے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے ممکن ہے آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے انھیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے اب حضرت مولانا نے شریف مکہ سے کہا کہ سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جابجا بیجا الجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں شریف نے فرمایا اقراء آپ پڑھیے اب ان کی ہاں کو کون نا کر سکتا تھا معترضوں کا منہ مارا گیا اور مولینا کتاب سناتے رہے کے دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے باواز بلند فرمایا اللّٰہ یعطی وھو لاء یمنعون یعنی اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب تک کتاب سنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگیا شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا یہاں نشانی رکھ دو۔ کتاب بغل میں لے کر بالاخانہ پر آرام کے لیے تشریف لے گئے وہ کتاب آج

تک انھیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علماء کرام نے لیں
اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر اوس پڑ گئی .بفضلہ تعالیٰ سب
لوہے ٹھنڈے ہو گئے گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ
اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمھارا کفرو شرک تمھیں پر پلٹا
وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا
مولیٰ عزوجل کا فضل حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے
کتاب پر دھوم دھامی تقریظیں لکھنی شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا
آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں
ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولینا شیخ ابوالخیر مراد سے عرض کی کہ ہم بھی
کتاب پر تقریظیں لکھا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوادیجئے وہ سیدھے مقدس
بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں اپنے صاحبزادے عبداللہ مراد کو میرے پاس
بھیجا یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت
فرما چکے تھے حضرت مولینا ابوالخیر کا منگانا اور مولینا عبداللہ مراد کا لینے کو آنا مجھے شبہ
کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولیٰ عزوجل کی رحمت میں اس وقت کتب خانہ حرم
شریف میں تھا حضرت اسماعیل کو اللہ عزوجل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں
نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کہ کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں
لکھنی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گزارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر منگاتے
ہیں اور ان کے صاحبزادے لینے آئے ہیں اور ان کو جو تعلق فقیر سے ہے آپ ۔

معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں۔ مولانا ابوالخیر کو انھوں نے دھوکہ دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی وللہ الحمد۔

اپنے اس ناپاک مقصد میں بھی ناکام ہونے کے باوجود دشمنان رسالت باز نہیں آئے اور طرح طرح کی سازشیں جاری رکھیں۔ مگر ان کو کسی میں بھی کامیابی نصیب نہیں ہوئی جو ارادہ بد کیا اس کا برا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کتاب نے حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی وقعت و عظمت میں چار چاند لگا دیئے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کرام و فقہائے عظام نے آپ کو اپنے سروں اور آنکھوں پر بٹھلایا۔ قدر و منزلت کی۔ اس سلسلہ میں واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ "الملفوظ" حصہ دوم میں مرقوم ہیں یہاں بخوف طوالت کتاب ان کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔ آگے مدینہ منورہ کی حاضری کے متعلق سیدنا اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔

توکلا علی اللہ تعالیٰ ۲۴ صفر سنہ ۱۳۲۴ھ کو کعبہ تن سے کعبہ جان کی طرف روانہ ہوا براہ تبریت مجھے بھی خیال آتا تھا کہ اونٹ کی ہل سے کیا حال ہو گا لہٰذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ پر ہوں گی بلکہ جدہ سے براہ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر ان کے کرم کے صدقے ان سے استعانت عرض کی اور ان کا نام پاک لے کر اونٹ پر سوار ہوا ہل کا ضرر پہنچا درکنار وہ چمک جو روزانہ پانچ چھ بار ہو جاتی تھی دفعتہ دفع ہو گئی وہ دن اور آج کا دن ایک ترن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی یہ ہے ان کی رحمت یہ ہے ان سے استعانت کی برکت صلی اللہ علیہ وسلم!

حضرت مولانا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر دور تک برسم مشایعت تشریف لائے مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ یا چلنے کی طاقت نہ تھی پھر بھی ان کی تعظیم کے لئے ہرچند اترنا چاہا مگر ان حضرات نے مجبور کیا پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جان نور میں کیا جو حاضری دربار معلی میں لکھا گیا ہے۔

وہ دیکھ جگمگاتی ہے شب اور قمر ابھی

پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے جدہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہوں گے کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں حبشی ملاح کہ اس کام پر مقرر تھے ان کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کو عجب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے ایک حضور سیدنا غوث اعظم کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر۔ تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو چوتھا حضرت سیدی آہدل کو علی ہذا القیاس رضی اللہ عنہم ہر کشش پر ان کی یہ آوازیں عجب دلکش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش آتیں ایک بصری صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا اور ان سے کہا گیا زمانہ معلوم ہوا کہ ان پر اثر ان دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے میں نے ان سے کہا یا شیخ انھوں نے کہا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیخ تو عبدالقادر جیلانی ہیں ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے قلب میں ہے انھوں نے ان پہلے بزرگ کو سمجھا دیا (اس کے بعد ان کو کچھ حالات معلوم ہوئے پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال طبع تھے تین روز میں کشتی رابغ پہنچی یہاں کے سردار شیخ حسین تھے ٹیوں کے مکان

قیام کے لئے تھے جب ان میں اترنا ہوا واللہ علم لوگوں کو کس نے اطلاع دی ان کے بھائی ابراہیم مع اپنے اعزا کی ایک جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے نافیصل پڑا تھا پیش کیا میں نے حکم شرعی عرض کیا بحمدہ تعالیٰ باتوں ہی باتوں میں باہم فیصلہ ہو گیا ربیع الاول شریف کا ہلال ہم کو یہیں ہوا یہاں سے اونٹ کرایہ کئے گئے نماز عصر پڑھ کر سوار ہونا ہوا تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا گنتی کے اونٹوں کا قافلہ تھا ہم لوگ سوار ہو گئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہ گیا جب منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن نہ گھی ہے ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں چھٹے چھٹے دن بحمد اللہ تعالیٰ خاک بوس آستاں جنت نشاں ہوئے الحمدللہ رب العالمین جب پیر شیخ پر پہونچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا جمالوں نے منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز نہ رہتا میں اور میرے رفقا اتر پڑے قافلہ چلا گیا کرنچ کا ڈول پاس تھا رسی نہیں اور کنواں گہرا عمامے باندھ کر پانی بھرا وضو کیا بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہو گئی اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے اتنے میل پیادہ کیونکر چلنا ہو گا منھ پھیر کر دیکھا تو ایک جمال محض اجنبی اپنا اونٹ لئے میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اسپر سوار ہوا۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ تم یہ اونٹ لائے کہاں سے؟ ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی کہ شیخ کی خدمت میں کمی نہ کرنا کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمال اونٹ لئے کھڑا ہے اس سے پوچھا کہا جب قافلے کے جمال نہ ٹھہرے میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی قافلہ میں سے اونٹ کھول کر واپس لایا یہ سب میرے سرکار کرم کی وصیتیں

تھیں صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ وعلیٰ عترتبہ وقدر رافتہ و رحمتہ ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سردار رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی جمال اور ان کی یہ خارق العادات روشیں۔ سرکار اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہو گئے تھے اور کپڑے رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک جوتا کہیں راستہ میں نکل گیا یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام اسباب کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا اس پر بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لا کر دیا کہ آپ کا اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں میں ہرچند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا مگر انھوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرمادی ہے کہ شیخ سے کچھ نہ لینا یہاں کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمدہ تعالیٰ اکتیس روز حاضری نصیب ہوئی بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی صبح سے عشا تک اسی طرح علماء عظام کا ہجوم رہتا بیرون باب مجیدی مولانا کریم اللہ علیہ رحمتہ اللہ تلمیذ حضرت مولانا عبدالحق مہاجر مکی الہ آبادی رہتے تھے ان کے خلوص کی کوئی حد ہی نہیں "حسام الحرمین" دولتہ المکیہ پر تقریظات میں انھوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی جزاہ اللہ خیرا" کثیرا یہاں بھی اہل علم نے دولتہ المکیہ کی نقلیں لیں ایک نقل بالخصوص مولینا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لیے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بھی مصر و شام و بغداد مقدس وغیر کے علماء جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوئے جن کا ذرا بھی قیام دیکھتے

اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رحمتہ "واسعتہ علماء کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں خصوصاً" شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یا "سیدی" فرماتے ہیں شرمندہ ہوتا ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ سید تم ہو میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مولی القوم منھم قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین۔ یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان و مولینا سید مامون بری و مولینا سید احمد جزائری و مولانا شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس دمفتی حنفیہ سابقاً" مولینا عثمان غنی بن عبدالسلام داغستانی وغیرہ ہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں ان مولینا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اٹھ گئے تھے مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم "حسام الحرمین" کی تصدیق، تھیں جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر و خوبی کے ساتھ ہوئیں زیادہ زمانہ قیام انھیں میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے اور کئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے "حسام الحرمین" پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل رسالہ کر کے شائع کرنا ایسا ہی کیا گیا "حسام الحرمین" کا کام پورا ہونے کے بعد "دولتہ الملکیہ" پر تقریظات کا خیال ہوا دونوں کا کام تو مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں

تقریظین تحریر فرمائیں تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی یہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبداللہ کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو عشا کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے میں نے کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرات کے ساتھ مسکت جواب دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے جابجا ان کا ذکر "الفیوض الملکیہ حاشیہ" دولتہ الملکیہ" میں کردیا ہے بارہ بجے جلسہ ختم ہوا اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا مجھے بعد کو معلوم ہوا اس وقت اگر اطلاع ہوتی تو میں معذوت کر لیتا ایک رات کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شبلی کہ مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ الجھنے لگے حامد رضا خاں نے انھیں جواب دیئے جن کا جواب وہ نہ دے سکے۔ اور وہ بھی سینہ میں غبار لے کر اٹھے مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے پرواہ نہ کی انصاف پسند تو اس کے ممنون ہوتے ہیں جو انھیں صواب کی طرف راہ بتاتے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرہ بے مقدار کا مشتاق کر رکھا تھا یہاں تک کہ مولانا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علماء تو علماء اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمھارے پاس علماء کا یہ ہجوم ہے میں نے عرض کی میرے سرکار کا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کریما کہ در فضل بالا تراند
گاں پرورند چناں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں
ہموں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضر ہوا باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی سرکار کریم ہیں اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں۔

ہم کو مشکل ہے انھیں آسان ہے۔

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آ لیے ہیں پابر کاب ہوں اس وقت تک علماء کو اجازت نامے لکھ کر دیے وہ سب تو "الاجازات المتینہ" میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آیا کیں اور اجازت نامے لکھ کر گئے یہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی اب مجھ میں طاقت تھی ان کی معاودت تک میں بھی پیادہ پا ہی رہا"۔

اس کے بعد واپسی کے تفصیلی واقعات ہیں جن کو یہاں بخوف طوالت نہیں ذکر کیا جارہا ہے۔ اس حاضری حرمین شریفین میں حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ہیں ان کے پیش نظر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے پیارے رسول علیہ الصلوۃ

والسلام کے کرم سے محبوب خاص و عام تھے۔ اتباع شریعت کی دولت سے سرفراز ہونے کے ساتھ ساتھ رب العزت نے آپ کو معرفت و حقیقت کا شعور کامل اور فکر تمام بھی عطا فرمائی تھی اللهم اجعلنا منهم بحرمة حبيبك سيدالمرسلين عليه وعلىٰ اله و صحبه وابنه الغوث الاعظم و حزبه اجمعين۔

چودھویں صدی کا عظیم المرتبت مجدد

جب بدمذہبی کی وبا عام ہو کر ادھر ادھر پھیلنے لگتی ہے لوگ اسلام کی حقیقی راہوں سے ہٹ کر دوسری غلط راہوں پر چل پڑتے ہیں۔ جب اللہ کے حقوق میں سستی پیدا ہونے لگتی ہے۔ جب بندوں کے حقوق پامال ہونے لگتے ہیں۔ جب طریقہ رسول و سنت نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کے اثار و نقوش مٹنے لگتے ہیں اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی پرستار حق پیدا ہو اور احیائے سنت و تجدید ملت کا پرچم لے کر کائنات پر چھا جائے گم گشتگان راہ حقیقت کو ان کی صحیح راہ بتا دے۔ ملت اسلامیہ کے احکام و قوانین کو ان انسانوں کے کانوں تک پہنچاوے جو ان سے غافل ہو کر دنیا کی نیرنگیوں کے شکار ہو رہے ہیں اور ایمان و یقین کے مٹتے ہوئے آثار و نقوش کو اپنے تجدیدی کارناموں سے اجاگر فرمادے حدیث شریف میں ہے ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامتہ علیٰ راس کل مائة سنة من یجدد لھا امر دینھا یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد بھیجتا ہے جو اپنے رب کے حکم کی تجدید فرما دیتا ہے اس شرح فرماتے شیخ الاسلام بدرالدین ابدال رسالہ مرضیة فی نصره مذهب

الاشعریہ میں تحریر کرتے ہیں اعلم ان المجدد انما ھو بغلبۃ الظن ممن عارفہ بقرائن احوالہ والانتفاع بعلمہ ولا یکون المجدد الا عالما بالعلوم الدینیہ الظاہرہ والباطنتہ ناصر اللسنہ قامعا للبدعۃ یعنی مجدد کی شناخت قرائن احوال سے کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ اس کے علم نے نیا نفع پہنچایا اور مجدد وہی ہو گا جو علوم دینیہ ظاہرہ اور باطنہ کا عالم عارف سنت کا مددگار ہو اور بدعت کا قلع قمع کرنے والا ہو۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ "مرقات السعود شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں والذی ینبیغی ان یکون المبعوث علی راس المائۃ رجلا مشھودا معروفا مشادالیہ وقدکان قبل کل مائۃ ایضا من یقو بامر الدین والمراد بالدین نقضت المائہ وھو حی عالم مشھود مشاد الیہ ملخصا۔ یعنی اچھا یہ ہے کہ صدی کا مجدد وہ شخص ہو جو مشہور و معروف ہو اور امر دین میں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور پہلے بھی ہر صدی میں مجدد ہوئے ہیں اور مراد یہ ہے کہ مجدد صدی گزشتہ کے خاتمہ پر اپنی زندگی میں مشہور عالم اور علماء کا مشارا الیہ رہ چکا ہو" حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ اپنے ایک مضمون کے عنوان" مجدد مائۃ حاضرہ امام الھدی عبدالمصطفیٰ احمد رضا علیہ الرحمۃ" کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف ہم کو ہر صدی میں ایک مجدد کی تشریف آوری کی بشارت سناتی ہے ائمہ کرام پتہ دے رہے ہیں کہ گزشتہ صدی کے آخری حصے میں جس کی شہرت ہو چکی ہو اور موجودہ صدی میں وہ مرکز علوم سمجھا جاتا ہو اس کے قدم مجدد کے قدم ہیں۔ اس صدی کا مجدد زبردست عالم عظیم الفہم جن کی فضیلتیں داد دے رہی ہیں ظاہر دین کے اصول و فروغ میں تصانیف متاثر مشہور ان کے کمال کا

بیان طاقت سی باہر علم کا کوہ بلند طاقتور زبان والا جاوی جمیع علوم ماہر علوم عربیہ دین کا زندہ کرنے والا وارث نبی سید العلماء مایہ افتخار علماء مرکز دائرہ علوم۔ ستارہ آسمان علوم، مسلمانوں کا یاور نگہبان حکم، حامی شریعت خلاصہ علماء راسخین۔ فخر اکابر، کامل سمندر۔ معتمد پشت پناہ محقق اور ولایت صحیحہ کی تصدیق یوں کی جارہی ہے کہ آفتاب معرفت، کثیرالاحسان کریم النفس دریائے معارف، مستحبات و سنن وواجبات و فرائض پر محافظ۔ محمود سیرت ہر کام پسندیدہ صاحب عدل، عالم باعمل۔ عالی ہمم، نادر روزگار خلاصہ لیل و نہار۔ اللہ کا بندہ عابد دنیا سے بے رغبتی والا۔ عرفان و معرفت والا ایک حامی سنت و اہل سنت کا یار و نگہبان اور بدعت و اہل بدعت کے لیے تیغ براں اور علم میں کوہ بلند کامل سمندر۔ مرکز دائرۂ علوم و پیشوائے اہل اسلام ہے تو اس کا نشان ملا جو نہ صرف باطن کا عالم ہے بلکہ وہ دریائے معرفت اور اللہ کا خاص بندہ عالی ہمم و خلاصہ لیل و نہار ہے بلکہ ہم اس کو پاگئے جو علماء کی زبان پر اس صدی کا مجدد" پکارا جاتا ہے وہ کون ہے؟ وہ وہی ہے جو بریلی کے مقدس گھرانوں میں سن ۱۲۷۲ھ کو پیدا ہوا اور سن ۱۲۸۵ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پروان چڑھا اور علوم کا سرتاج ہو کر منصب افتا کا عزت بخش ہوا اور ۲۰ برس تک تیرھویں صدی میں اپنے فتاوے و تصانیف سے علوم کے دریا بہادیے اور عرب و عجم نے سر عقیدت ٹیک دیئے اور سن ۱۳۲۴ھ میں اس کی سرکار اعلیٰ و بلند و بالا کو وہ عروج کامل ہوا کہ ہند و سندھ افغانستان عراق و حجاز خاص کر حرمین محترمین کے علماء نے زانوئے ادب تہہ کروائیے اور عقیدت کے وہ کلمات نذر گزارے جن کو ابھی تم سن چکے ہو (دیکھو حسام الحرمین شریف) بتاؤں وہ مجدد کون ہے سنو اور گوش ہوش سے (سنو) وہ وہی مقدس مفتی ہے

جس کی زبان پر قدرت نے تاریخ ولادت کے لئے اس آیہ کریمہ کی تلاوت کرائی اولئک کتب فی قلوبهم الایمان و اید هم بروح منه یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔

آپ کی بعض مشہور کرامات

غلاموں کو بنا دو روشناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

بارگاہ رسالت سے آپ کو شریعت و طریقت دونوں کی دولت نصیب ہوئی تھی یعنی جس طرح آپ علوم ظاہری میں بلند فکر و شعور رکھتے تھے اسی طرح منزل طریقت میں آپ نہ مانے کے رہبر امام مانے جاتے تھے۔ آپ نے شریعت کا مبارک دامن اپنے ہاتھ سے تھامے ہوئے راہ سلوک اس شاندار انداز میں طے کی کہ دیکھنے والے حیران و ششدر رہ گئے۔ ایک طرف شریعت کے آئین دوستور کا حددرجہ ادب و احترام ہے اور دوسری جانب طریقت میں بے انتہا احتیاط و پاس ہے۔ بزم رضوی میں شریعت کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور معرفت کا جام پرکیف بھی پلایا جاتا ہے سبحان اللہ آپ کی حیات طیبہ میں ظاہرو باطن کا کتنا حسین امتزاج ہے۔

عارف رومی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

اولیا راہست قدرت ازالہ
تیر جستہ باز گردانند زرراہ

اس حقیقت کی روشنی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی ذات پاک شمع محفل کی طرح جگمگاتی ہوئی نظر آرہی ہے لیکن کسی بھی روشنی کو دیکھنے کے لئے ظاہری روشنی کی نہیں ایمان و یقین اور محبت و عقیدت کے نور کی ضرورت ہے۔

آنکھ والے تیرے جلووں کا تماشا دیکھیں
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ذیل میں آپ کی چند مشہور کرامتیں درج کی جارہی ہیں۔

(ا) جناب امجد علی خاں صاحب مرحوم بھینسوڑی کے رہنے والے تھے آپ شکار میں گئے جہاں غلطی سے آپ کی گولی سے ایک شخص مرگیا آپ گرفتار کر لئے گئے اور پولیس نے آپ پر قتل ثابت کردیا اور آپ کے لئے پھانسی کا حکم ہو گیا۔ تاریخ سے پہلے کچھ لوگ آپ سے ملنے کے لئے آئے اور رونے لگے آپ نے کہا "جاؤ اکرام کرو اس تاریخ پر گھر پر آکر ملوں گا میرے پیر و مرشد حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے رات فرمادیا ہے ہم نے تجھے چھوڑ دیا سب لوگ واپس چلے گئے پھانسی کے دن ان کی والدہ ملنے گئیں اور اپنے لڑکے کی محبت میں رونے لگیں مگران کا پختہ عقیدہ دیکھئے خاں صاحب نے ان سے بھی کہا گھر جاؤ میں انشاء اللہ گھر آکر ناشتہ کروں گا۔

اس کے بعد پھانسی کی جگہ لے جائے گئے پھندہ ڈالنے سے پہلے دستور کے مطابق ان سے پوچھا گیا "کیا خواہش ہے"؟ انھوں نے جواب دیا کیا کروں گے پوچھ کر میرا وقت ابھی نہیں آیا ہے سب متعجب و حیران تھے کہ یہ کیسا آدمی

ہے بالآخر ان کو پھانسی کے تختہ پر کھڑا کر کے گلے میں پھندا ڈال دیا گیا۔ لیکن اتنے میں تار آیا کہ ملکہ وکٹوریہ کی تاجپوشی کی خوشی میں اتنے خونی اور قیدی رہا کر دیئے جائیں جس کے نتیجہ میں فوراً" آپ کو تختہ سے اتار لیا گیا۔

گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی اعزا و اقارب سوگوار تھے آپ کی لاش کے لانے کا انتظار ہو رہا تھا کہ آپ گھر پہنچے اور کہا کیوں ابھی تک ناشتہ تیار نہیں ہوا کیا میں نے کہہ نہیں دیا تھا کہ میں گھر پر آ کر ناشتہ کروں گا۔

حاجی کفایت اللہ صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ آپ کی ایک مریدہ جن کے شوہر ڈاک خانہ میں ملازمت کرتے تھے غلط منی آرڈر تقسیم ہو جانے کے جرم میں ان کو سزا ہو گئی تھی لیکن پھر الٰہ آباد میں اپیل دائر کی تھی فیصلے کی تاریخ سے چند روز پہلے وہ مریدہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالی میں حاضر ہوئیں اور اپنا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا "حسبنا اللہ نعم الوکیل" کثرت سے پڑھ" وہ چلی گئیں پھر درمیان میں کئی بار حاضر ہوئیں لیکن ہر مرتبہ ان کو پہلا ہی جواب ملا یہاں تک کہ فیصلہ کی تاریخ معین آ گئی۔ حاضر ہو کر عرض کی میاں آج تاریخ ہے بتا تو دیا وہی (حسبنا اللہ و نعم الوکیل) پڑھے جاؤ نور کیا میں خدا سے لڑوں وہ مریدہ اتنا سنتے ہی بحالت ناراضگی یہ کہتی ہوئی چل دیں کہ' جب اپنا پیر ہی نہیں سنتا تو کون سنے گا۔" جب آپ نے ان کا یہ حال دیکھا تو فوراً" آواز دے کر فرمایا کہ "پان تو کھالو" جواب ملا میرے منھ میں ہے۔ پھر فرمایا غرضیکہ وہ بڑی مشکل سے پلٹیں اور زمین پر بیٹھ گئیں آپ نے ہر چند فرمایا اوپر بیٹھ جایئے مگر وہ اوپر نہ بیٹھیں۔ آپ نے ان سے پان منگوا کر بڑی بی سے کہا "لیجئے پان کھا لیجئے" بولیں میاں میرے منھ میں ہے کئی بار کہنے کے باوجود بھی

جب انھوں نے نہ کھایا تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے پان میں چھالی (ڈلی) ڈال کر ان کو دیا اور آہستہ سے فرمایا "چھوٹ تو گئے پان کھا لو" اس جملہ سے بڑی بی خوشی خوشی پان کھا کر اپنے گھر کی جانب چل پڑیں جب گھر کے قریب پہنچیں تو بچے دوڑے ہوئے آئے اور ان سے کہنے لگے تم کہاں تھیں تار والا ڈھونڈھتا پھر رہا ہے پھر جب تار ملا اور اسے پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ شوہر بری ہو گئے۔ اللہ والوں کی نگاہوں میں قریب تو قریب ہی ہے بعید بھی قریب ہو جاتا ہے۔ کہاں الٰہ آباد ہائی کورٹ کے واقعات ملاحظہ فرما رہے تھے علاوہ ازیں یہ بھی حقیقت ہے کہ مالک حقیقی اپنے نیک بندوں کی زبان پر جو بات حق ہوتی ہے اسی کو جاری فرماتا ہے اسی لئے عارف رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

سید قناعت علی صاحب اپنی قلبی کمزوری کے باعث بیہوش ہو گئے ان کو ہوش میں لانے کے لیے لوگوں نے بہت ترکیبیں کیں مگر ہوش نہ آیا اور جب حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس کا سر اپنے زانوئے مبارک پر رکھ کر اپنا رومال ڈالا تو اسی دم ہوش ہو گیا آنکھیں کھول دیں اور اعلیٰ حضرت کے زانوئے مبارک پر اپنا سر دیکھ کر جلدی سے اٹھنا چاہا لیکن انتہائی ضعف کے سبب سے نہ اٹھ سکے اس پر حضور نے ازراہ شفقت فرمایا لیٹے رہیے۔

ساڑھے تین سال کی عمر شریف کے زمانے میں ایک دن اپنی مسجد کے سامنے جلوہ افروز تھے کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں تشریف لائے اور

آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی آپ نے فصیح عربی میں ان سے، کلام کیا اس کے بعد ان کی صورت دیکھنے میں نہیں آئی اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ دونوں حضرات کے درمیان کس قسم کی بات چیت ہوئی۔۔

"مصلحت خویش خسرواں دانند"

ایک دن حجاج کرام کے استقبال کے لیے اسٹیشن جانا تھا بنن میاں کی فٹن جو اکثر و بیشتر آپ کی سواری کے لئے آیا کرتی تھی اس کے آنے میں دیر ہوئی تو مستری غلام نبی صاحب بغیر کسی سے کہے تانگہ لینے بازار چلے گئے اور جب ادھر سے تانگہ لئے آ رہے تھے دور سے دیکھا کہ فٹن آ چکی ہے وہیں اتر کر تانگہ والے کو چار آنے دے کر رخصت کر دیا اس واقعہ کا کسی کو علم نہیں چار روز کے بعد جب مستری صاحب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت نے ان کو ایک چونی عطا فرمائی انھوں نے عرض کیا حضور یہ کیسی ہے فرمایا اس روز آپ نے تانگہ والے کو دی تھی اس واقعہ سے مستری صاحب کو بیحد حیرت ہوئی عرض کیا حضور! وہ بھی آپ ہی کی تھی مگر دوسرے حضرات نے کہا "میاں تبرک کو کیوں چھوڑتے ہو" اس پر انھوں نے لے لی جب تک وہ چنی ان کے پاس رہی کبھی پیسے میں کمی نہیں ہوئی۔ یہ تو چونی تھی اللہ والے اپنے ہاتھوں سے کسی کو مٹی اٹھا کر دیدیں تو وہ اس کے حق میں اکسیر بن سکتی ہے۔۔

"آنہا کہ خاک رابنظر کیمیا کنند"

بریلی کے ایک صاحب نہ تو علماء کرام کی کچھ بھی وقعت ہی سمجھتے تھے اور نہ وہ پیری مریدی کے قائل تھے بلکہ اسے ڈھکوسلہ کہتے تھے ان کے خاندان

کے چند احباب کو اعلیٰ حضرت کی ذات سے شرف اراوت حاصل تھا ایک روز ان حضرات نے انھیں مجبور کیا اور کہا "چلو اعلیٰ حضرت کی زیارت ہی کر لو" تو تمھارے یہ گندے خیالات دماغ سے نکل جائیں مجبورا وہ بھی ساتھ ہو لئے راستے میں ایک جلوائی کی دوکان پر گرم گرم امرتیاں بن رہی تھیں دیکھ کر کہا اچھا امرتیاں کھلاؤ تو چلوں ان حضرات نے کہا واپسی میں کھلائیں گے۔ یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ تھوڑی دیر میں ایک شخص مرید ہونے کی غرض سے آیا اور ایک ٹوکری میں گرم گرم امرتیاں لاکر رکھ دیں فاتحہ کے بعد سب میں تقسیم ہوئیں اس دربار کا قاعدہ تھا کہ حصہ ہر داڑھی والے کو ڈبل اور بغیر داڑھی والے کو ایک ایک ملتا اس لیے ان صاحب کو بھی ایک ملی اعلیٰ حضرت نے بانٹنے والے سے فرمایا ان کو دو دیدیجئے اس نے عرض کیا حضور! یہ تو بچے ہیں ابھی داڑھی بھی نہیں نکلی آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا کہ ان کا دل چاہ رہا ہے ایک اور دے دیجئے آپ کی یہ کرامت اپنی آنکھوں سے دیکھ کر وہ صاحب اپنے پہلے خیالات سے تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔

جس پر نظر اٹھائی وہ ہو گیا دیوانہ

اخلاق وعادات

آپ کی زندگی کے لیل و نہار، خلق و عادت اور سیرت و صورت "الحب للہ والبغض فی اللہ" کی مکمل آئینہ دار تھی آپ کسی سے محبت فرماتے تو اس میں رضائے الٰہی کا جذبہ شامل ہوتا۔ اور اگر کسی کی مخالفت فرماتے تو اس میں مبارک تخیل کے ماتحت کہ رب تبارک و تعالیٰ نے اس کا امر فرمایا ہے نہ

اظہار حق میں باک نہ ابطال کا خوف اور یہی خدا کے برگزیدہ بندوں کی پہچان ہے کہ ان سے رحم و مروت پیار و محبت اور غیض و غضب' مخالفت و دشمنی کا جو فعل بھی سرزد ہوتا ہے وہ اللہ کی خوشنودی کے احساس سے معمور ہوتا ہے۔

ایک دن ایک نوعمر کمسن صاحبزادے نہایت بے تکلفی سے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میری بوا (والدہ) نے آپ کی دعوت کی ہے اور صبح کو بلایا ہے حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ مجھے دعوت میں کیا کھلاؤ گے۔ صاحبزادے نے فورا" اپنے کرتے کا دامن پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو مرچیں پڑی ہوئی تھیں کہنے لگے دیکھئے نا یہ دال لایا ہوں حضور نے ان کے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا اچھا میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب) کل دس بجے دن میں آئیں گے اور حاجی صاحب سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کرلیجئے۔ دوسرے روز وقت میں پر حاجی صاحب کو ساتھ لے کر ملوکپور کی طرف روانہ ہوئے جس مکان پر پہونچے تو انھیں صاحبزادے کو دروازے پر منتظر پایا۔ حضور کو دیکھتے ہی بھاگتے ہوئے یہ کہتے ہوئے "ارے مولوی صاحب آگئے" مکان کے اندر چلے گئے حضور انتظار فرمانے لگے کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکابی میں وہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لاکر رکھ دی اور کہنے لگے "لو کھاؤ" حضور نے فرمایا" بہت اچھا کھاتا ہوں ہاتھ دھونے کے لئے پانی لے آیئے ادھر جب وہ صاحبزادے پانی لانے گئے تو حاجی صاحب نے عرض کیا کہ "حضور! یہ مکان نقارچی کا ہے" آپ اس سے کبیدہ خاطر ہوئے اور طنزا فرمایا "ابھی کیوں کہا کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا"۔ اتنے میں وہ صاحبزادے پانی لے کر آگئے حضور نے سوال فرمایا آپ

کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں۔ دروازے کے پردے میں سے ان صاحبزادے کی والدہ نے عرض کیا حضور! میرے شوہر کا انتقال ہو گیا وہ کسی زمانے میں نوبت بجاتے تھے مگر بعد میں توبہ کرلی تھی اب صرف یہ لڑکا ہے جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے حضور نے الحمدللہ کہا خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ پھر حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے اور خود بھی ہاتھ دھو کر کھانے لگے مگر حاجی صاحب دل ہی دل میں حیران ہو رہے تھے کہ حضور کھانے میں اس قدر محتاط ہیں کہ غذا میں سوجی کا بسکٹ استعمال فرماتے ہیں یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی اور اس پر ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے۔ مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق کریمانہ کے نثار کہ آپ نے محض میزبان کی دلداری و خوشی کے لئے خوب سیر ہو کر کھایا۔ حاجی صاحب فرماتے تھے کہ جب تک میں کھاتا رہا حضور بھی برابر تناول فرماتے رہے واپسی پر حاجی صاحب نے فرمایا "ایسی خلوص کی دعوت ہو تو میں روز قبول کرلوں"۔

ایک صاحب اعلیٰ حضرت کو دعوت دے کر چلے گئے دوسرے دن گاڑی آئی آپ نے مولانا ظفر الدین صاحب بہاری سے ارشاد فرمایا "مولینا آپ بھی چلیں" مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ میزبان منتظر ہیں ان کو چارپائی پر بٹھایا اور ہاتھ دھلانے کے بعد ایک ڈلیہ میں چند روٹیاں اور قیمہ جو غالباً بقر کے گوشت کا تھا مہمانوں کے سامنے رکھ گئے۔ مولینا کو الجھن ہوئی کہ حضور بقر کا گوشت تناول نہیں فرماتے اگر شوربے دار ہوتا تو کسی طرح کام چل جاتا ان کی دلی تشویش آپ پر ظاہر و منکشف ہو گئی فرمانے لگے حدیث شریف میں ہے "بسمہ اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم" اس

کو پڑھ کر مسلمان جو کچھ کھائے اس کو نقصان نہیں پہونچے گا۔ مولینا سمجھ گئے کہ حضور نے میرے شبہ کا جواب ارشاد فرمایا ہے۔ میزبان صاحب مولینا کے ملاقاتی تھے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب ہاتھ دھلانے آئے تو ان سے کہا اس غربت میں اعلیٰ حضرت کے دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی جواب دیا کہ اسی وجہ سے تو آپ کی دعوت کی ہے تاکہ اعلیٰ حضرت کے مبارک قدم سے میرے گھر میں خوشحالی ہو اور دین و دنیا برکتیں حاصل ہوں۔

مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعتکاف میں تھے بعد افطار ایک روز پان نہیں آیا، آپ چونکہ پان کے بیحد عادی تھے طبع عالی میں ناگواری پیدا ہوئی مغرب سے تقریباً دو گھنٹہ بعد گھر کا ملازم بچہ پان لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے اس کو ایک چپت مار کر فرمایا کہ اتنی دیر میں لایا۔ سحر کے وقت سحری کھا کر مسجد کے باہر دروازے پر تشریف لائے اس وقت رحیم اللہ خاں ملازم اور میں صرف دو شخص مسجد کے اندر تھے فرمایا آپ صاحبان میرے کام میں خلل نہ ڈالیں میں نے گھبرا کر عرض کیا حضور ہم تو خدام ہیں مخل ہونا کیا معنی۔ اس کے بعد اس بچے کو بلوایا جو شام کو پان دیر سے بھیجنے والے۔ فرمایا کہ شام کو میں نے غلطی کی جو تمھارے چپت ماری دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا تم اس میں بالکل بے قصور تھے اس لئے تم میرے سر پر چپت مار کر بدلہ لے لو اور ٹوپی اتار کر اصرار فرمانے لگے ہم دونوں بہت پریشان و مضطرب ہوئے اور وہ بچہ بھی گھبرا کر کانپنے لگا اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا حضور! میں نے معاف کیا، فرمایا تم نابالغ ہو تمھیں معاف کرنے کا حق نہیں بدلہ لے لو مگر وہ تیار نہ ہوا پھر اپنا بکس منگوایا اور اس میں سے مٹھی بھر پیسے نکال

کر اس کو دکھا دیا اور فرمایا میں تم کو یہ دونگا تم بدلہ لو مگر وہ بیچارہ یہی کہتا رہا حضور میں نے معاف کیا آخر کار اعلیٰ حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر مبارک پر اس کے ہاتھ چپلتیں لگائیں بعد ازاں اس کو پیسے دے کر رخصت کیا۔

کرم و سخاوت

جناب ذکاء اللہ خاں صاحب کا بیان ہے کہ سردی کے موسم میں بعد مغرب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسب معمول پھاٹک میں تشریف لاکر سب لوگوں کو رخصت فرما رہے تھے خادم کی جانب دیکھ کر فرمایا آپ کے پاس رضائی نہیں ہے میں نے خاموشی اختیار کی آپ نے سمجھ لیا اور خاص اپنی رضائی جو اس وقت آپ کے استعمال میں تھی مجھے عطا فرمادی خادم نے بصد ادب قدم بوسی کی اور حضرت کے حکم عالی کی تعمیل میں وہ رضائی اوڑھ لی۔

ایک مرتبہ ایک ضرورت مند حاضر خدمت ہوئے حضور نے ان سے فرمایا اس وقت میرے پاس صرف ساڑھے تین آنے پیسے ہیں اور وہ بھی خطوط کے جوابات کے لئے رکھے ہوئے ہیں لیکن اگر آپ فرمائیں تو حاضر کردیئے جائیں حالانکہ آج ڈاک سے ڈھائی سو روپے آئے تھے اور وہ سب تقسیم کردیے گئے اگر اس وقت آپ بھی موجود ہوتے تو آپ کو بھی مل جاتا ان صاحب نے آبدیدہ ہو کر نظر نیچی کرلی اس پر حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ ساڑھے تین آنے پیسے ان کو عطا فرمادیئے۔

ایک روز ایک سید صاحب نے تشریف لاکر زنان خانہ کے دروازے کے قریب سے آواز دی "دلواؤ سید کو" اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے اپنی

آمدنی سے اخراجات دینیہ کے لیے دو سو روپے مقرر فرمایا تھا اس ماہ کی مقررہ رقم اسی دن حضرت منجھلے میاں صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضر کئے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی بکس کا وہ حصہ جس یہ رقم تھی لے کر سید صاحب کے پاس آئے اور ان کی خدمت میں پیش کر کے فرمایا "حضور یہ حاضر ہیں" سید صاحب اس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چونی اٹھا کر فرمایا "بس آپ لے جایئے" اسی دم حضور نے اپنے خادم سے فرمایا جب سید صاحب کو دیکھو ان کو ایک چونی نذر کر دیا کرو ان کو سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے اور ضرورت پیش آنے پر اس کے مطابق سوال کرتے تھے ورنہ اگر وہ چاہتے تو دس بیس روپے کے نوٹ اٹھا لیتے اور حضور کو کسی قسم کا ذرا بھی انقباض نہ ہوتا بلکہ آپ کو خوشی ہوتی۔

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ بارش کے موسم میں رات کے وقت سید محمود جان صاحب قادری نوری علیہ الرحمتہ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا حضور! جو میں مانگوں عطا فرمائیں "اعلیٰ حضرت نے ان کو جواب مرحمت فرمایا" میرے امکان میں ہے تو ضرور حاضر کردوں گا" انھوں نے دوبارہ عرض کیا کہ "حضور کے امکان میں ہے" فرمایا تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے فرمایا "کیا درکار ہے؟" سید صاحب نے عرض کیا "صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لیے چاہتا ہوں" دوسرے دن بازار کھلتے ہی اعلیٰ حضرت نے ۲۲ گز کپڑا، منگوا کر سید صاحب کی نذر کر دیا۔

بر کریما   کارہا   و   شوار   نیست

انھیں کا بیان ہے کہ جب آپ جبل پور تشریف لے گئے تو حضرت

عیدالاسلام جناب مولینا مولوی عبدالسلام صاحب علیہ الرحمہ نے ایک ہزار روپے سفید چینی کی بڑی قاب میں بھر کر حضور کی خدمت میں نذر پیش کیا اس کو قبول فرماتے ہوئے فرمایا یہی کم تھا جو آپ نے اس وقت تک صرف کیا اس کے بعد حاجی کفایت اللہ صاحب سے فرمایا" اسے رکھ لو اور میرے وظیفہ کی صندوقچی اٹھا لاؤ" حاجی صاحب نے وہ صندوقچی حاضر کی جس کی لمبائی کا اندازہ ایک فٹ ہے اور اس میں سوائے وظیفہ کے کوئی دوسری چیز نہیں رہتی تھی اور نہ اس میں سوائے وظیفہ کے گنجائش ہی تھی حضور اس کو کھولتے ہیں مگر اس کا ڈھکنا بالکل نہیں اٹھاتے بلکہ تھوڑا سا اٹھا کر الٹے ہاتھ سے جھکائے رہتے ہیں اور سیدھا ہاتھ اس میں بار بار ڈال کر روپیہ نکالتے ہیں اور فردا فردا مولینا کے ملازمین خدام و رضا کاران وغیرہم پر نہایت کشادہ دلی سے تقسیم فرماتے رہے حیرت ہوتی تھی اس منظر سے کہ اس قدر روپے اس چھوٹی سی صندوقچی میں کہاں سے آگئے اور یہی نہیں بلکہ مولانا عبدالسلام صاحب کی بہو یعنی برہان میاں صاحب کی اہلیہ کو اور ان کی بچیوں کو طلائی زیورات اور سب سے چھوٹے بچے کے لئے سلایا ہوا کرتہ ٹوپی اسی صندوقچی سے نکال کر عطا فرما دیا۔ حالانکہ دوران سفر میں اکثر و بیشتر دیکھا گیا تھا کہ اس میں علاوہ وظیفہ کی کتاب کے اور کوئی دوسری چیز نہیں تھی۔ بے شک اولیا راہست قدرت ازالہ

اللہ والوں کی زندگی میں اکثر ایسے واقعات پیدا ہوتے ہیں کہ دیکھنے والوں کی عقلیں حیران رہ جاتی ہیں مگر اس میں زیادہ حیرت و استعجاب کی بات نہیں کیونکہ جو بندہ صحیح معنی میں اللہ کا ہو جائے تو پھر ساری خدائی اس کے زیر نگیں ہو جاتی ہے اگر وہ چاہے تو ایک اشارہ میں ذرہ کو آفتاب اور مٹی کو اکسیر بنا دے۔

جس پر بہت سے اولیاء کرام کے ... ت و واقعات شاہد ہیں۔

عبادت

آپ کا کوئی وقت بیکار نہیں گزرتا تھا۔ آپ کی زیارت کرنے والوں کا بیان ہے کہ حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی پاک کے بیشتر لمحات تصنیف و تالیف کتب میں بسر کئے اس وجہ سے آپ زنانہ مکان میں تشریف رکھتے تھے کہ عوام کی باتوں میں کام نہ ہو گا۔ صرف نماز پنج گانہ کے لئے باہر تشریف لاتے تاکہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کریں یا کبھی کبھی کسی مہمان سے ملنے کے لئے باہر تشریف لائے البتہ بعد نماز عصر باہری پھاٹک میں تشریف رکھتے۔ حضور نے تمام عمر جماعت سے نماز ادا کی اور گرم مزاج رکھنے کے باوجود انتہائی گرمی کے موسم میں بھی ہمیشہ دستار اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے خاص کر فرض نماز تو کبھی بھی صرف ٹوپی اور کرتہ پہن کر ادا نہیں کی۔ ایک دن نماز عصر پڑھا کر تشریف لے گئے مولوی محمد حسین صاحب فخری نظامی چشتی میرٹھی بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد ہی میں رہا کہ ایک صاحب مجھ سے کہتے ہیں کہ حضرت نماز پڑھ رہے ہیں مجھے اس بات پر یقین نہیں آیا کہ حضور ابھی ابھی نماز عصر سے فارغ ہو کر تشریف لے گئے ہیں اور بعد عصر نوافل وغیرہ بھی نہیں اور اگر نماز کسی وجہ سے نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا ایسا حافظہ نہیں کہ مجھے بھول جاتے میں نے دیکھا تو دراصل آپ نماز میں تھے مجھے بے حد حیرت ہوئی سلام پھیرنے پر عرض کیا ارشاد فرمایا کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد سانس کی حرکت سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس وجہ

سے میں نے آپ سے نہیں کہا اور گھر جا کر بندو درست کرا کر اپنی نماز دوبارہ ادا کرلی ہے۔

ایک بار آپ کی آنکھیں دکھنے آگئی تھیں اس حال میں مسجد کی حاضری کے وقت متعدد بار ایسا ہوتا کہ کبھی نماز سے قبل اور کبھی نماز کے بعد کسی شخص کو اپنے قریب بلا کر فرماتے دیکھئے تو آنکھ کے حلقہ سے باہر پانی تو نہیں آیا ہے ورنہ وضو کر کے نماز دہرانی پڑے گی۔

مسجد کا احترام

ایک مرتبہ آپ اپنی مسجد میں اعتکاف کے لئے مقیم تھے سردی کا موسم رات کا وقت' اس پر دیر سے سخت بارش ہو رہی تھی حضور کو نماز عشاء کے لئے وضو کی فکر ہوئی بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے بالآخر مسجد کے اندر لحاف گدے کی چارتہ کر کے اسی پر وضو کیا لیکن ایک قطرہ مسجد کی فرش پر نہ گرنے دیا اور پوری رات اس انتہائی سردی اور بارش کے طوفان میں یوں ہی بیداری کی حالت میں ٹھٹھر ٹھٹھر کر گزار دی۔

برسات کا زمانہ تھا رات کو ہوا کے تیز جھونکے سے تیل کا چراغ بار بار بجھ جاتا تھا جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی جس کا سبب یہ بھی تھا کہ خارج مسجد دیا سلائی جلانے کا حکم تھا کیونکہ اس کے جلانے میں گندھک کی بو نکلتی تھی۔ اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ ترکیب کی تھی کہ ایک لالٹین میں معمولی چار شیشے لگوا کر کپی میں انڈی کا تیل ڈالا اور اس کو روشن کر کے حضور کے ساتھ ساتھ لا کر مسجد کے اندر

رکھ دی حضور کی نگاہ اس پر پڑی تو فرمایا "حاجی صاحب! آپ نے یہ مسئلہ بارہا سنا ہو گا۔ کہ مسجد کے اندر بدبودار تیل نہیں جلانا چاہئے' انھوں نے عرض کیا حضور اس میں لونڈی کا تیل ہے فرمایا راہ گیر دیکھ کر کیا سمجھیں گے کہ اس میں انڈی کا تیل جل رہا ہے حاجی صاحب نے اسی دم اس لالٹین کو بجھا کر مسجد کے باہر کر دیا۔

خدمت دین

جناب مولوی محمد حسین صاحب فخری نظامی چشتی میرٹھی کا بیان ہے کہ وہ ایک بار بریلی شریف حاضر ہوئے معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت ناساز ہے ڈاکٹروں نے کسی سے ملنے اور بات کرنے سے منع کر دیا ہے اسی سبب سے شہر سے باہر ایک کوٹھی میں اقامت گزیں ہیں اور آپ کے پاس عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے مگر چونکہ ان سے لوگ واقف تھے اس لئے ان کو پتہ بتا دیا گیا جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ کوٹھی کا دروازہ بند ہے دستک دینے پر ایک صاحب اندر سے آئے اور ان کا نام پوچھ کر اندر اطلاع کرنے کے لئے واپس گئے جب ان کو اجازت ملی تو آکر دروازہ کھولا انھوں نے دیکھا کہ بڑا مکان ہے اور صرف دو ایک آدمی ہیں نماز مغرب سے فارغ ہو کر حضرت اپنے پلنگ پر تشریف فرما ہوئے اور لوگ کرسیوں پر بیٹھے اس کے بعد چار صاحب پہنچے مفتی اعظم حضرت مولینا محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب مدظلہ العالی صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب عظمی (علیہ الرحمۃ) جب مولانا حشمت علی صاحب بریلوی (علیہ الرحمۃ) اور ایک اور کوئی صاحب حضرت کے پلنگ کے پاس کرسیوں پر بیٹھ گئے اعلیٰ حضرت نے خطوط کی ایک گڈی مولینا امجد علی صاحب کو دے کر فرمایا آج تمیں

خطوط آئے تھے ایک میں نے کھول لیا ہے اور باقی ۲۹ گن لیجئے انھوں نے تعمیل ارشاد عالی کر کے ایک لفافہ کھولا جس میں کئی ورق پر چند سوالات تھے وہ سب سنائے حضرت نے پہلے سوال کے جواب میں ایک جملہ فرمایا وہ اسے لکھنے لگے اس کے بعد عرض کی حضور حضرت نے اس کے آگے کا جملہ فرمادیا۔ وہ لکھ کر پھر حضور کہئے وہ سلسلہ وار اس کے آگے کا جملہ فرمادیا کرتے اور دوسرے صاحب نے حضور کہنے کے درمیان اپنا خط سنانا شروع کیا جب یہ حضور کہتے ہیں وہ رک جاتے تو وہ اپنا خط سنانے لگتے اسی طرح انھوں نے پورا خط سنادیا اور ان کو بھی ان کے پہلے سوال کے متعلق جو فقرہ بتانا تھا وہ ارشاد فرمادیا اب دونوں صاحب اپنا اپنا جملہ پورا کرنے کے بعد حضور کہتے اور جواب ملنے پر اس کو لکھنا شروع کردیتے ان دونوں صاحبان کے درمیان حضور کہنے کے درمیان شروع کیا اور اسی طرح جواب لکھنا شروع کیا یہ حال دیکھ کر مجھے حقیقتاً" پسینہ آگیا اور ایک صاحب نے اسی حالت میں کچھ مسائل دریافت کئے جنھیں ایسی حالت میں سوال کرنے کا کوئی موقع نہیں مگر حضور نے اس کے باوجود ذرہ برابر ملال نہیں فرمایا اور نہایت اطمینان سے ان کو بھی جواب دیا اسی طرح وہ ۲۹ خطوط سنا کر پورے کئے گئے۔

وہی بیان کرتے ہیں کہ حضور کا "مار الجبن" ہوا جس میں ۲۰ مسہل ہوتے ہیں مگر کام کا سلسلہ بدستور جاری رہا عزیزوں نے آپ کو کام کرنے سے منع کیا مگر آپ نے مطلقاً پرواہ نہ کی طبیب سے کہا گیا کہ حضرت مسہل کے دن بھی برابر لکھتے ہیں جس سے آنکھوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے طبیب صاحب نے بہت سمجھایا تو ان کو جواب دیا "اچھا مسہل کے دن خود نہیں لکھوں گا دوسروں سے لکھوا دیا کروں گا"۔

ذہانت

ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ایک بار پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمۃ کے مہمان ہوئے ان سے گفتگو کرنے کے درمیان "عقدد الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ" کا تذکرہ آیا حضرت محدث سورتی صاحب نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے کتب خانے میں موجود ہے حضور نے اس کے جواب میں فرمایا میں نے اس کو نہیں دیکھا ہے واپسی پر میرے ہمراہ کر دیجئے گا حضرت محدث سورتی صاحب نے بخوشی قبول کیا اور کتاب حاضر کر دی اور فرمایا ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا۔ اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتابیں ہیں لیکن میرے پاس گنتی کی چند کتابیں ہوں گی جن سے فتویٰ دیا کرتا ہوں حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا "اچھا" حضرت کی اسی دن واپسی تھی مگر آپ کے ایک جانثار نے آپ کی دعوت لے لی جس کے باعث قیام کرنا پڑا۔

رات کے وقت آپ نے "عقود الدریہ" جو دو جلدوں میں کافی ضخیم تھی شروع سے آخر تک ملاحظہ فرمالیا دوسرے روز بعد نماز ظہر بریلی شریف روانگی کا ارادہ فرمایا جس وقت آپ کا سامان باندھا جا رہا تھا وہ کتاب اسباب سے الگ کر دی اور فرمایا کہ اس کو محدث صاحب کو دے آؤ مجھے حیرت ہوئی کہ حضرت اس کتاب کو ساتھ لے جانے کا ارادہ رکھتے تھے واپس کیوں فرما رہے ہیں لیکن مجھے کچھ بولنے کی ہمت نہ ہوتی۔ ارشاد عالی کے مطابق میں وہ کتاب محدث

صاحب کے پاس لے کر حاضر ہوا جب کہ محدث صاحب اعلیٰ حضرت سے ملنے اور اسٹیشن تک آپ کے ہمراہ جانے کے لئے مکان سے باہر تشریف لا رہے تھے میں نے ان سے اعلیٰ حضرت کا ارشاد فرمایا ہوا جملہ عرض کیا اور اس کتاب کو لئے ہوئے محدث صاحب کے ساتھ واپس ہوا حضرت محدث صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کہنے کا کہ "جب ملاحظہ فرمالیں بھیج دیجئے گا" آپ کو ملال ہوا اس لئے اس کتاب کو واپس کر دیا آپ نے فرمایا کہ اس کو بریلی شریف ہمراہ لے جانے کا قصد تھا اور کل ہی جاتا تو کتاب کو ساتھ لے جاتا لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو رات میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ ڈالی ہے اب لے جانے کی ضرورت نہیں محدث سورتی صاحب نے فرمایا ایک بار دیکھ لینا کافی ہو گیا۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین مہینے تک تو جہاں کی عبادت کی ضرورت ہو گی فتوی لکھ دوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ تعالیٰ عمر بھر کے لئے محفوظ ہو گیا۔

مسلمانوں سے محبت
اور
دشمنان اسلام سے نفرت

حضور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کامل عارف باللہ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعت کے عظیم المرتبت امام و پیشوا تھے اسی لئے آپ کی زندگی پاک کا ہر ہر لمحہ کتاب و سنت کے اتباع میں گزرتا تھا آپ اہل اسلام کو نہایت محبت سے دیکھتے تھے اور دین حق سے فرمان خداوندی، ارشاد و

رسالت پناہی کے مطابق نفرت و گریز رکھتے تھے مگر اس کا باوصف آپ دشمنوں کے ساتھ تند خونی و سخت کلامی کے ساتھ پیش نہ آتے۔ انداز گفتگو میں اس قدر شیرینی تھی جاذبیت تھی کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے گرویدہ بن جاتے تھے اور یہ صفت آپ کی ذات گرامی میں اسلئے ممتاز نظر آتی تھی کہ آپ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح نائب اور سچے وارث تھے ایک حدیث شریف میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب دین کا معاملہ آ جائے کوئی خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے ان کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی کرے تو پھر خاموش نہ بیٹھے ہاتھ سے جہاد کرے، قلم سے رد کرے زبان سے تذلیل کرے اور دل سے برا جانے خواہ اپنا عزیز ہی کیوں نہ ہو اس پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکمال و خوبی عمل کر کے علماء اسلام اور عام مسلمانوں کے لئے درس عبرت چھوڑ دیا۔

دین کے دشمنوں بے دینوں اور گمراہ انسانوں نے بری بری گالیاں لفافوں میں رجسٹری کر کے آپ کے پاس روانہ کیں۔ اخبارات کے کالم کا کالم آپ کی برائی میں سیاہ کیے گئے آپ کے خلاف افترا و بہتان سے بھری ہوئی کتابیں شائع ہوئیں مگر آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا اور اپنی کتابوں میں کہیں بھی تحریر نہیں فرمایا کہ مجھے فلاں نے یہ الزام دیا حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں۔

ایک روز گالیوں سے لبریز ایک خط موصول ہوا جس کو حضرت ملک العلماء مولانا ظفرالدین صاحب بہاری علیہ الرحمتہ نے چند سطریں پڑھ کر الگ رکھ دیا اور حضور سے عرض کیا کہ کسی وہابی نے اپنی شرافت کا ثبوت دیا ہے بھیجنے والا انھیں کے اطراف کے تھے ان کو اور بھی صدمہ پہنچا تو اس وقت تو وہ خ۔و۔ ش

ن رب۔ لیکن جب حضور بعد نماز مغرب دولت کدہ کی طرف تشریف لیجانے لگے تو حضرت سے عرض کیا کہ وہ خط جیسے مولینا ظفرالدین صاحب نے کچھ پڑھ کر علیحدہ رکھ دیا تھا اس میں کمینہ نے اپنی کمینہ پنی ظاہر کی ہے اور آپ کے پاس گالیاں لکھ کر بھیجی ہیں میری رائے ہے کہ اس پر مقدمہ کیا جائے تاکہ دوسروں کو بھی عبرت ہو اور آئندہ کسی کو اس قسم کی جرات نہ ہو آپ نے فرمایا تشریف رکھیے اس کے بعد اندر تشریف لے گئے اور دس پندرہ خطوط لئے ہوئے باہر آئے اور فرمایا ان کو پڑھیے ہم لوگ حیرانی میں پڑ گئے کہ یہ کیسے خطوط ہیں خیال ہوا کہ شاید ان میں بھی گالیاں لکھی ہوئی ہیں جن کو اس لیے پڑھوانا چاہتے ہیں کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ زمانے سے جاری ہے۔ مگر جب ان صاحب نے خطوط پڑھنے شروع کئے تو ان کا چہرہ خوشی و مسرت سے چمکنے لگا جب وہ تمام خطوط پڑھ چکے تو حضور نے ان سے فرمایا پہلے ان تعریف کرنے والوں بلکہ تعریف کے پل باندھنے والوں کو انعام و اکرام جاگیر و عطیات سے مالا مال کردیجئے پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجئے گا انھوں نے اپنی مجبوری و معزوری ظاہر کی اور کہا جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان سب کو اس قدر انعام و اکرام دیا جائے کہ وہ نہ صرف ان کو بلکہ ان کے پشت ہا پشت کے لئے کافی ہو مگر میری وسعت سے باہر ہے فرمایا جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکے تو مخالف کو نقصان بھی نہ پہنچایئے۔ سبحان اللہ کس قدر پاکیزہ زندگی تھی آپ کی کہ اس کے ہر ہر شعبہ میں اطاعت حق' پاس شریعت حسن کردار' اخلاق عظیمہ کی جھلکیاں موجود ہیں آپ کی یہ رباعی آپ کے مقدس احساس و تخیل کو پوری طرح نمایاں کر رہی ہے۔

نہ مرا نوش نہ تحسیں ۔ نہ مرانیش ، رطعن،

نہ مرا گوش بمدے نہ مراہوش ذی

منعم و کنج خمولی کہ نہ گنجد دردے

جز من و چند کتابی و دوات قلمی

طرز زندگی

غذا: آپ کی غذا نہایت ہی قلیل تھی ایک پیالی بکری کے گوشت کا شوربا بغیر مرچ کے اور ایک یا ڈیڑھ بسکٹ اور وہ بھی روزانہ نہیں بلکہ بسا اوقات اس میں ناغہ بھی ہو جاتا تھا۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی بیان کرتے ہیں کہ ایک سال میں نے بریلی شریف میں رمضان شریف کی ۲۰ تاریخ سے اعتکاف کیا حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد میں آتے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کروں مگر فرصت نہیں ملتی آخر ۲۶ ماہ مبارک کو فرمایا کہ آج سے میں بھی معتکف ہو جاؤں۔ آپ افطار کے بعد صرف پان کھالیتے اور سحر کے وقت ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرنی اور ایک پیالے میں چٹنی آیا کرتی تھی ایک دن میں نے عرض کیا کہ حضور فیرنی اور چٹنی کا کیا جوڑ فرمایا نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے۔

سونے کا نظام: آپ کے خادم کا بیان ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت ۲۴ گھنٹہ میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ آرام فرماتے تھے اور جب آرام فرماتے تو داہنی کروٹ اس طرح پر کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پائے مبارک سمیٹ لیتے کبھی کبھی خدام ہاتھ پاؤں دابنے بیٹھ جاتے اور عرض کرتے حضور دن بھر کام کرتے کرتے تھک گئے ہوں گے ذرا پائے مبارک دراز فرمالیں تو ہم درد نکال دیں اس کے جواب میں فرماتے کہ پاؤں تو قبر کے اندر پھیلیں گے۔ ایک عرصہ تک آپ کے اس ہیئت پر آرام فرمانے کا مقصد نہیں معلوم ہوا اور نہ آپ

سے پوچھنے کی کوئی ہمت ہی کر سکا لیکن پھر حضرت حجتہ الاسلام مولینا حامد رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمتہ نے بتا دیا جس کی وضاحت ذیل کے چند اشعار سے بحسن و خوبی ہو رہی ہے۔

چاند سے ان کے چہرے پر گیسوئے مشک فام دو
دن ہے کھلا ہوا، مگر وقت سحر سے شام دو
ہاتھ کو کان پر رکھو پایا ادب سمیٹ لو
"دال" ہو ایک "ح" ہو ایک آخر حرف لام دو
نام خدا ہے ہاتھ میں نام نبی ہے ذات میں
مہر غلامی ہے پڑی لکھے ہوئے ہیں نام دو
نام حبیب کی ادا جاگتے سوتے ہو ادا
نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام دو
وسط سجہ پہ سر رکھیے انگوٹھے کا اگر
نام اللہ سے لکھا اور الف ہے لام دو

اس طرح سونے سے فائدہ یہ ہے کہ ستر ہزار فرشتے رات بھر اس نام مبارک کے گرد درود شریف پڑھتے ہیں اور وہ اس طرح سونے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

اسلامی مساوات: جناب سید ایوب علی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت بھی کبھی کبھی ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور

ان کے مکان پر رونق افروز تھے کہ ان کے محلہ کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر بیٹھنے ہی جا رہا تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت تلخ تیوروں سے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ندامت سے سر جھکائے اٹھ کر چلا گیا حضور کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف ہوئی لیکن کچھ فرمایا نہیں کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضور نے ان کو اپنی چارپائی پر بٹھایا وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کے لیے آیا' وہ اس فکر مین تھے کہ کہاں بیٹھوں حضور نے فرمایا کہ بھائی کریم بخش کھڑے ہو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا وہ بیٹھ گئے تو پھر ان صاحب کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکارے مارتا ہے اور فوراً اٹھ کر چلے گئے اس کے بعد کبھی نہ آئے جب عرصہ گزر گیا تو حضور نے استفسار فرمایا اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا میں ایسے متکبر و مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔

نشست: آپ ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے زانو پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے۔ چونکہ آپ کی کمر میں ہمیشہ درد کرتا تھا اس لئے گاؤ تکیہ لگاتے تھے اس سے پہلے صحت کی حالت میں اس کا استعمال کبھی نہ فرمایا کتب بینی یا لکھتے وقت پاؤں مبارک سمیٹ کر دو زانو اٹھائے رہتے ورنہ سیدھا زانوئے مبارک اکثر اٹھا رہتا اور دوسرا بچھا رہتا اور کبھی بایاں زانو ضرورتاً اٹھاتے تو داہنا بچھا لیا کرتے تھے۔

احترام ذکر محبوب: محفل میلاد شریف میں شروع سے آخر تک ادب و احترام کے مد نظر دو زانو رہتے تھے اسی طرح وعظ فرماتے اور دو تین گھنٹے

تک دو زانو ہی منبر شریف پر رہتے۔

آخر عمر شریف میں آپ نے پان کا استعمال ترک فرما دیا تھا مگر وعظ کے وقت پان بالکل نہ کھاتے بلکہ شیشہ کی چھوٹی صراحی پاس رکھی جاتی اس سے خشکی رفع فرمانے کے لیے غرارہ کر لیا کرتے۔

ہر کام داہنی طرف سے شروع کرنا: ناک صاف کرنے اور استنجا فرمانے کے سوا آپ کے ہر کام کی ابتدا سیدھے ہی جانب سے ہوتی تھی چنانچہ عمامہ مبارک کا شملہ سیدھے شانہ پر رہتا' اس کے پیچ سیدھی جانب ہوتے اور اس کی بندش اس طور پر ہوتی کہ بائیں دست مبارک میں بندش اور داہنا دست مبارک پیشانی پر ہر پیچ کی گرفت کرتا تھا۔

ایک دن جناب سید محمود جان صاحب نوری مرحوم نے حضور کے عمامہ باندھنے پر عرض کیا کہ حضور عمامہ باندھنے میں الٹا ہاتھ کام کرتا ہے فرمایا اگر سیدھا ہاتھ ہٹا لیا جائے تو الٹے ہاتھ سے باندھ لیجئے اصل بندش تو سیدھے ہی ہاتھ سے ہوتی ہے اگر کسی صاحب کو کوئی چیز دینی ہو اور اس نے لینے کے لئے اپنا الٹا ہاتھ بڑھایا تو آپ فوراً دست مبارک روک لیتے اور فرماتے سیدھے ہاتھ میں لیجئے الٹے ہاتھ میں شیطان لیتا ہے اعداد بسم اللہ شریف (۷۸۶) عام طور پر جب لوگ لکھتے ہیں تو ابتدا (۷) سے کرتے پھر (۸) لکھتے ہیں اس کے بعد (۶) مگر حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے (۶) تحریر فرماتے تھے پھر (۸) پھر (۷)

نماز جمعہ کے لیے جس وقت تشریف لاتے تو فرش مسجد پر قدم رکھتے ہی حاضرین سے تقدیم سلام فرماتے اور اس پر بس نہیں بلکہ جس درجہ میں ورود مسعود ہوتا تو تقدیم سلام ہوتی جاتی اس کی بھی آنکھیں شاہد ہیں کہ مسجد کے ہر د

میں وسطی در سے داخل ہوا کرتے اگرچہ آس پاس کے دروں سے داخل ہونے میں سہولت ہی کیوں نہ ہو نیز بعض اوقات اوراد و وظائف شمالاً و جنوباً ٹہلتے ہوئے پڑھا کرتے مگر منتہائے فرش مسجد سے واپسی ہمیشہ قبلہ رو ہو کر ہی ہوتی کبھی پشت کرتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا۔

سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز فریضہ فجر ادا کرنے کے لئے خلاف معمول کسی قدر حضور کو دیر ہو گئی نمازیوں کی نگاہیں بار بار کاشانہ اقدس کی طرف اٹھ رہی تھیں کہ عین انتظار کے عالم میں جلد جلد تشریف لائے اس وقت برادرم قناعت علی صاحب نے اپنا یہ خیال مجھ سے ظاہر کیا کہ اس تنگ وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ حضور سیدھا قدم مسجد میں پہلے رکھتے ہیں یا بایاں مگر قربان اس ذات کریم کے کہ دروازہ مسجد کے زینہ پر جس وقت قدم مبارک پہنچتا ہے تو سیدھا تو سیعی فرش مسجد پر قدم پہونچتا ہے تو سیدھا قدیمی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا آگے صحن میں ایک صف بچھی تھی اس پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا اور اس پر بس نہیں بلکہ ہر صف پر تقدیم پہلے قدم سے فرمائی یہاں تک کہ محراب میں مصلی پر قدم پاک سیدھا ہی پہنچتا ہے۔

ایک پر لطف واقعہ: آپ کو حقہ نوشی کا بہت شوق تھا کہیں تشریف بھی لے جاتے تو حقہ آپ کے ہمراہ ہوتا اور حضرت مولینا وصی احمد صاحب محدث سورتی علیہ الرحمہ کو چائے پینے کا شوق تھا کہیں جاتے تو سماوار ساتھ جاتا۔ ایک مرتبہ پیلی بھیت جانا ہوا ایک مسہری پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز تشریف فرما تھے اور دوسری پر محدث سورتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ حقہ پی رہے تھے اور وہ چائے اکثر مریدین تین طرف کرسیوں اور سونڈھوں پر خاموش بیٹھے ہوئے

تھے کہ مولانا وصی احمد صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا آپ کو حقہ سے بڑا شوق ہے جنت میں آگ کہاں ملے گی کہ آپ حقہ پئیں اس پر حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا مولانا آپ کے ساوار سے لے لی جائے گی۔

اعلیٰ حضرت کا انجان لوگوں کے ساتھ ایثار

حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب قبلہ قادری بریلوی اپنے ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مولوی مقبول احمد صاحب جو بعد میں زبردست عالم مہتمم و صدر مدرس مدرسہ حمیدیہ دربھنگہ ہوئے انھوں نے فرمایا کہ میری طالب علمی کا زمانہ تھا ٹونک میں پڑھتا تھا کہ وہاں ایک بزرگ تشریف لائے جن کی دعا اور تعویذات کا بہت شہرہ اور حد سے زیادہ چرچا ہوا جس کو جس مقصد کے لئے تعوذ دیا تیر بہدف حدبث ہوا تعویذ ملتا اور کامیابی قدم چومتی پھر بعد میں وہ نذر بھی کافی دیتا۔ ایک دن ان بزرگ نے خود مجھ سے فرمایا کہ تم کوئی تعوذ نہیں مانگتے میں نے عرض کیا میرے پاس نذر کے لئے روپیہ کہاں ہے کہ اس کی ہمت کروں۔ فرمایا کہ تم سے کوئی نذر نہیں لی جائے گی اس کے بعد مجھے خود ایک نقش عطا فرمادیا اور فرمایا کہ سونے کا پترپر شرف آفتاب میں کندہ کرا کے اس کو پہننا تسخیرو اکسیر ہوگی خدا کی شان کندہ کرنے والے بھی مل گئے اور اس قدر سونے کا بھی انتظام ہوگیا رہا شرف آفتاب معلوم ہوا کہ مسئلہ تو مجھے لوگوں سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولینا احمد رضا خاں صاحب اس فن میں کمال مہارت رکھتے ہیں چنانچہ ان کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا اور دریافت کیا

کہ امسال شرف آفتاب کب ہے اور کب سے کب تک رہے گا۔ خدا کی شان کہ جس دن یہ عریضہ بریلی پہنچا اس کے دوسرے دن شرف آفتاب شروع تھا اور ظاہر ہے کہ بواپسی ڈاک بھی اعلیٰ حضرت اگر جواب تحریر فرماتے تو بریلی سے ٹونک تک شرف آفتاب ختم ہونے کے بعد جواب پہنچتا اس وقت مجھے بڑا صدمہ ہوتا ہر عقل والا اس کا اندازہ کر سکتا ہے کہ وہ صدمہ بیان سے باہر ہوتا اور ایک سال اس کا پھر انتظار کرنا پڑھتا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے ایک طالب علم کی اس تکلیف کا خیال فرماتے ہوئے اپنے پاس سے تار پر جواب دیا کہ کل نو بجے سے شرف آفتاب شروع ہو گا۔ اور ایک دن ایک رات رہے گا مجھے تار بھی ٹھیک وقت پر مل گیا اور میں صحیح وقت پر تعویذ کندہ کرا سکا میں تعویذ کی انگوٹھی ہر وقت میرے ہاتھ میں رہتی ہے جس وقت اس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں اعلیٰ حضرت قبلہ کی یہ شفقت یاد آتی ہے اور ان کے اس احسان کو یاد کرتا ہوں کہ ایک طالب علم کی ضرورت کا انھوں نے کس درجہ خیال کیا ورنہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر شناسا آدمی کے جوابی خط کا بھی جواب دینے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے نہ کہ اپنے پاس سے تار دینا اور یہ خیال کرنا کہ وقت پر جواب نہ پہنچا تو کس کام کا یہ سچ ہے کہ بڑوں کی بڑی ہی بات ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کا علم و فضل

موافقین تو موافقین ہیں مخالفین اس دور کے اکابر بھی اعلیٰ حضرت قبلہ کی واحد علمی شخصیت مانتے تھے اور اپنی خصوصی صحبتوں میں ان سے اُن کا اعتراف بھی سنا گیا اعلیٰ حضرت قبلہ کا جب وصال ہوا ہے تو بیرونی اضلاع تو فورا

تاریخ بتایا گیا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کا وصال ہوا ہے تو دو بجکے ۳۷ منٹ پر اس وقت ہوا تھا جبکہ دنیائے اسلام میں خطیب منبروں پر کھڑے رب العزت کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہوں گے کہ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجعلنا منھم (یعنی اے پروردگار جس نے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پاک کی حمایت و مدد کی اس کی مدد فرما اور ہم کو انھیں دین کے حامیوں اور مددگاروں میں سے بنادے) ان کی روح پر فتوح اور دعاؤں کے جھرمٹ میں ملاء اعلیٰ پہنچی جب وہ تار مراد آباد میں استاذ العلماء مولانا نعیم الدین صاحب (علیہ الرحمہ) کو پہنچا فوراً" شہر میں اعلان کرنے کے لیے انھوں نے طلبہ کے چند گروہ روانہ کردیئے جو پہلے بیک آواز نعرہ تکبیر سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے پھر بلند آواز سے ایک شخص اعلان کرتا تھا کہ آج نماز جمعہ کے وقت اعلیٰ حضرت قبلہ کا وصال ہو گیا اور کل ان کی تجہیز و تکفین ہو گی جو صاحب جنازہ میں شرکت کرنا چاہیں وہ ۹ بجے صبح تک بریلی پہنچ جائیں۔ یہ اعلان جب شاہی مسجد کے قریب پہونچا تو مدرسہ کے صدر مدرس نے ایک طالب علم کو حکم دیا کہ بازار میں دیکھو کیا اعلان ہو رہا ہے وہ طالب علم گیا اور لوٹا تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ خاں صاحب بریلوی فوت ہو گئے اس پر صدر مدرس بہت برہم ہوئے تو یہ خوش ہونے کی بات ہے یا رونے کی بات ہے مذہبی اختلاف اپنی جگہ رہا مگر ہمیں غیر مسلم اقوام کے مقابلے میں ان کی ذات کے ساتھ ایک فخر قائم تھا کہ دنیا کے سارے علوم اگر ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہیں تو وہ مسلمان ہی ہو سکتا ہے اور اس وقت ہم مسلمانوں میں ایک ایسا شخص موجود بھی ہے کہ دنیا بھر کے مروجہ علوم میں مہارت تامہ رکھتا ہے اور وہ مولانا احمد رضا خاں کی ذات تھی

جن کی ذات تک ہمیں یہ فخر حاصل تھا افسوس صد افسوس یہ فخر آج ان کے ساتھ گیا اور مسلمانوں میں کوئی شخص ایسا موجود نہیں ہے جس کا نام اس فخر کے ساتھ پیش کیا جاسکتا یہ تھی وہابیہ کے اکثر اکابر کی رائے اعلیٰ حضرت قبلہ کے علوم کے متعلق "والفضل ماشہدت بہ الاعداء" حقیقی بڑائی وہ ہے جس کی گواہی دشمن دیں۔

اعلیٰ حضرت قبلہ کا انکسار و تواضع عام مسلمانوں کے ساتھ

ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت قبلہ سے الحاج بھیا بشیر الدین صاحب کے نام بسلسلہ ملازمت ایک سفارشی خط لکھنے کی خواہش کی آپ نے انھیں اس مضمون کا خط لکھ کر دیدیا کہ

"میرے مخدوم (فلاں صاحب) آپ کے پاس بسلسلہ ملازمت آتے ہیں آپ انھیں جگہ دے کر مجھے ممنون کرم بنائیں"

وہ صاحب یہ خط لے کر میرٹھ پہنچے اور خط پیش کیا وہ یہ خط دیکھ کر بڑی حیرت میں پڑ گئے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ میرے مخدوم ہیں اور یہ صاحب ان کے مخدوم ہیں اگر میں انھیں ملازم رکھ لوں تو اپنے مخدوم کے مخدوم سے کام کیسے لوں گا اس وقت مولانا عبدالسمیع صاحب موجود تھے انھوں نے وہ خط ان کو دکھایا کہ میں اس حکم کی تعمیل کیسے کروں اگر رکھتا ہوں تو وہ میرے مخدوم کے مخدوم ہیں میں ان سے کیا کام لے سکوں گا انھوں نے فرمایا کہ تم مولانا احمد رضا خاں صاحب (قدس سرہ) کی ان باتوں پر نہ جاؤ ہر سنی مسلمان جو ذرا متشرع ہو ان کا مخدوم ہے اگر جگہ ہو تو جو صاحب آئے ہیں انھیں ضرور نوکر رکھو اور بے

تکلف اپنا کام لو۔

خوش طبعی اور ادبی لطیفے

حضرت سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب مار ہروی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جدی سیدنا شاہ برکت اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کے عرس پاک میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس سفر میں آپ کے بہنوئی بھی ساتھ تھے انھوں نے میرے خادم غلام نبی سے اس کی ذات پوچھی اس نے جواب دیا کہ "ہم پٹھان ہیں" اس پر انھوں نے کہا کہ تم میرے بھائی ہو۔ انھوں نے غلام نبی سے دریافت کیا تم کون سے پٹھان ہو چونکہ وہ صغر سنی و نا واقفی کے باعث جواب نہ دے سکتا تھا اور بار بار کے سوال چڑ گیا بولا "چمر پٹھان ہیں" اس پر اعلیٰ حضرت نے اپنے بہنوئی سے مزاح کے طور پر فرمایا کہ آپ کی ذات کا آج پتہ چلا کہ یہ اپنے کو چمر پٹھان بتلاتے ہیں اور آپ ان کو اپنا بھائی کہتے ہیں۔

سید ایوب علی صاحب رضوی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضور مسجد سے تشریف لا رہے تھے دیکھا کہ ایک بازی گر کے پاس لوگوں کا مجمع ہے اور وہ پانی کا بھرا ہوا کٹورہ ایک ڈورے کا سرا ڈال کر اٹھا رہا ہے حضور نے اپنے پائے مبارک کا جوتا اتار کر اس کے سامنے ڈال دیا اور فرمایا تو اسے الٹ دے اس نے بہت کوشش کی مگر نہ الٹ سکا بالآخر اس کو پاؤں میں ڈال کر کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے بازیگر اور بہت سے لوگ اس واقعہ سے نہایت حیران ہوئے۔

کسی آریہ نے اپنے مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس کا نام

"آریہ دھرم پر چار" رکھا جب وہ کتاب چھپی تو اس کے مصنف نے ایک عدد اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھی بھیجی حضرت نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر جگہ جگہ اس کا رد حاشیہ پر تحریر فرمایا اور اسی طرح جلی قلم سیاہ روشنائی سے "پرچار کے" بعد "صرف" بڑھا دیا اور "آریہ دھرم پر چار صرف" بنادیا۔

ایک دشمن صحابہ نے ایک کتاب لکھی اور عربی ادب کا اس میں بہت لحاظ کیا اور ضائع و بدائع کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اسی وجہ سے اس کا نام "جناس الاجناس" رکھا اور ایک نسخہ آپ کے پاس بھی ارسال کیا حضرت نے اس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد مولانا ظفرالدین صاحب کو دیا اور فرمایا کہ آج کی ڈاک سے یہ کتاب آئی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اب جو میں اس کا نام پڑھتا ہوں تو "انجاس الخناس" ہے اس نام سے میں حیرت میں پڑ گیا کہ مصنف نے یہ کیا نام رکھا۔ لیکن جب غور سے دیکھیں تو "جناس" سے اول الف بڑھا ہوا ہے اور "جناس" کو ملا کر نون کا شوشہ غائب کر دیا گیا ہے اور دوسرے لفظ سے لا کر سیاہی سے بھر دیا کہ پھول معلوم ہونے لگا "ج" سے اور الخ بڑھا دیا خاصہ "انجاس الخناس" ہو گیا۔

ایک مرتبہ کسی بد مذہب نے ایک رسالہ بھیج دیا جس کا نام "القاسم" تھا اعلیٰ حضرت نے اپنے قلم سے وہیں لکھ دیا "محروم" یہ قصہ مشہور ہوا تو اس کے ایک ہم خیال نے بڑے تاسف کے ساتھ کہا کہ رسالہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا اور اگر رکھا گیا تو اعلیٰ حضرت تک کیوں پہنچایا گیا۔

مولوی خرم علی بلہوری کی ایک مشہور مشرک گر کتاب ہے جس کا نام ہے "نصیحۃ المسلمین" لیکن اس میں باتیں وہی مسلمانوں کو بلاوجہ مشرک بنانے

والی ہیں۔ جس زمانہ میں حضرت کا کتب خانہ شروع کیا ایک کتاب "نصیحۃ المسلمین" نگاہوں سے گذری سمجھا کہ یہ کوئی مذاق کی کتاب ہے لیکن جب اسے غور سے دیکھا تو نصیحت کے نوں کو سروے کرف بنا دیا گیا اور صاد پر نقطہ بڑھا دیا گیا ہے اور اس طرح کتاب کے نام کو مسمی کے مطابق "فضیحۃ المسلمین" قرار دیا ہے۔

اسماعیل دہلوی کی مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" جو ازاول تا آخر اہانت و تنقیص رسالت اور شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے اس کے ق کے دونوں نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ نقطہ معلوم ہونے لگا جس سے "تقویۃ الایمان" کی بجائے "تفویۃ الایمان" اسم بامسمی ہو گیا۔

اشرف علی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" کو اعلیٰ حضرت نے اس کی ف کو اس طرح بنا دیا کہ ب کا شوشہ معلوم ہو اور ح و ب کا نقطہ دے کر اس کا صحیح نام "خبط الایمان" کر دیا۔

استاذ محترم حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی مدظلہ العالی (جنھوں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے) بیان فرماتے ہیں کہ ان سے سید قناعت علی صاحب نے اپنا واقعہ ذکر کیا کہ حضور اعلیٰ حضرت نے مجھ کو ایک کتاب عنایت فرمائی اور کہا کہ اس کی کل جلد بندھوا کر لے آنے کا وہ کتاب جلد ساز کے پاس لے گئے اب انھوں نے بازار سے تین پیسے میں جلد باندھنے کا سامان خریدا اور خود اپنے ہاتھوں سے جلد باندھ کر حضور کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئے اعلیٰ حضرت نے ... فرمایا ... کی اجرت کتنی ہوئی اس کے جواب میں انھوں نے

عرض کیا تین پیسے۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ صرف تین پیسے میں جلد کیسے تیار ہو سکتی ہے انھوں نے واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور سامان خرید کر میں نے ہی اپنے ہاتھوں سے باندھی ہے اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا "بہت بڑے جلاد ہیں آپ"۔

جب مسئلہ اذان ثانی جمعہ میں اعلیٰ حضرت نے مردہ سنت کو زندہ کیا کہ یہ اذان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ ہشام کے زمانے تک بیرون مسجد میں ہوا کرتی تھی اور باوجود تصریحات فقہائے کرام کہ اذان مسجد میں مکروہ ہے مگر لوگ ہیں کہ مسجد کے اندر خطیب کے سر پر دینے کے عادی ہو گئے ہیں اور خلاف شرع رسم و رواج کی اصلاح چاہی تو بعض علماء نے بھی اس کا خلاف کیا اور اخیر میں مولینا عبدالغفار صاحب رامپوری نے انتہائی کدو کاوش سے ایک رسالہ لکھا جس کا نام " حبل اللہ المتین لھدم آثار المبتدعین" رکھا مگر یہ دائرہ میں اس طرح لکھا۔ حبل اللہ المتین لھدم آثار المبتدعین اعلیٰ حضرت کے پاس جب یہ رسالہ پہنچا تو اولین نگاہ میں فرمایا کہ مولانا یہ سن کر شوق سے متوجہ ہوئے کہ اعلیٰ حضرت اس کا نام کیا فرماتے ہیں اس لئے کہ رسالہ سب کے سامنے تھا جب سب لوگوں کا اشتیاق دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ مولانا نے اس کا نام "اثار المبتدعین لھدم حبل اللہ المتین" رکھا ہے اس لئے کہ جو نام دائرہ میں لکھا جاتا ہے اس کے پڑھنے کا یہی قاعدہ ہے کہ نیچے سے اوپر کو پڑھا جاتا ہے اس لئے کا نام "آثار المبتدعین لھدم حبل اللہ المتین" ہے۔ جب مولانا عبدالغفار صاحب کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو انھوں نے نہایت سادگی کے ساتھ کہا مولانا کا ظلم دیکھئے کہ

میرے رسالہ کا نام انھوں نے "آثار المبتدعین" قرار دیا اور ہم لوگوں کو مبتدع بتا دیا مولانا مقبول احمد خاں صاحب در بھنگوی وہاں تشریف رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ جناب مبتدع تو پہلے آپ ہی نے ان کو بتایا اور رسالہ کا نام "حبل اللہ المتین لہدم آثار المبتدعین" رکھا اب انھوں نے اسے لوٹا دیا "عطائے تو بلقائے تو" رہا نام کا بدل دینا تو یہ خود آپ کے مطبع کی غلطی تھی نام دائرہ میں لکھ کر انھوں نے خود اس کا موقع دیا مولانا پر کیا الزام ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ

آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ اگرچہ تھوڑے سے وقت میں فرمایا مگر وہ اپنی شان میں دنیا کے تمام ترجموں پر زبان کی سلاست معانی کی جامعیت اور حقائق و معرفت میں بے مثل و فائق ہے جس کے بڑے بڑے علماء مداح ہیں۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ مولوی اشرف علی بھی پکار اٹھے کہ قرآن عظیم کی معرفت اگر اس زمانے میں کسی کو حاصل ہے تو وہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں۔

"الفضل ماشہدت بہ الاعداء" آپ کا یہ ترجمہ کلام حمید "کنزالایمان" کے نام سے مراد آباد اور کراچی کے کئی ایک مکتبوں سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر مسلمانوں کے ایمان میں تازگی و بالیدگی اور گمراہوں کو حق و ہدایت کی راہ دکھا رہا ہے۔

تفسیر

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورے قرآن مجید کی تفسیر

نہیں کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ فتوی نویسی مختلف کتابوں کی تصنیف میں اسی قدر مصروفیت رکھتے تھے کہ آپ کو اس کام کے لئے فرصت ہی نہیں ملی۔ مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر آپ کی تمام تصنیفات جمع کی جائیں تو شاید مکمل تفسیر سامنے آجائے اور وہ بھی ترجمہ قرآن کی طرح اپنی نوعیت میں بے مثال ہو گی اس کے ثبوت میں صرف یہ واقعہ کافی ہے کہ آپ نے صرف لفظ "بسم" کی تفسیر میں ایک طویل تقریر فرمائی جس کو جمع کر کے "المیلاد النبویہ" کے نام سے شائع کی گئی ہے۔

ایک مرتبہ آپ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب علیہ الرحمتہ کے عرس شریف پر بیان فرمایا پھر فرمایا کہ اس سورہ مبارکہ کی کچھ آیات کریمہ کی تفسیر ۸۰ جز رقم فرما کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے کلام پاک کی تفسیر لکھ سکوں۔

حفظ قرآن کریم

ایک روز آپ ارشاد فرمانے لگے کہ بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ بھی لکھ دیا کرتے ہیں حالانکہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا ایک رکوع پڑھ کر سنا دیا کرتے تو دوبارہ مجھ سے سن لیتے چنانچہ یہ طے پایا اور عشا کا وضو فرمانے کے بعد جماعت سے قبل اس کے لئے نشست شروع کردی گئی اور تیسویں روز آپ نے تیسوں پارے حفظ سنا دیئے اور یہ فرمایا کہ بحمد اللہ ہم نے کلام پاک ترتیب کے ساتھ یاد کر لیا اور یہ اس لئے کہ بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو۔

وعظ و تقریر

وعظ و تقریر کے متعلق آپ ارشاد فرماتے تھے کہ اس کے الفاظ تو ہوا میں اڑ جاتے ہیں اور کتابیں جب تک محفوظ رہیں گی ایک دنیا ان سے مستفیض ہو کر اسلام و سنیت کی راہ پائے گی۔ اس وجہ سے آپ تقریر سے احتراز کرتے اور اپنی مبارک زندگی کے بیشتر قیمتی لمحات تصنیف کتب میں صرف کئے۔ آپ سال بھر میں صرف تین بار وعظ و تقریر کے مسند پر جلوہ افروز ہوتے۔ ایک وعظ جلسہ دستار بندی کے سالانہ اجلاس میں دوسرا وعظ مجلس میلاد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں (جو آپ کی جانب سے ہر سال ربیع الاول شریف کی صبح ۸ بجے ہوتی تھی اور یہ محفل اب بھی اسی طرح شان و شوکت کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب دام ظلہ' کی ذات خاص سے منعقد ہوتی ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ بغیر اعلان و اشتہار کے اس میں شریک ہونے والوں کا مجمع اس قدر کثیر ہو جاتا ہے کہ مکان و سڑک پر جگہ نہیں ملتی) اور تیسرا وعظ حضرت سید شاہ آل رسول صاحب ارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں فرماتے تھے یہ محفل عرس بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانہ اقدس پر ہوتی تھی۔ افسوس کہ آپ کی یہ قرآن و احادیث کے نکات سے لبریز و معمور تقریریں قلم بند نہیں ہو سکیں۔

وصال

رمضان المبارک سن ۱۳۳۹ھ میں آپ بھوالی تشریف رکھتے تھے اور آپ کی منجھلی صاحبزادی صاحبہ مرحومہ بغرض علاج نینی تال میں اقامت پذیر

ہوئے تو انھوں نے نے آپ نماز عید پڑھانے کے لئے نینی تال تشریف فرما ہوئے انھوں نے آپ سے شدت مرض کی کیفیت بیان کی آپ نے وہاں سے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ تمھارا داغ نہ دیکھوں گا۔ حالانکہ وہ زیادہ بیمار تھیں اور حضور والا کے بعد صرف ۲۷ دن بقید حیات رہیں ۲۳ ربیع الاول سن ۱۳۴۰ میں سفر آخرت کیا اناء للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۴ محرم الحرام سن ۱۳۴۰ھ کو آپ بھوالی سے تشریف لائے مسلمانان بریلی شریف نے آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا شہر میں ہرچہار جانب چہل پہل ہو گئی۔ عقیدت مندوں کی جماعت بے حد مسرور و شاداں تھی بھوالی میں آپ کو درد پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا اس سے جسم مبارک میں شدید ضعف پیدا ہو گیا تھا وطن اور دور دراز مقامات کے مسلمان آپ کی علالت کی خبر سن کر آپ کی مزاج پرسی و بیعت کے لئے گروہ گروہ آتے جاتے رہے باوجود نقاہت ان کی ہر مجلس تذکیر و نصائح سے لبریز و معمور ہوتی تھی حتی کہ کوئی محفل بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل سے خالی نہ گئی اس بیماری کے زمانے میں خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا فرماتے تضرع و خشیت کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث رقاق ذکر فرماتے کہ خود اپنی اور حاضرین کی روتے روتے ہچکی بندھ جاتی اکثر اوقات ارشاد فرماتے کہ جس شخص کا خاتمہ ایمان پر ہو گا اس نے سب کچھ پالیا کبھی فرماتے اگر بخش دے تو اس کا فضل ہے اور اگر نہ بخشے تو عدل ہے عرس شریف میں قل کے وقت لوگوں کو مکان میں بلایا یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی۔ حضرت مولانا امجد علی صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمہ نے کچھ وصایا شریف محفوظ کر لئے تھے لیکن وہ کہیں کاغذات میں ایسے

مل گئے کہ ان کا تلاش بے حد کے باوجود بھی پتہ نہ چلا۔ عرس کے دن کچھ کلمات طیبات جو بطور پند و نصیحت آپ نے فرمائے تھے ان کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

پیارے بھائیو! لا ادری مابقائی فیکھم مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں تین ہی وقت ہوتے ہیں بچپن، جوانی اور بڑھاپا بچپن گیا جوانی آئی جوانی گئی پیری آئی اب چوتھا وقت کون سا آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی باقی ہے اللہ قادر ہے ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں میں ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا رہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں ایک تو اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوسری خود میری تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں جو تم کو بہکانا چاہتے ہیں اور فتنے میں ڈالنا چاہتے ہیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا چاہتے ہیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے رافضی ہوئے نیچری ہوئے قادیانی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے یہ سب بھیڑیے ہیں اور تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔ حضور اقدس ﷺ رب العزۃ جل جلالہ، کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے ان سے تابعین روشن ہوئے تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے اور ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عدوات جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنی توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ

ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ کیسا ہی تمہارا بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت بھی یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کردے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتا دے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجتہ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس نہ آؤں گا جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لیے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں اور دوسری میری وصیت یہ ہے کہ آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے مجھے نہ کرنے دیئے اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے مجھے آپ سب صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے میں نے تمام اہل سنت سے اپنے حقوق بوجہ اللہ معاف کر دئے ہیں آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے کچھ آپ کے حقوق میں فردگزاشت ہوئی ہے معاف کر دیں اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ہیں ان سے میری معافی کرا لیں۔ ختم جلسہ کے وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس گھر سے فتوانے نکلتے نوے برس سے زائد ہو گئے میرے دادا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدت العمر کا یہ کام کیا جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد

قدس سرہ العزیز کو چھوڑا میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمے کرلی۔ غرض میں نے صغر سنی میں کوئی باران پر نہ رہنے دیا جب انھوں نے رحلت فرمائی تو مجھے چھوڑا اور اب میں تم کو چھوڑتا ہوں تم ہو (یعنی مولینا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ) مصطفیٰ رضا ہیں تمھارا بھائی حسین ہے سب مل جل کے کام کرو گے۔ تو خدا کے فضل و کرم سے کرسکو گے اللہ تمھاری مدد فرمائے گا اس کے بعد آپ نے پس ماندگاں کا حق میں خدمت دین و ترقی علم کی دعا فرمائی ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو دیئے لوگوں کا اس روز بلک بلک کے روتا عمر بھر یاد رہے گا کچھ اس روز ہی اپنی رحلت کی طرف اشارہ نہ فرمایا بلکہ اس کے بعد سے یوم وصال تک لگاتار خبریں اپنی وفات شریف کی دیں اور ایسے وثوق سے کہ گویا منٹ منٹ کی خبر ہے۔

وصال سے دو روز قبل چہار شنبہ کو بڑی شدت سے لرزہ ہوا جناب بھائی حسین رضا خاں صاحب کو نبض دکھائی تو ان کی نبض نہ ملی دریافت فرمایا نبض کی کیا حالت ہے انھوں نے گھبراہٹ میں عرض کیا کہ کمزوری کے باعث نبض نہیں ملتی آپ نے فرمایا آج کیا دن ہے لوگوں نے عرض کیا چہار شنبہ ہے ارشاد فرمایا جمعہ پرسوں ہے یہ فرما کر دیر تک حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھتے رہے آپ نے منع فرمایا جب انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو اشارہ فرمایا پچھلے جمعہ کو کرسی پر جانا ہوا۔ اور آج چارپائی پر جانا ہو گا۔ پھر فرمایا کہ میری وجہ سے نماز جمعہ میں تاخیر نہ کرنا۔

جمعہ کے دن کچھ تناول نہ فرمایا بھائی حکیم حسنین رضا خاں صاحب حاضر

خدمت تھے آپ کو خشک ڈھار آئی ارشاد فرمایا خیال رہے معدہ خالی ہے ڈکار خشک آئی ہے اس پر بھی احتیاط وصال سے کچھ قبل چوکی پر تشریف لے گئی جمعہ کے روز صبح سے سفر آخرت کی تیاریاں ہوتی رہیں جائداد کے متعلق وقف نامہ مکمل فرمایا جائداد کی چوتھائی آمدنی مصرف خیر میں رکھی باقی حصے اپنے وارثوں پر شرع کے مطابق قائم کئے پھر وصیت نامہ مرتب فرمایا۔

"شروع نزع کے وقت کارڈ لفافے روپیہ پیسہ کوئی تصویر اس دالان میں نہ رہے جنب یا حایض نہ آنے پائے کتا مکان میں نہ گھسے سورے یسین اور سورے رعد با آواز پڑھی جائیں کلمہ طیبہ سینہ پر دم آنے تک متواتر با آواز بلند پڑھا جائے کوئی چلا کر بات نہ کرے کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے۔ بعد قبض روح فورا نرم ہاتھوں میں بسم اللہ و علی ملتہ رسول اللہ کہہ کر آنکھیں بند کر دی جائیں نزع میں نہایت سرد پانی ممکن ہو تو برف کا پلایا جائے ہاتھ پاؤں وہی پڑھ کر سیدھے کر دیئے جائیں پھر اصل کوئی نہ روئے نزع کے عالم میں میرے اور اپنے لیے دعائے خیر مانگتے رہو کوئی کلمہ برا زبان سے نہ نکلے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں جنازہ اٹھنے پر خبردار کوئی آواز نہ نکلے غسل وغیرہ سب سنت کے مطابق ہو۔ جنازہ میں بلاوجہ شرعی تاخیر نہ ہو جنازہ کے آگے خبردار کوئی شعر میری مدح میں نہ پڑھا جائے اور نہ میری قبر پر بھی۔ قبر میں بہت آہستگی سے اتاریں داہنی کروٹ پر وہی دعا پڑھ کر لٹائیں پیچھے نرم مٹی کا پشارہ لگائیں جب تک قبر تیار ہو سبحان للہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم ثبت عبیدک بالقول الثابت مجاہ نبتیک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پڑھتے رہیں۔ اناج قبر پر نہ لے جائیں یہیں تقسیم کر دیں وہاں بہت شور و غل ہوتا ہے اور قبروں کی

بے حرمتی۔ بعد تیاری قبر سرہانے الم تا مفلحون پائنتی امن الرسول تا آخر سورے پڑھیں اور سات بار باآواز بلند حامد رضا اذان کہیں پھر سب وہاں سے واپس چلے آئیں اور متعلقین میرے مواجہہ میں کھڑے ہو کر تین بار تلقین کریں پیچھے ہٹ ہٹ کر پھر اعزہ و احباب چلے جائیں اور ڈیڑھ گھنٹہ میرے مواجہہ میں درود شریف ایسی آواز پڑھتے رہیں کہ میں سنوں پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر کے چلے آئیں اور اگر تکلیف گوارہ ہو سکے تو تین رات کامل پہرے کے ساتھ دو عزیز یا دوست مواجہہ میں قرآن مجید درود شریف ایسی آواز سے بلاوقفہ پڑھتے رہیں کہ اللہ چاہے تو اس نئے مکان سے دل لگ جائے (جس وقت سے وصال فرمایا اس وقت سے غسل شریف تک قرآن عظیم باآواز پڑھا گیا پھر تین شانہ روز مواجہہ شریف میں مسلسل تلاوت قرآن مجدی جاری رہی) کفن پر کوئی دوشالہ یا قیمتی چیز یا شامیانہ نہ ہو کوئی بات خلاف سنت نہ ہو عزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو ہفتہ میں دو تین بار فاتحہ ان چیزوں سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف خانہ ساز گرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا شامی کباب پراٹھے اور بالائی فیرنی۔ اردو کی پھریری دال مع اورک و لوازم گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی سوڈے کی بوتل دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے تو یوں کر دیا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر میرے لکھنے پر مجبورا نہ ہو فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقرار کو دیں اور وہ بھی اعزاز و خاطرداری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر غرض کوئی بات خلافت سنت نہ ہو"

فاتحہ کا یہ پرتکلف اہتمام محض اس لیے تھا کہ وہ غربا و مساکین جو ایسے

کھانوں کو نہیں پاتے ان کو فاتحہ کے صدقے میں نصیب ہو اسی لئے آپ نے وصیت نامہ میں فرمادیا ہے کہ مالدار لوگوں کو نہ دیا جائے غربا و مساکین کو نہایت اعزاز و اکرام سے کھلایا جائے۔

وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے جب دو بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے آپ نے وقت دریافت فرمایا عرض کیا گیا۔ فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھ دو یکایک ارشاد ہوا تصاویر ہٹادو (یہاں تصویر کا کیا کام) یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی کارڈ لفافہ روپیہ پیسہ پھر ذرا وقفہ سے حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب (علیہ الرحمہ) سے ارشاد فرمایا وضو کراؤ قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ لے کر نہ آئے تھے کہ حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب مد ظلہ العالی سے پھر ارشاد فرمایا اب بیٹھے کیا کر رہے ہو سورے یٰسین شریف اور سورے رعد شریف تلاوت کرو اب عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں آپ کے حکم کے مطابق دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں اور آپ نے ان کو ایسے حضور قلب سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہو یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر و زبر میں اس وقت فرق پڑا آپ نے اس کو خود تلاوت کر کے بتا دی اس کے بعد سید محمد جان صاحب ایک مسلمان ڈاکٹر عاشق حسین صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر حاضر ہوئے ان کے ساتھ اور لوگ بھی آئے اس وقت جتنے حضرات اندر گئے سب کے سلام کا جواب دیا اور سید صاحب سے دونوں ہاتھ بڑھا مصافحہ فرمایا ڈاکٹر صاحب نے آپ سے حال دریافت فرمانا چاہا مگر اس گھڑی حکیم مطلق کی طرف متوجہ تھے ان سے اپنے مرض یا علاج کے متعلق کچھ نہ ارشاد فرمایا سفر کی دعائیں جن کا پڑھنا مسنون ہے تمام و کمال بلکہ معمول

سے زیادہ پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت و ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک لمحہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر سے پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون آپ نے خود اس زمانے میں ارشاد فرمایا تھا کہ جنھیں ایک جھلک دکھاتے ہیں۔ وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم نہیں ہوتا ۲۵ صفر المظفر سن ۱۳۴۰ھ کو ٹھیک جمعہ کے وقت اسی چیز کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبان خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں جانکنی کا وقت سخت ترین وقت ہے لوگوں کے چہرہ پر وحشت چھا جاتی ہے مگر یہاں آپ کے چہرہ انور پر کلفت کے آثار کی بجائے سرور و مسرت کے جلوے نظر آئے۔

غسل میں علماء کرام' سادات عظام اور حفاظ ذوی الاحترام شریک تھے جناب سید اظہر علی صاحب نے اپنے ہاتھوں سے لحد کھولی۔ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی نے وصیت کے مطابق غسل دیا۔ عین غسل کے وقت ایک حاجی صاحب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے آئے انھیں وصال کی خبر ہوئی تحفہ میں زمزم شریف مدینہ طیبہ کا عطر اور دیگر تبرکات ساتھ لائے زمزم شریف میں کافور تر کیا گیا اور خلعت رخصت میں لگا دیا گیا مدنی تاجدار ﷺ مدینہ طیبہ سے سرکاری عطائیں عین وقت پر پہنچیں گھر میں عورتوں اور باہر مردوں کا ایک ہجوم تھا سب نے اس مرد خدا اور شریعت کے عظیم پیشوا کے چہرہ پر نور کی زیارت کی۔ کاندھا دینے کے شوق میں آدمی پر آدمی کر رہے تھے لوگوں کی بیخودی کا ایک ایسا عالم تھا جو کسی اور کے جنازے میں نہیں دیکھا گیا حالت یہ تھی کہ جو شخص

جنازے کے پاس پہنچ جاتا تھا وہ اپنی جگہ سے ہٹنے کا نام نہیں لیتا تھا اس میں صرف سنی ہی نہیں بلکہ وہابی راضی اور نیچری کافی تعداد میں شریک تھے۔ ایک را قم نے انتہائی کوشش اور پوری قوت صرف کر کے جنازے تک پہنچ پایا اسے ایک سنی نے یہ کہہ کر ہٹا دیا کہ حضرت العمر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں سے نفرت رہی جنازہ کو کاندھا دینے نہیں دونگا اس نے کہا کہ اب ایسے حق گو مجھے کہاں ملیں گے للہ اب نہ روکو جنازہ ہر وقت کم از کم بیس کاندھوں پر رہتا شہر میں کسی جگہ نماز کی گنجائش نہ تھی اس لئے عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پہلے سے عید گاہ کے کسی معین راستہ کا اعلان نہ تھا مگر دو رویہ چھتیں عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے آپ کے جنازے کے منتظر تھے چنانچہ امام اہلسنّت رضی اللہ عنہ کے اس آخری جلوس کا نظارہ کتنوں ہی پر نم آنکھوں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر خوب خوب کیا معلوم ہوتا تھا کہ آج لوگوں کی عزیز ترین چیز دنیا سے رخصت ہو رہی ہے اور وہ لوگ حسرت بھری نگاہ سے اس کو دیکھ رہے ہوں "موت العالم موت العالم" (یعنی ایک عالم دین کی موت دنیا کی موت ہے) نقشہ دیکھنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ وصیت کے مطابق اہل عقیدت نعت خواں "کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود" پڑھ رہے تھے جو آپ کے مشہور دیوان "حدائق بخشش" میں موجود ہے۔

سالہا در کعبہ وبت خانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

ہ حقیقی پیکر اور صحیح تصویر علم و دانش کی بزم کو ویران چھوڑ کر رحمت

الٰہی کی آغوش میں جا رہا تھا۔ فقہ کی جزئیات کا ماہر دنیا سے رخصت ہو رہا تھا شمع شبستاں عشق نبوت موت کی زبردست آندھیوں کی زد میں آکر خاموش ہو چکی تھی۔ صرف اپنوں ہی نہیں بلکہ غیروں سے بھی خراج عقیدت وصول کرنے والا جہان فانی سے منھ موڑ چکا تھا۔ اس موقع پر ہزاروں دل آپ کی جدائی کے صدمے سے بے قرار و مضطرب ہو رہے تھے۔

جب سے تو اے نائب خیرالبشر پردے میں ہے
پڑ گیا پر وہ کچھ ایسا ہر نظر پردے میں ہے

ان کی تصنیفات عالی بعد ان کے دیکھئے
رہبری کو اپنی ہیں گو راہبر پردے میں ہے

ایسی روپوشی کے صدقے ایسے پردے پر نثار
چاندنی پھیلی ہوئی ہے اور قمر پردے میں ہے

یہی وہ پاک ہستیاں ہیں جن پر مظاہر موت کا ایک حجاب پڑ جاتا ہے لیکن بباطن اس زندگی سے بھی کہیں بہتر خدائے عزوجل کی بارگاہ سے وہ حیات جاوید نصیب ہوتی ہے جس پر ہزاروں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ یہی وہ مردان خدا و خاصان کبریا ہیں جن کی عظمت و رفعت کے پاکیزہ و درخشاں نقوش مرور لیام ولیالی سے دن بدن تابندہ سے تابندہ ہوتے جاتے ہیں اور اس کے عروج و ارتقا کی ایک منزل ایسی بھی آتی ہے کہ جب اس کی شعاعیں کائنات پر چھا جاتی ہیں یہی وہ شہیدان عشق و محبت ہیں جن کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ نغمہ توحید و رسالت کے سنانے اور سننے میں بسر ہوتا ہے اور دنیا سے ان کی وابستگی صرف اس

قدر ہوتی ہے جس قدر ان کے محبوب کی رضا کے مطابق ہوتی ہے۔ یہی وہ پاکباز انسان ہیں جو اللہ و رسول جل جلالہ' و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی رضا و خوشنودی کے لئے اپنا عظیم سا عظیم سرمایہ اور عزیز سے عزیز ترین دولت خوشی کے ساتھ قربان کر دیتے ہیں۔ یہی وہ رہبران راہ اسلام ہیں جو راہ کی سختیوں اور دشواریوں سے بے نیاز اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہتے ہیں۔ کتے بھونکتے رہتے ہیں اور ان کا کارواں تیز گام رہتا ہے۔ دنیا ان کو مجنوں و پاگل گمان کرتی ہے لیکن

وہ اس کے جنوں و پاگل پن پر مسکراتے ہیں
جو ہی دیوانے محمد کے وہی ہشیار ہیں

یہ لوگ خداوند قدوس کے احکام و ارشادات مخلوق تک پہنچانے کے لئے آتے ہیں باطل پرستوں کو تھپک تھپک کر سلاتے نہیں بلکہ ان کو اپنی ٹھوکروں سے پامال کر کے صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ ان کی ذات مقدسہ جہاں رحمت الٰہی درافت خداوندی کی شبنم ہوتی ہے وہاں قہر الٰہی کا نمونہ بھی بن جاتی ہیں۔ شریعت کے مطابق جو شخص جس سلوک و برتاؤ کا اہل ہوتا ہے اس کے ساتھ ویسا سلوک و برتاؤ رکھتے ہیں' ان کی سختی بھی رحمت ہوتی ہے اور نرمی بھی کیونکہ ان کا ہر کردار عمل کسی کو راضی و ناراض کرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ رضائے الٰہی کے لئے ہوتا ہے یہ اپنی طرف سے کوئی کام نہیں کرتے جو کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ حکم الٰہی سے ہوتا ہے۔ گویا ان کی نگاہ اس حقیقت کی پابند ہوتی ہے۔

جب فی اللہ بغض فی اللہ کن شعار

تابیانی بروز دلدار بار

اللہ اللہ کیا شان ہے ان لوگوں کی۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

دشمنوں نے اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ العزیز کو جادہ حق سے برگشتہ و منحرف کرنے کے لئے کیا کیا نہ سازشیں کیں۔ آپ کو شریعت غزہ کے خلاف قدم اٹھانے پر کس کس طرح نہ مجبور کیا۔ وہابیوں دیوبندیوں رافضیوں اور دیگر مذاہب باطلہ' ودیان فاسدہ کے پرستاروں نے آپ کو ذلیل و رسوا کرنے کی خاطر کیسے منصوبے بنائے مگر خود انھیں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ان کی تمام سازشیں اور ہر ایک ناپاک آرزو پوری ہونے سے پہلے مٹی میں مل گئی اور ایک محبوب خدا و مقبول بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثنا کی ذلت و رسوائی' تباہی و بربادی کا خواب دیکھنے والے خود ہی ذلیل و رسوا ہو گئے اور ان کے ناپاک تخیلات و نجس احساسات کی تیار کی ہوئی عمارت دھڑام سے زمین سے گر گئی جس کی حوصلہ شکن آواز پر صرف ہندو پاک ہی کے باطل پرست نہیں بلکہ دیگر ممالک کے حریفان حق و صداقت سرنگوں زمین پر آرہے۔ وہابیت خاک میں مل گئی۔ دیوبندیت نے اپنا سرپیٹ لیا رافضیت کا جنازہ شاہراہوں پر لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ قادیانیت کی تمام قوتوں نے دم توڑ دیا۔ نیچریت کی چلتی ہوئی مشین فیل ہو کر رہ گئی غرضیکہ مجدد اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صدائے حق سے دنیا کی ہر ایک بدمذہبی و گمراہی کا شیرازہ ہستی و عناصر وجود بکھرے کر رہ گئے۔

باطل اور اہل باطل نے حامی حق کی فتح مبین کا روح پرور نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور انھوں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ نصرت حق ان کے ساتھ نہیں بلکہ احمد رضا کے مبارک سر پر جلوہ فگن ہے۔ لیکن ان میں ایسوں کی تعداد بہت کم تھی جن کو ہدایت نصیب ہوئی اکثریت آفتاب حق کی کرنوں کو عالمگیر ہوتے ہوئے دیکھنے کے باوجود باطل کے ناپاک دامن سے اپنی وابستگی و تعلق ختم نہ کر سکے۔ بالآخر اپنی اس ضد وہٹ دھرمی کے باعث رسوائے عالم و بدنام زمانہ ہو گئے۔

اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور آپ کے حقیقت پرست متبعین و اہل محبت روز اول کی طرف منزل حق و جادہ تسلیم پر آخر تک گامزن رہے اور اپنے کامل ایقان و ایمان اور جذبہ حمایت اسلام و سنیت کے باعث چاند سورج کی طرح چمکتے رہے اور اب بھی چمکتے ہیں اور قیامت تک چمکتے رہیں گے کیونکہ حق تعالیٰ اپنے ایسے ہی جانباز و نیک سیرت بندوں کی مدد فرماتا ہے۔ حقیقی عزت و شوکت خدا کی جانب سے انھیں ایمان والوں کو میسر آتی ہے اور جملہ اقوام عالم پر انھیں کو بلندی و برتری حاصل ہوتی ہے۔ "وانتم الاعلون ان کنتم مومنین" کی بشارت عظمیٰ انھیں لوگوں کو ملی ہے آیت فتح مبین انھیں کے سروں پر سایہ کناں ہوتی ہے اور یہ سعادت ہر بشر کو نہیں صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کے ذریعہ رب تبارک تعالیٰ اپنے دین پاک کی ترویج و اشاعت و نشر و تبلیغ کا اہم کام پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔

ایں سعادت بزور باز ونیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ایسے مقدس گروہ سے جو فرد بھی الگ ہو جاتا ہے وہ بد مذہبی و گمراہی کا

شکار ہو جاتا ہے اس جماعت کا شیرازہ جس نے بکھیرنا چاہا وہ خود ہی انتشار و افتراق کی زد میں آگیا۔ اس حزب خداوندی سے جس نے دشمنی مول لی۔ وہ دین و ایمان کی تعظیم نعمت سے محروم ہو کر دنیا کی نگاہوں میں ذلیل و رسوا ہو گیا۔

اس جبل مستحکم سے دنیا کی جو بھی طاقت ٹکرائی پاش پاش ہو گئی۔ اس بزم تابناک کو جس نے بھی خیرباد کہا وہ تاریکی و ظلمت کی ویرانیوں میں بھٹکنے لگا۔ اس گلشن سے جس نے بھی منھ موڑا اس کو خزاں کے آتشیں تھپیڑوں نے جھلس جھلس کر موت کے آغوش میں سلا دیا۔ اس سفینہ نجات کو جس نے بھی چھوڑا وہ خوفناک لہروں میں پہنچ کر گم ہو گیا جوان باخبروں سے بے خبر ہو اس سے اپنے پرائے سب بے خبر ہو گئے اور اس کو خود اپنی بھی اس وقت تک کوئی خبر نہیں ملی جب تک وہ ان باخبروں کے دامن میں نہیں آگیا۔ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی ان ذوات مقدسہ میں ایک تھی جن کے لئے دنیا ایک دن نہیں ہفتہ دو ہفتہ نہیں مہینہ دو مہینہ نہیں برس دو برس نہیں بلکہ برسوں تک آنسو بہاتی رہتی ہے تعریف و توصیف کی آوازیں بلند کرتی رہتی ہے عقیدت و محبت سے نام سے لیتی رہتی ہے اور صرف دوست ہی نہیں بلکہ دشمنوں کی کثیر جماعت بھی ان کے فضل و کمال کا ذکر اچھے لفظوں میں کیا کرتی ہے الفضل ماشھدت بہ الاعداء بزرگی وہ ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کریں۔ آپ کے سانحہ ارتحال پر کتنوں بد مذہبوں نے بھی آنسو بہائے اور انھوں نے نہایت تاسف کے ساتھ کہا کہ اسلامی علوم و فنون کا سب سے بڑا عالم دنیائے رنگ و بو سے کوچ کر گیا اب کون ہے جو علم و دانش کی شمعیں روشن کرے گا۔

جس نے روشن کردیے ہیں علم و دانش کے چراغ
پھر زمانے کو وہی احمد رضا درکا ہے

اب کس کی ذات عالی ہو گی جو گم گشتگان جادہ حق کے لئے شمع منزل بن جائے گا۔ اب کس کی عظیم ترین شخصیت ہو گی جو مذہب و ملت کے راز ہائے سربستہ کو نمایاں کرے گا۔ اب کس کا وجود گرامی ہو گا جو بد مذہبوں کو خاموش کر کے ان کی لایعنی تقریروں اور تخریبی عناصر سے لبریز تحریروں مسلمانوں کے سنجیدہ طبقہ کو نجات دے گا۔ اب کس کے میخانہ میں تشنہ کامان معرفت جام طریقت و ساغر عرفاں پی کر مست و سرشار ہو جائیں گے'

معارف کا سمندر موجزن ہے جس کے سینے میں
وہ مقبول درخیرالبشر احمد رضا تم ہو

اب کون بطل اعظم ہو گا جو حق و صداقت کی شمشیر براں بن کر باطل کو زیر و زبر کردے گا۔ اب کون عالم حق گو ہو گا جو قصر نجدیت کے میناروں کو سرنگوں کر کے سنیت کے پرچم کو بلند و بالا کردے گا۔

جھکا دینا سکھا دو قصر نجدی کے مناروں کو
غلام تاجدار بحر و بر احمد رضا تم ہو

اب کون عاشق رسالت ﷺ ہو گا جو بلبل باغ مدینہ کی طرح نغمہ ریز و نوا سنج ہو کر دل کی پژمردہ کلیوں کو کھلا دے گا۔ اب کون شاعر سحر بیان ہو گا جس کی تعریف و توصیف میں اس طرح کہا جائے گا۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

اے اسلام و سنیت کے مقدس تاجدار۔ اے شریعت و طریقت کے عظیم راہبر
اے علماء و فقہا کے مسلم امام۔ اے علوم و معارف کے بحر بے پایاں
اے محفل ایمان و یقین کے محبوب مسند نشیں۔ اے پروانہ شمع رسالت
تمھاری ذات گرامی پر دل کی گہرائیوں سے ہزاروں سلام ہو۔ خدارا ہم
غلاموں کی طرف بھی ایک نظر۔

غلاموں کو بنا دو رہ شناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضا عنا بالرضی السرمدی

بارگاہ نبوی ﷺ میں آپ کی مقبولیت

استاد محترم جلالۃ العلم حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب مراد آبادی دام ظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڑھ بیان فرماتے ہیں کہ میری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ دار الخیر اجمیر شریف کی حاضری کا وہ دور طالب علمی ہے جس میں نو سال تک خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی اور استاد محترم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا۔ اس مبارک زمانے میں اکثر علماء و مشائخ و بزرگان دین کی زیارت میسر آتی تھی انھیں بزرگوں میں سے حضرت دیوان سید آل رسول صاحب سجادہ نشیں آستانہ عالیہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ

علیہ کے ماموں صاحب قبلہ دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے "دیوان صاحب کے یہاں تشریف لایا کرتے تھے موصوف کی خدمت میں حاضری ہوا کرتی تھی وہ اکثر بزرگان دین کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت موصوف نے فرمایا کہ ماہ ربیع الثانی سن ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی سے تشریف لائے ان کی آمد کی خبر پاکر ان سے ملاقات کی بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں بڑی بے نیازی تھی مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے ہیں اسی طرح ان کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے .بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں ان کے اس استغنا اور طویل سفر سے تعجب ہوا عرض کیا۔ حضرت! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے فرمایا مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر سن ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ حضور ﷺ جلوہ افروز ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر ایک سکوت طاری ہے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا فداک ابی و امی کس کا انتظار ہے فرمایا احمد رضا کا انتظار ہے میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی معلوم ہوا مولانا احمد رضا خاں صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا میں ہندوستان آیا اور بریلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ انکا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی۔ میں نے طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے

ہی کیا تھا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔ اس سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مقبولیت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں معلوم ہوتی ہے کیوں نہ ہو عاشقان رسول علیہ الصلوۃ والتسلیم یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔

پلا دو ہم کو بھی پیمانہ حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ محبوب درِ خیر البشر احمد رضا تم ہو

علماء مکہ معظمہ کی نظر میں

حضور سیدی و سندی و مولائی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں علماء مکہ مکرمہ نے جو کچھ کہا ہے وہ درج ذیل کیا جاتا ہے آپ کی شان و شوکت اور عزت و عظمت کا ایک پہلو اس سے اجاگر ہوتا ہے کیونکہ یہ خیالات عوام کے نہیں بلکہ ان جلیل القدر مفتیوں اور گرامی قدر عالموں کے ہیں جن کے قلب و نظر میں ایمان و ایقان کی شمع روشن تھی اور اس جلوہ حق کے راہرو تھے جو انسانیت کی عظیم ترین منزل سے ہم کنار کرتا ہے۔

استاذ علماء حرم مولینا سعید اللہ صاحب مفتی شافعیہ تحریر فرماتے ہیں

"استاد ماہر جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد و جدال کرتا ہے میرے بھائی میرے معزز حضرت احمد رضا خاں اللہ انھیں ان کے بیان پر عمدہ جزا عطا فرمائے ان کی کوششیں قبول کرے اہل کمال کے دلوں میں اس کی عظیم وقت پیدا کرے آمین۔

مکہ معظمہ کے خطیب اور اماموں کے سردار مولانا شیخ ابوالخیر مراد صاحب کی تحریر

علامہ فاضل کہ اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکلوں اور دشواریوں کو حل کرتا ہے احمد رضا خاں جو اسم بامسمی ہے اس کے کلام کا موتی اس کے معنی کے جواہرات سے مطابقت ہے باریکیوں کا خزانہ گنجینوں سے چنا ہوا معرفت کا آفتاب جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے علموں کی مشکلات ظاہر و باطن نہایت عقدہ کھولنے والا جو اس کے فضل پر آگاہ ہو کہے کہ اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ذات اور اس کی تصنیفات سے اگلوں پچھلوں کو نفع بخشے اور اس کی زندگی سے تمام جہان کو بہرہ مند کرے اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت کو سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے کثیر دے وہ رہتی دنیا تک حق کا نشان بلند کرتا اہل حق کو مدد دیتا ہے ہمیشہ عنایات الٰہی کی نگاہ اس پر رہے قرآن عظیم ہر دشمن و حاسد و بدخواہ کے مکر سے اس کی حفاظت کرے صدقہ ان کی وجاہت کا جو انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں"۔

سابق مفتی حنفیہ مولینا صالح کمال صاحب

"عالم علامہ فضائل کا دریا علمائے عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت مولینا محقق زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی الٰہی درود و سلام نازل فرما محمد ﷺ پر ان کے آل و صحابہ اور نیک پیروؤں پر بالخصوص احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے"

آفتاب علوم مولینا شیخ علی بن صدیق کمال

"امام پیشوا روشن ستارہ وہابیہ کی گردن پر تیغ براں استاد معظم نامور مشہور ہمارا سردار ہمارا پیشوا احمد رضا خاں بریلوی اللہ اسے سلامت رکھے دین کے دشمنوں پر اس کو فتح دے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کا صدقہ اور اس پر

سلام ہو

عالم کبیر شیخ محمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی

علامہ عالم جلیل دریائے زخار پر گو بسیار فضل کثیر الاحسان دلیر دریائے بلند ہمت ذہین دانشمند بحر ناپیدا کنار شرف و عزت و سبقت والا صاحب ذکا ستھرا نہایت کرم والا ہمارا مولیٰ کثیر الفہم الحاج احمد رضا خاں ہو اللہ اس کا ہو ہر جگہ اس کے ساتھ لطف فرمائے۔

محافظ کتب حرم محترم مولینا سید اسمٰعیل خلیل صاحب کی تحریر

"عالم باعمل فاضل کامل منقبتوں اور فخروں والا اس کا مثل مظہر کے یگانہ مولانا حضرت احمد رضا خاں' یکتائے زمانہ اپنے وقت کا یگانہ مولانا حضرت احمد رضا خاں صاحب وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علماء اس کے لئے ان کے فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا علماء مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں یہ کہتا ہوں اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو البتہ حق و صحیح ہو' اللہ بڑا احسان والا اسے سلامت رکھے اللہ اسے دین اور اہل دین کی طرف سے سب میں بہتر جزا عطا کرے اسے اپنے احسان اپنے کرم سے اپنا فضل اپنی رضا بخشے"۔

زینت علماء مولینا سید مرزوق ابو حسین صاحب

بیشک مجھ پر اللہ کا احسان ہوا کہ میں حضرت عالم علامہ سے ملا زبردست عالم دریائے عظیم الفہم کی فضیلتیں وافر بڑا ایماں ظاہر دین کے اصول و فروغ میں تصانیف متکاثر میں نے ان کا اچھا ذکر اور بڑا مرتبہ پہلے ہی سنا تھا اور ان کے بعض تصانیف کے مطالعہ سے مشرف ہوا تھا جن کے نور سے حق روشن ہو تو ان کی

محبت میرے دل میں تھم گئی۔ جب اللہ تعالٰی نے ان کی ملاقات سے احسان فرمایا میں نے دو کمال ان میں دیکھے جن کا بیان طاقت سے باہر ہے میں نے علم کا کوہ بلند دیکھا جس کے نور کا ستون اونچا ہے اور فتووں کا دریا جس سے مسائل نہروں کی طرح چھلکتے ہیں سیراب ذہن والا ایسے علموں کا صاحب جن سے نساد بند کئے گئے۔ تقریر علوم دین میں طاقتور زبان والا جو علم کلام وفقہ و فرائض پر غلبہ کے ساتھ حاوی ہے توفیق الہٰی سے مستحبات و سنن و واجبات و فرائض و محافظت والا عربیت حساب کا ماہر منطق کا دریا جس سے اس کے موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔ علم اصول کا آسان طریقہ (ایجاد) کرنے والا حضرت مولانا علامہ فاضل بریلوی حضرت احمد رضا مجھے انھیں دیکھ کر یہ قول یاد آیا۔

قافلے جانب احمد سے جو آتے تھے یہاں
حال دریافت پہ سنتا تھا نہایت اچھا

جب ملے ہم خدا کی قسم ان آنکھوں نے
اس سے بہتر نہ سنا تھا جو نظر نے دیکھا

ان حضرات کے علاوہ عالم باعمل شیخ عمر بن ابی بکر یا جنید صاحب سردار علماء مکہ مالکیہ مفتی مولانا عابد حسین صاحب حضرت مولانا علی بن حسین صاحب مالکی جناب مولینا جمال بن محمد بن حسن صاحب مولانا اسعد بن احمد صاحب مدرس حرم شریف، سردار المدرسین مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب دہان مولانا محمد یوسف صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ، مولانا شاہ امداد اللہ صاحب مکی مدرس مدرسہ احمدیہ حرم شریف، زینت علماء مولانا محمد بن یوسف

خیاطی صاحب' حضرت مولانا محمد صالح بن محمد فاضل صاحب مولانا شیخ محمد سعید بن محمد یمانی صاحب اور حضرت مولانا حامد احمد محمود صاحب جداوی نے بھی آپ کے فضل و کمال خداداد علمی قابلیت' تقوی پرہیز گاری مرتبہ احیاء سنت و تجدید ملت' اشاعت اسلام و سنیت حق گوئی و بے باکی کی دیگر خوبیوں کا اعتراف احترام و عقیدت سے لبریز تحریروں سے کیا ہے جن کو بخوف طوالت کتاب یہاں نقل نہیں کیا گیا۔

علماء مدینہ منورہ کی نظر میں

جناب تاج الدین الیاس صاحب مفتی حنفیہ کی تحریر "عالم ماہر علامہ مشہور جناب مولانا فاضل حضرت احمد رضا خاں کہ علمائے ہند سے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ثواب کو بسیاری دے ان کا انجام خیر کرے اللہ انھیں اپنے نبی اور دین مسلمین کی طرف سے سب سے بہتر جزاء عطا فرمائے ان کی عمر میں برکت دے یہاں تک کہ اس کے سبب بدبخت گمراہوں کے سب شبے مٹا دے"۔

مفتی مدینہ مولینا عثمان بن عبدالسلام داغستانی کی تحریر

"ہمارا مولیٰ علامہ دریائے عظیم الفہم حضرت احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ان میں اور ان کی اولاد میں برکت رکھے اسے ان میں سے کرے جو قیامت تک حق بولیں گے۔"

شیخ مالکیہ سید شریف سردار مولینا سید احمد جزائری کی تحریر۔

حضرت مالکیہ احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اس کی تائید اس کی مدد

حضرت احمد رضا خاں پر اللہ تعالیٰ انھیں درازی عمر اور اپنی جنتوں میں ہیشگی نصیب کرے"

حضرت خلیل بن ابراہیم خربوتی صاحب کی تحریر۔

"عالم علامہ فاضل کامل مولوی احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ ابد تک مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اسے اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے خیر جزا عطا فرمائے۔

مولانا سید محمد سعید شیخ الدلائل صاحب کی تحریر

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے جسے پسند کیا اسے خدمت شریعت کی توفیق بخش اور نہایت تیز فہم عطا کر کے مددی تو جب شبہ کی رات اندھیری ڈالے وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودھویں رات کا چاند چمکاتا ہے ان حافظان شریعت اعلیٰ درجہ کے کامل علماء پرکھنے والوں میں سب سے زیادہ عظمت والوں سے کثیر العلم عظیم الفہم حضرت جناب مولوی احمد رضا خاں"۔

فاضل جلیل مولانا محمد بن احمد عمری صاحب کی تحریر

"عالم علامہ مرشد محقق کثیر الفہم عرفان و معرفت والا اللہ عزوجل کی پاکیزہ عطاؤں والا ہمارا سردار استاد دین کا نشان و ستون فائدہ لینے والے کا معتمد و پشت پناہ فاضل حضرت احمد رضا خاں اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اس کے فیض کے نوروں سے علموں کے آسمان روشن رکھے اسلام و مسلمین کی طرف سے سب سے زیادہ کامل پیمانہ سے اس کا ثواب پورا کرے

مولینا سید عباس بن محمد رضوان صاحب کی تحریر۔

"علامہ امام تیز ذہن بالا ہمت خبردار صاحب عقل صاحب جلالت یکتائے

دہرو زمانہ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی حنفی وہ ہمیشہ معرفتوں کا پھولا پھلا باغ ہے اور علوم و فقہ کی منزلوں میں سیر کرتا ہوا ماہ تمام اللہ تعالیٰ مجھے اور اسے ثواب عظیم عطا فرمائے حسن عاقبت نصیب کرے ہم سب کو حسن خاتمہ روزی کرے ان کے ہم سایہ میں جو سارے جہاں سے بہتر اور چودھویں رات کے چاند ہیں ﷺ"

شاخ آراستہ مولینا عمر بن حمدان کی تحریر

"عالم علامہ کمال ادراک عظیم فہم والا ایسی تحقیق والا جو عقل کو حیران کردے جناب حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی جان کی نگہبانی فرمائے اور اس کی شادمانی ہمیشہ رکھے"

جناب سید محمد صاحب بن مدنی کی تحریر

"عالم علامہ مشکلات علوم کا کشادہ کرنے والا اپنی توضیح شافی و تقریر کافی سے ان منطوق و مفہوم کا ظاہر کرینے والا حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کا حال و کام اچھا کرے آمین اللہ تعالیٰ اس کو بہترین امت سے نہایت کامل جزا عطا کرے اسے اور جتنے لوگ اس کی پناہ میں ہیں انھیں قرب بخشے اس سے سنت کو قوت دے اور بدعت کو ڈھائے آمین

آپ کے خلفائے کرام
خود آپ کی کتاب "الاستمداد" کی روشنی میں

تیرے رضا یہ تیری رضا ہو
اس سے غضب تھراتے یہ ہیں

بلکہ رضا کے شاگردوں کا
نام لئے گھبراتے یہ ہیں

حامد منی انا من حامد
حمد سے ہمد کماتے یہ ہیں

عبد سلام سلامت جس سے
سخت آفات میں آتے یہ ہیں

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے
اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

میرا امجد مجد کا پکا
اس سے بہت کچیاتے یہ ہیں

میرے نعیم الدین کو نعمت
اس سے بلا میں سماتے یہ ہیں

احمد اشرف حمد و شرف لے

اس سے ذلت پاتے یہ ہیں
مولینا دیدار علی کو
کب دیدار دکھاتے یہ ہیں

مجبور احمد مختار ان کو
کرتا ہے مر جاتے یہ ہیں

عبد علیم کے علم کو سن کر
جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں

ایک اک وعظ عبد الاحد پر
کتنے نتھنے پھلاتے یہ ہیں

بخش رحیم پہ رحمت جس سے
آرے کے نیچے آتے یہ ہیں

جو ہر مفتی لعل پہ ہیرا
کھا مرنے کو منگاتے یہ ہیں

آل الرحمن برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

تازہ ضرب شفیع احمد سے
کہنہ بخار اٹھاتے یہ ہیں

دے حسنین وہ تفضیح ان کو

جس سے برے کھسیاتے یہ ہیں

ان پہ کرم رکھ سر پہ قدم رکھ
تیرے ہی کہلاتے

تیرے گدا ہیں تجھ پہ فدا ہیں
تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں

اکابر اسلام کی نظروں میں

ایک روز حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ روتے روتے سو گئے تو خواب میں حضرت جد امجد مولانا مفتی شاہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کی زیارت ہوئی، فرماتے ہیں عنقریب ایک صاحب آئیں گے جو آپ کے دل کی دنیا بدل دیں گے چنانچہ چند روز کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قادری بدایونی علیہ الرحمہ جلوہ آرائے بریلی ہوئے آپ سے ملاقات ہوئی اور اپنے ہمراہ حضرت فیض الدرجت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قادری برکاتی قدس سرہ' العزیز کی خدمت اقدس میں لے گئے حضرت نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا تشریف لائیے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے ہیں۔ آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت کیا اور اسی وقت خلافت سے بھی سرفراز فرمایا حاضرین مجلس یہ پرکیف منظر دیکھ کر حیران تھے کہ حضور یہ اس بچہ پر اتنا کرم کیسے ہوا فرمایا۔

"اے لوگو تم احمد رضا کو کیا جانو کل بروز قیامت مولی عزوجل فرمائے گا اے آل رسول تو دنیا سے کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں"

حضرت سیدنا شیخ المشائخ مولانا علی حسین صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمہ اپنے خدام و مریدین سے فرمایا کرتے تھے میرا مسلک شریعت و طریقت میں وہی ہے جو حضور پر نور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ کا ہے لہٰذا میرے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف ضرور زیر مطالعہ رکھو!

حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے والد محترم حضرت استاذ الشعراء مولانا محمد معین الدین صاحب نزہت کا واقعہ ہے کہ وہ پہلے بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کے مرید ہو گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ بد مذہب بڑی عیاری اختیار کئے ہوئے تھے' بانی مدرسہ دیوبند نے حضرت کو میلاد شریف صلاۃ و سلام کے ساتھ پڑھنے کی اجازت دیدی اور بہت اچھا عمل بتایا لیکن جب آپ کو حسام الحرمین شریف دکھایا تو حیران رہ گئے اور بیعت توڑ کر سیدنا اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے مرید ہو گئے اور فرمایا۔

پھرا ہوں میں اس گلی سے نزہت ہوں جس میں گمراہ شیخ و قاضی
رضائے احمد اسی میں سمجھوں گا مجھ سے احمد رضا ہوں راضی

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وصال کے بعد جب آپ کے مزار پاک پر حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمتہ حاضر ہوئے تو بہ چشم اشک بار فرماتے کہ حقیقت یہ ہے کہ دین ملا تو یہاں سے ان کو اعلیٰ حضرت کی تحقیقات پر اتنا اعتماد تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ میری نظر میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیقات علامہ شامی کی تحقیقات سے کئی درجہ بلند ہیں۔

حضرت صدر الشریعتہ علامہ حکیم مولانا محمد امجد علی صاحب قبلہ مصنف بہار شریعت علیہ الرحمتہ کی بلند پایہ جامع معقول و منقول شخصیت سے جب علماء و فضلا متاثر ہوتے اور داد و تحسین سے یاد کرتے تو حضرت فرمایا کرتے کہ یہ سب سرکار اعلیٰ حضرت کی نظر عنایت ہے۔

حضرت شیخ المحدثین مولانا سید محمد دیدار علی صاحب الوری علیہ الرحمہ

کے صدر الافاضل علیہ الرحمتہ سے دوستانہ تعلقات بہت وسیع تھے ایک دفعہ آپ مراد آباد جلوہ آرا ہوئے صدر الافاضل (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب (جو ایک بہت بڑے عالم با عمل ہیں) کی زیارت کے لئے چلئے حضرت نے فرمایا میں انھیں جانتا ہوں پٹھان خاندان سے ہیں طبیعت سخت اور غصہ زیادہ ہے الغرض مختصر یہ کہ حضرت صدر الافاضل اپنے دوستانہ زور کے تحت لے گئے جب مصافحہ ہوا تو حضرت شیخ المحدثین نے کہا حضور مزاج کیسے ہیں؟ تو سیدنا اعلیٰ حضرت نے فرمایا بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان خاندان سے ہوں طبیعت سخت اور غصہ زیادہ ہے حضرت شیخ المحدثین حیران تھے دست بوسی فرمائی سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔

شیخ وقت حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد میاں صاحب شرقپوری علیہ الرحمتہ کو خواب میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ا۰سمانی کی زیارت ہوئی میاں صاحب نے دریافت کیا حضور! اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے ارشاد فرمایا "بریلی میں احمد رضا" بیداری کے بعد حضرت قبلہ میاں صاحب جلوہ آرائے بریلی ہوئے اور حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے واپس آکر فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردہ سے پیچھے حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔

پلا دو مجھ کو بھی پیمانہ حب رسول اللہ ﷺ
کہ محبوب درخیر البشر احمد رضا تم ہو

نگارشات گرانمایہ

بارگاہ رضویت میں اہل سنت کے جلیل القدر علماء و مشائخ کا نذرانہ عقیدت

"مجدد اسلام" کی کتابت کے دوران ذی الحجہ سن ۸۶ھ اپریل سن ۶۷ کی ایک شب میں ماہنامہ "تجلیات" ناگپور کے خاص نمبر "مجدد اعظم" کی زیارت کا شرف حاصل ہوا یہ خاص نمبر دو تین ماہ قبل ہی سے میرے پاس تھا مگر میں اس کی افادیت سے قطعاً بے خبر رہا۔ اس میں علماء اہل سنت کے مستند و مشہور اکابر کے گرانقدر و بصیرت افروز مضامین نظم و نثر نگاہوں سے گذرے تو مجھے فوراً اشتیاق ہوا کہ یہ مضامین جو حضور سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ عنہ کی عظیم علمی شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالنے والے ہیں اگر "مجدد اسلام" میں شریک کرلئے جائیں تو آپ کی بارگاہ عالی سے وابستہ حضرات کے لئے نہایت معلوماتی اور بیحد مفید ثابت ہوں گے۔

دوسرے دن ڈاک سے محترمی محمد سعید صاحب انصاری مالک جیلانی کتبخانہ کانپور کو خط لکھا کہ "مجدد اسلام" کی کتابت رکوا دیں کچھ بہترین مضامین کتابت کے مناسب مقامات پر ضم کرنے ہیں یہ خط سپرد ڈاک کرنے کے بعد مجھے یک گونہ مسرت ہوئی اور میری عقیدت نے فیصلہ کیا کہ یہ گرانقدر مضامین کا اضافہ حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے روحانی تصرف کا نتیجہ و ثمرہ ہے حسب ذیل "نگارشات گرانمایہ" کو آپ بھی ملاحظہ فرمانے کے بعد یہی کہیں گے کہ کتاب میں ان کی شمولیت نے چار چاند لگا دیئے ہیں اور کتاب ں

وقعت و عظمت میں دلکشی و مقبولیت کے پہلو بہت ہی اجاگر کر دیئے ہیں حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کا مضمون "مجدد اعظم" سب سے زیادہ بسیط اور حضور اعلیٰ حضرت کی "شان تجدید" کا اظہار و بیان میں معرکتہ الارا مضمون ہے۔

حضرت مولانا الحاج مفتی علامہ شاہ محمد برہان الحق صاحب قادری رضوی جبل پوری مدظلہ العالی کے مضمون کا عنوان ہے "نیر جلال مجدد اعظم" جو مجدد اعظم بریلوی قدس سرہ کے علمی و تجدیدی کارناموں کی عالمانہ و محققانہ طرز پر وضاحت کر رہا ہے حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب قادری بریلوی مدظلہ العالی نے ایک تاریخی خط پیش کر کے وہابیت نواز اور دیوبندیت وندویت کے دم ساز افراد اشخاص کو قبولیت حق کی دعوت اور فکر و نظر کا پیغام دے رہے ہیں ساتھ ہی "مجدد اسلام" کی مجددانہ عظمت و رفعت کی ایمان افروز داستان بھی سنا رہے ہیں۔

خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی الہ آبادی نے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ" کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کا نذرانہ اس انداز سے پیش کیا ہے کہ ایمان و یقین کی بہاریں حیات افروز نغمے جھوم جھوم کر گانے لگتی ہیں اور دل سے وہ آواز ابھرنے لگتی ہے جو دل کی دنیا میں ایک خوشگوار روحانی و عرفانی انقلاب برپا کر دیتی ہے حضرت مولانا الحاج محمد رجب علی صاحب قادری رضوی مفتی اعظم ناپنارہ کی نظم "مجدد اعظم امام اہل سنن" ان کی دلی عقیدت و محبت کی پرسوز آواز اور پر خلوص جذبات کی عکس جمیل ہے۔

کہتے ہی کہتے عمر گزر جائے گی مری

مجدد اعظم قدس سرہ

از محدث اعظم ھند علیہ الرحمہ

خطبہ صدارت جو جشن یوم ولادت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے موقع پر ماہ شوال سن ۹۷ھ میں ناگپور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں خطیب مشرق حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(غلام محمد خاں ناظم جماعت اہلسنّت لکڑ گنج ناگپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد اللہ الاحد رضاء سیدنا احمد واصلی واسلم علی سیدنا احمد رضا اللہ الواحد الصمد وعلیٰ جمیع من رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ احمد الرضاء من الازل الی الابد امابعد پیارے سنی بھائیو! یہ شوال کا مہینہ ہے اور یہ اپنی ایک عظیم خصوصیت کی وجہ سے مستحق ہے کہ ہم اس ماہ کا نام اہل سنت و جماعت ہند کا مہینہ نام رکھیں کیونکہ اس مہینہ میں ہندوستان میں اس قدم کا ظہور ہوا جس کی بلندی کو نہ صرف ہند بلکہ عرب و عجم کے تمام دینی و روحانی اراکین دین متین واساطین حق مبین کے جھکے ہوئے سروں نے قبول کر لیا اور اس قدم کے نشان کو بھی معظم و مکرم رکھا۔

یادگار منانے پر عقلی و نقلی دلیل

ہمارا اور آپ کا روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ زندہ قومیں ان کی قومیت کی شیرازہ بندی جس کے ہاتھوں سے ہو چکی اس کی یادگار مناتی ہیں اور اس کو اپنی

زندگی کا بیمہ سمجھتی ہیں دنیا نے مان لیا ہے کہ جو قوم اپنے قومی محسنوں کو بھول گئی تو زندگی نے ساری قوم کو بھلا دیا اور موت کے منھ میں ڈال دیا یہ قومیت کا فطری جذبہ نہ کسی دلیل نقلی کا محتاج ہے نہ برہان عقلی کا اس کا تعلق صحیح انسانیت اور درستی ہوش و حواس سے ہے جو افراد محسنین قوم کی یادگار منانے سے چڑھنے لگتے ہیں تو ان کو دنیا نے نہ صرف یہ کہ قومیت سے خارج کر دیا بلکہ انھیں ایک خاص قسم کا پاگل سمجھ لیا گیا۔

یادگار منانا چونکہ فطری جذبہ ہے لہٰذا اسلام جس کا دوسرا نام ہی دین فطرت ہے اس میں اس جذبہ کو جاگر رکھنے کی تعلیم اپنے روحانی انداز میں بہت صاف و صریح ہے۔ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا کہ وذکرھم بایام اللّٰہ اللہ تعالیٰ کے دنوں کو یاد دلاتے رہو تو یوں تو سب دن اللہ کے ہیں مگر کچھ ایسے دن بھی تو ہیں جن دنوں کو خاصان حق و برگزیدان حق نے خصوصیات عطا فرمادیں اور جن کی یاد سے اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے جس کے اذن و عطا نے اس دن کو سنوار دیا۔ ایسے دن جس کی بدولت حاصل ہوں اس کا گو یوم ولادت سے وقت وفات تک کا ہر دن اور وفات سے لے کر حشر تک کا ہر دن ولاخرۃ خیر لک من الاولی والے آقا کی وسعت داماں میں پلتا ہی رہتا ہے اور بڑھتا ہی رہتا ہے مگر ان سارے دنوں میں انتخاب قدرت یوم پیدائش و یوم وصال و یوم حشر و نشر ہے۔

یادگار منانے پر اعتراض اور جواب

چونکہ بات ایسی آپڑی ہے جس کا زیادہ واضح کردینا ضروری ہو چکا ہے لہٰذا اس سلسلے میں چند منٹ میں آپ کے اور لوں گا واقعہ یہ ہے کہ پچھلے سالوں

میں شہر بہرائچ کے ایک فرقہ وارانہ اجتماع میں مدرسہ دیوبند کے مہتمم نے عید میلاد النبی منانے والوں پر جارحانہ حملہ کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ کسی شخصیت کی اہمیت کی تاریخ اس کی پیدائش کی تاریخ میں نہیں کیونکہ پیدائش تو اچھوں اور بروں کی ہوتی رہتی ہے اور تاریخ پیدائش پر کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا مستقبل کیا ہوگا اہمیت تو اس تاریخ کو حاصل ہے جس تاریخ پر شخصیت کو اہمیت حاصل ہوتی ہے یہ عید میلاد النبی ایک غیر عاقلانہ اور غیر شرعی چیز ہے اگر یادگار منانی ہے تو اس تاریخ کی یادگار منائی جائے جب نبی کریم (علیہ الصلوۃ والتسلیم) نے اظہار نبوت فرمایا اور کار نبوت شروع فرما دیا تھا بات ایسے انداز میں کہی گئی اور لہجہ ایسا بھولا تھا کہ سطحی طور پر بعض دماغ واقعی بھول میں پڑ گئے تھے لیکن ابھی ان کے پیغام کو ۲۴ گھنٹے کی زندگی نہ ملی تھی کہ میں شہر بہرائچ گیا اور تعلیم یافتہ و متدین صف اول کے لوگوں نے مجھ سے اس کا تذکرہ کرکے جواب کا مطالبہ کیا میں نے چند گھنٹے کے بعد وہاں ایک عظیم الشان اجتماع کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ عید میلاد النبی کو غیر عاقلانہ کہتے ہوئے اگر سب قوموں کی تاریخ دماغ سے نکل گئی تھی تو اس چشم دید چیز سے آنکھیں کیوں بند ہو گئی تھیں کہ آج جس بغل میں ان کے فرقے کی اکثریت پل رہی ہے اور جہاں جینتی اور مرتیو منانے میں عبادت گزارانہ اسپرٹ کے ساتھ شرکت کی جاتی ہے کیا اس نے عقل کو اتنی روشنی نہیں بخشی قوموں نے یوم میلاد و یوم ممات کے منانے ہی کو قومی حق مانا ہے۔

یادگار منانے پر قرآن حکیم سے دلیل

قرآن کریم نے اپنے معجزانہ انداز روحانی میں مسئلہ کی اہمیت کو اس طرح اجاگر فرمایا ہے کہ جو لوگ قرآن پاک کی تلاوت کا شرف اس لئے حاصل

کرتے ہیں کہ اس کو سمجھیں اور اس کو ہدایت کی روشنی جان کر اپنے کو سنواریں اگر ایسے لوگوں کا سایہ بھی راہ چلتے مہتمم مذکور پر پڑ گیا ہوتا تو یوم ولادت و یوم عرس منانے پر جو غیر اسلامی کہہ کر حملہ کر دیا ہے اس کی جرات نہ کر سکتے قرآن کریم میں مقبولان درگاہ برحق کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے ان کی پیدائش کے دن اور ان کے وصال کے دن اور جب وہ میدان حشر میں اٹھیں گے اور اسی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ایک مقبول بندے سیدنا عیسی علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کا واضح بیان مذکور رہے کہ "سلام" علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا مجھ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے میری پیدائش کے دن اور میرے وصال کے دن اور جب میں میدان حشر میں ہوں گا۔

کوئی بتائے کہ اگر کوئی عقل و دین کا بوکس ہی سہی قرآن کو بادل ناخواستہ اپنے دنیا ہی کے لئے سہی لیکن کلام الٰہی کہنے پر مجبور ہو اس کو کیا حق ہے کہ نص قطعی قرآنی کا رد صرف اپنے جذبہ عناد کی بنا پر کرے جو اللہ والوں سے اس میں وراثتہ چلی آرہی ہو بالکل ظاہر ہے کہ خاصان حق کی ہر گھڑی جب سے زمانہ کی تخلیق ہوئی اور جب تک سلسلہ زماں رہے گا ایسی ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے آیا درود شریف کا جملہ اسمیہ اس دوام و استمرار کو ظاہر فرما رہا ہے۔

ہمارے آقا رسول پاک کو مخاطب بنا کر صاف کہہ دیا گیا کہ وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ ہر پچھلی ساعت سے آپ کی بہتر ہے۔ بایں ہمہ اس دوامی واستمراری دور کے پورے عہد مبارک میں خود اللہ رب العزت جل و علا اور اس اولو العزم رسول نے تین دن کے انتخاب فرمایا یوم پیدائش یوم وصال

فرمایا و یوم حشر و نشر قرآن کریم میں ایسے ایام کو ایام اللہ بھی فرمایا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ وذکر ھم بایام اللّٰہ ایام کی یادگار مناؤ۔ یقیناً اللہ والوں کا دن اللہ ہی کا دن ہے غرض آیات قرآنیہ نے تعیین تاریخ کو معاذ اللہ بدعت ضالہ کہنے والوں پر جابجا طمانچے مارے ہیں اور دین فطرت نے ہماری فطرت سے ہم کو روکا نہیں بلکہ اس کو اہمیت عطا فرما کر یادگار منانے پر مامور فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہر اہمیت رکھنے والی شخصیت کی اہمیت دیکھ لینے کے بعد وہ دن یاد آجاتا ہے جبکہ اس نے سب سے پہلے زمین پر قدم رکھا پھر وہ دن اہمیت رکھتا ہے جب اس نے دوسرے عالم کا سفر کر دیا جس کو دیوبندی گروپ کے صف اول کے لوگ جنیتی اور مرتیو منانا کہتے ہیں اور مسلمان اس کو یوم میلاد و یوم عرس کہتے ہیں اور مناتے ہیں یہ خیال رہے کہ تعین و تخصیص ان اللہ والوں کے لئے جو علماء اعلام و اولیائے کرام ہیں اقتضاء النص ہے یعنی دونوں کے لئے قرآن کی نص قطعی منصوص ہے۔

بات میں بات نکلتی ہے یہاں جملہ معترضہ سن لیجئے کہ قرآن کریم میں خاصان خدا کے تین وقتوں کے لئے تعین فرمائی گئی ہے جو منائی جائے یوم میلاد جیسا کہ ہم مسلمان میلاد شریف کی محفل کرتے ہیں دوسرے یوم وصال جیسا کہ ہم مسلمان اعراس بزرگان دین کرتے ہیں۔ لیکن تیسرا دن یوم حشر ہے جبکہ مقبولان بارگاہ الٰہی کی شفاعت فرمانے کا دن ہو گا۔ اور اس کی یادگار منانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ وہ خود ہم پر کرم فرما کر منائیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ منائیں گے تو قرآنی تعبیر یہ ہوئی کہ مسلمانو! یہ تین دن ہیں ان میں پیدائش و وصال منانا تمہارا کام ہے اگر تم اس یادگار منانے کے عادی ہو جاؤ تو تیسرا دن محبوبان خدا کی

شفاعت کا دن ہے اس کے مستحق ہو جاؤ گے اور جو تمہیں کرتا ہے اگر نہ کیا تو شفاعت سے محروم ہو گے یہی دیکھنے میں بھی آیا ہے جو ان دو دن کی یادگاروں کے منانے پر غم و غصہ سے بھر جاتے ہیں وہ آج کھلم کھلا مسئلہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔ یا اقرار ایسا کرتے ہیں جو انکار سے بھی بدتر ہے وہ انبیاء و اولیاء سے اس طرح مایوس ہو چکے ہیں کہ قرآن میں جس کو کمائیس الکفار من اصحاب القبور فرمایا گیا ہے۔

امام بریلوی قدس سرہ کی یادگار

بہرحال ہم اور آپ قرآن کریم کا سہارا لے کر اس مہینہ کی یادگار منانے کے لئے یکجا ہوئے ہیں جس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک مقبول بندہ اور رسول پاک کا سچا نائب علم کا جبل شائخ اور عمل صلح کا اسوہ حسنہ معقولات میں بحر زخار منقولات میں دریائے ناپیدا کنار، اہلسنّت کا امام واجب الاحترام اور اس صدی کا باجماع عرب و عجم مجدد تصدیق حق میں صدیق اکبر کا پر تو باطل کو چھانٹنے میں فاروق اعظم کا مظہر، رحم و کرم میں ذوالنورین کی تصویر باطل شکنی میں حیدری شمشیر دولت فقہ و روایت میں امیرالمومنین اور سلطنت قرآن و حدیث کا مسلم الثبوت وزیر المجتہدین اعلیٰ حضرت علی الاطلاق امام اہلسنّت فی الافاق مجدد ماتہ حاضرہ موید مات۔ ظاہرہ اعلم العلماء عند العلماء و قطب الارشاد علی لسان الاولیاء مولانا و فی جمیع الکمالات اولانا فانی فی اللہ والباقی باللہ عاشق کامل رسول اللہ مولانا شاہ احمد رضا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ کے قدم اول اول اس خاکدان دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔

امام بریلوی کا مقام

تیرھویں صدی کی یہ واحد شخصیت تھی جو ختم صدی سے پہلے علم و فضل کا آفتاب فضل و کمال ہو کر اسلامیات کی تبلیغ میں عرب و عجم پر چھا گئی اور چودھویں صدی کے شروع ہی میں پورے عالم اسلامی میں اس کو حق و صداقت کا منارہ نور سمجھا جانے لگا میری طرح سے سارے حل و حرم کو اس کا اعتراف ہے کہ اس فضل و کمال کی گہرائی اور اس علم راسخ کے کوہ بلند کو آج تک کوئی نہ پا سکا۔

وائس چانسلر علی گڑھ امام بریلوی کی خدمت میں

مولانا سید سلیمان اشرف صاحب بہاری مرحوم مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کو لے کر جب اس لئے حاضر خدمت ہوئے کہ ایشیا بھر میں ڈاکٹر صاحب ریاضی و فلسفہ میں فرسٹ کلاس کی ڈگری رکھتے ہوئے ایک مسئلہ کو حل کرنے میں زندگی کے قیمتی سال لگا کر بھی حل نہ کر پائے تھے اور فیثا غوثی فلسفہ کشش ان پر چھایا ہوا تھا تو اعلیٰ حضرت نے عصر و مغرب کی درمیانی مدت مختصر میں مسئلہ کا حل بھی قلمند کرا دیا اور فلسفہ کشش کی کھینچ تان کو بھی ختم فرما دیا جو رسالہ کی شکل میں چھپ چکا ہے اس وقت ڈاکٹر صاحب حیران تھے کہ ان کو یورپ کا کوئی تھیوریوں والا درس دے رہا ہے یا اسی ملک کا کوئی حقیقت آشنا ان کو سبق پڑھا رہا ہے انھوں نے اس صحبت کے تاثرات کو اجمالا یہ کہا تھا کہ اپنے ملک میں جب معقولات کا ایک ایکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جا کر جو کچھ سیکھا۔ اپنا وقت ضائع کیا۔

معقولات میں امام بریلوی کا مقام

یہ روز کا معمول تھا کہ فلکیات وارضیات کے ماہرین اپنے علمی مشکلات کو لے کر آتے اور دم بھر میں حل فرما کر ان کو شاد شاد رخصت فرما دیتے میں نے تو یہ بھی دیکھا کہ ماہرین نجوم فن آئے اور فنی و شواریوں کو پیش کیا تو اعلیٰ حضرت نے ہنستے ہوئے اس طرح جواب دے کر خوش کر دیا کہ گویا یہ دشواری اور اس کا حل پہلے سے فرمائے ہوئے تھے ایک بار "صدرا کے مایہ ناز حماری اور اس کا حل عروسی کے بارے میں مجھ سے سوال فرما کر جب کتابی جواب کی دیکھی تو اپنی تحقیق بیان فرمائی تو میں نے محسوس کیا کہ حماری کی حمایت بے پردہ ہو گئی اور عروسی کا عروس ختم ہو گیا مسئلہ بخت و اتفاق "شمس بازغہ" کا سرمایہ تفسلف ہے مگر اس بارے میں اعلیٰ حضرت کے ارشادات جب مجھ کو ملے تو اقرار کرنا پڑا کہ ملا محمود آج ہوتے تو اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع کرنے کی حاجت محسوس کرتے اعلیٰ حضرت نے کسی ایسے نظریے کو کبھی صحیح و سلامت نہ رہنے دیا جو اسلامی تعلیمات سے متصادم رہ سکے اگر آپ وجود فلک کو جاننا چاہتے ہوں اور زمین و آسمان دونوں کا سکون سمجھنا چاہتے ہوں تو ان رسائل کا مطالعہ کریں جو اعلیٰ حضرت کے رشحات قلم ہیں اور یہ راز آپ پر ہر جگہ کھلتا جائے گا کہ منطق و فلسفہ وریاضی والے اپنی راہ کے کس موڑ پر کج رفتار ہو جاتے ہیں۔

امام کے علوم وفنون سے میری حیرانی

علوم و فنون کا کیا حال تھا اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ آج کی علمی دنیا پچاس علوم و فنون کے نام سے بے خبر ہے اور اعلیٰ حضرت کے قلم مبارک سے پچاس علوم و فنون کے مبوط رسائل تیار ہیں ایک دن ایسا ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے

نماز عصر کے لئے وضو فرماتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سہج عرض شجرہ کا حساب یونانیوں نے جس وتد سے کیا تھا اب دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ یونان بلکہ دنیا کے ہر پہاڑ سے بلند کوہ ہمالیہ کی ایورسٹ چوٹی ہے کیا اس سے حساب لگا دو گے میں نے دو دن کی مہلت مانگی اور رات دن صفحات کو سیاہ کرتا ہوا جب صحیح حساب تیار کر کے حاضر ہوا تو فرمایا تو کیا آپ کا جواب یہ ہے؟ میں نے ہاں تو عرض کر دیا مگر حیران تھا کہ جس حساب میں میرا مغز سر سوکھ گیا وہ برجستہ ارشاد فرمانے والا صرف ایک عالم ہے یا وہ ایسا ہے کہ نعت میں اس کے لئے کوئی لفظ ہی نہیں میرے صحیح جواب پر جو دعائیں فرمائیں آج وہ ہی میرے لئے سب کچھ ہیں۔

امام بریلوی کے مسلم کمالات میرے مشاہدہ میں

آج میں آپ کو جگ بیتی بلکہ آپ بیتی سنا رہا ہوں کہ جب تکمیل درس نظامی و تکمیل درس حدیث کے بعد میرے مربیوں نے کار انتہا کے لئے اعلیٰ حضرت کے حوالہ کیا زندگی کی یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایہ حیات ہو گئیں اور میں محسوس کرنے لگا کہ آج تک جو کچھ پڑھا تھا وہ کچھ نہ تھا اور اب ایک دریائے علم کے ساحل کو پالیا ہے علم کو راسخ فرمانا اور ایمان کو رگ و پے میں اتار دینا اور صحیح علم دے کر نفس کا تزکیہ فرما دینا یہ وہ کرامت تھی جو ہر ہر منٹ پر صادر ہوتی رہتی تھی۔

افتاء کی خداداد عظیم صلاحیت

عادت کریمہ تھی کہ استفسار ایک ایک مفتی کو تقسیم فرما دیتے اور پھر ہم لوگ دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے پھر عصر و مغرب کے درمیانی مختصر

ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتا پھر فتوے سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے اسی وقت مصنفین اپنی تصنیف دکھاتے' زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا ہو کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں اتنی آواز میں اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا جوابات کی تصحیح و تصدیق و اصلاح مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط زبانی سوالات کا تشفی بخش جواب عطا ہو رہا ہے اور فلسفیوں کے اس خبط کی کہ لا یصدر عن الواحد الا الواحد کی دھجیاں اڑ رہی ہیں جس ہنگامہ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کی سنیں اور کس کی نہ سنیں وہاں سب کی شنوائی ہوئی تھی اور سب کی اصلاح فرمادی جاتی تھی یہاں تک کہ ادبی خطا بھی نظر پڑ جاتی تھی اور اس کی درست فرمادیا کرتے تھے۔

حیرت انگیز قوت حافظہ

یہ چیز روز پیش آتی تھی کہ تکمیل جواب کے لیے جزئیات فقہ کی تلاش میں جو لوگ تھک جاتے تو عرض کرتے' اسی وقت فرمادیتے کہ رد المحتار جلد فلاں کے صفحہ فلاں کی سطر فلاں میں ان لفظوں کے ساتھ جزئیہ موجود ہے در مختار کے فلاں صفحہ سطر میں یہ عبارت ہے عالمگیری میں بقید جلد دو صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں ہندیہ میں یہ خیر میں بسوط ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت بقید صفحہ و سطر یہ الفاظ موجود ہیں۔

ارشاد فرمادیتے اب جو کتابوں میں جا کر دیکھتے تو صفحہ و سطر عبارت ہی پاتے جو زبانی اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا اس کو آپ زیادہ سی زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ خداداد قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتابیں حفظ تھیں یہ چیز بھی

اپنی جگہ پر حیرت ناک ہے مگر میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ حافظ قرآن کریم نے سالہا سال قرآن عظیم کو پڑھ کر حفظ کیا روزانہ دہرایا ایک ایک دن میں سو سو بار دیکھا حافظ ہوا محراب سنانے کی تیاری میں سارا دن کاٹ دیا اور صرف ایک کتاب سے واسطہ رکھا حفظ کے بعد سالہا سال مشغلہ رہا ہو سکتا ہے کہ کسی حافظ کو تراویح میں لقمے کی حاجت نہ پڑی ہو گو ایسا دیکھا نہیں گیا اور ہو سکتا ہے کہ حافظ صاحب کسی آیتہ کریمہ کو سن کر اتنا یاد رکھیں کہ ان کے پاس جو قرآن کریم ہے اس میں یہ آیتہ کریمہ داہنی جانب ہے یا بائیں جانب ہے گو یہ بھی بہت نادر چیز ہے مگر یہ تو عادتاً محال اور بالکل محال ہے کہ آیت قرآنیہ کے صفحہ و سطر کو بتایا جاسکے تو کوئی بتائے کہ تمام کتب متداولہ غیر متداولہ کے ہر جملہ کو بقید صفحہ و سطر بتانے والا اور پورے اسلامی کتب خانے کا صرف حافظ ہی ہے یا وہ اعلیٰ کرامت کا نمونہ ربانیہ ہے جس کے بلند مقام بیان کرنے کے لئے اب تک ارباب لغت و اصطلاح لفظ پانے سے عاجز رہے ہیں۔

میری شرارت

مجھے اپنی یہ شرارت یاد ہے کہ جان بوجھ کر اپنے جانے بوجھے جزئیات فقہ کو دریافت کرتا تو اعلیٰ حضرت مسکرا کر بتا دیتے اور مزید حوالے عطا فرماتے مع صفحہ و سطر و عبارت نوٹ کر لیتا کہ شائد کبھی صفحہ یا سطر یا عبارت میں کسی لفظ و نقطہ کی بھول ہو جائے مگر آج میں بڑی مسرت کے ساتھ باقرار صح اپنا بیان دیتا ہوں کہ میری شریرانہ خواہش ہمیشہ ناکام رہی۔

حیرت انگیز علم حساب

چونکہ میں نے حساب کی تعلیم سکولی طور پر پائی تھی لہٰذا فرائض کے حساب کی مشق بڑھی ہوئی تھی اور ایسے استفتے میرے سپرد فرماتے تھے ایک مرتبہ پندرہ بطن کا مناسخہ آیا ظاہر ہے کہ مورث اعلیٰ کی پندرھویں پشت میں درجنوں ورثہ ہوں گے مجھ کو اس کے جواب میں دو رات اور ایک دن مسلسل سخت محنت کرنی پڑی اور آنہ پائی سے درجنوں ورثا کے حق کو قلمبند کر لیا نماز عصر کے بعد بیٹھا کہ استفتاء سناؤں وہ بہت طویل تھا فلاں مرا، اور فلاں کو وارث چھوڑا پھر فلاں مرا اور اس نے اتنے وارث چھوڑے اس میں صرف ناموں کی تعداد اتنی بڑی تھی کہ فلس کیپ سائز کے دو صفحے بھرے ہوئے تھے ادھر استفسار ختم ہوا ادھر بلا کسی تاخیر کے ارشاد فرمایا کہ آپ نے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا درجنوں نام بنام لوگوں کا حصہ بتا دیا۔ اب میں حیران و ششدر کہ استفتا کو بیس مرتبہ تو میں نے پڑھا ہر ایک نام کو بار بار پڑھ کر ان کا حصہ قلمبند کیا لیکن مجھ سے صرف سب الاحیا کا نام کوئی پوچھے تو بغیر استفتا اور جواب کو دیکھے نہیں بتا سکتا یہ کیا تبحر کیا وسعت مدارک توبہ توبہ یہ کتنی شاندار کرامت ہے کہ ایک بار استفتا سنا تو درجنوں ورثا کا ایک نام یاد رہا اور ہر ایک کا صحیح حصہ اس طرح بتا دیا کہ جیسے کئی مہینے تک کوشش کر کے حصہ و نام کو رٹ لیا گیا ہو۔

میری عرض و تمنا

میں اس سرکار میں کس قدر شوخ تھا یا شوخ بنا دیا گیا تھا اپنا جواب اعلیٰ حضرت کی نشست کی چارپائی پر رکھ کر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا نہ ہو گا جس کا علمائے کرام میں نشان بھی نہیں ملتا۔ مسکرا کر فرمایا کہ

میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں یہ تو آپ کے جد امجد سرکار غوثیت کا فضل و کرم ہے اور کچھ نہیں۔ یہ جواب مجھ ننگ خاندان کے لئے تازیانہ عبرت بھی تھا کہ لوٹنے والے لوٹ کر خزانہ والے ہوگئے اور میں پدرم سلطان بود کے نشہ میں پڑا رہا اور یہ جواب اس کا بھی نشان دیتا تھا کہ علم راسخ والے مقام تواضع میں کیا ہو کر اپنے کو کیا کہتے ہیں یہ شوخی میں نے بار بار کی اور یہی جواب عطا ہوتا رہا اور ہر مرتبہ میں ایسا ہو گیا کہ میرے وجود کے سارے کل پرزے معطل ہو گئے ہیں۔

علم قرآن

علم قرآن کا اندازہ اگر صرف اعلیٰ حضرت کے اس اردو ترجمے سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا جو بظاہر محض ترجمہ ہے۔ مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں قرآن ہے اس ترجمہ کی شرح حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا شاہ نعیم الدین علیہ الرحمتہ نے حاشیہ پر لکھی ہے وہ فرماتے تھے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا اعلیٰ حضرت خود شیخ سعدی کے فارسی ترجمے کو سراہا کرتے تھے لیکن اگر حضرت سعدی اردو زبان کے اس ترجمہ کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ ترجمہ قرآن شے دیگر است و علم القرآن شے دیگر

علم الحدیث و علم الرجال

علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں۔ ہر وقت پیش نظر اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے اس کی روایت و روایت کی خامیاں ہر وقت ازبر۔ علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے تھے اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب و تذہیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا۔ یحیی نام کے سیکڑوں راویان حدیث ہیں۔ لیکن جس یحیی کے طبقہ اور استاد و شاگرد کا نام بتا دیا تو اس فن کے اعلیٰ حضرت خود موجد تھے کہ طبقہ و اسماء سے بتا دیتے کہ راوی ثقہ ہے یا مجروح اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت اور خداداد علمی کرامت فسبحان الذی فضل عبدہ علی جمع اھل زمانہ وله الحمد احمد رضانه

امام بریلوی قدس سرہ' کے شاہکار

اب ذرا اعلیٰ حضرت کے چند شاہکار ملاحظہ ہوں۔ یہی زمانہ تھا جبکہ وہابیت جنم لے رہی تھی اور جیسا کہ دستور ہے کہ تحریک باطل اپنے ابتدائی دور میں تہافت و تحائف میں مبتلا رہتی ہے ابھی کچھ کہا پھر اس سے ٹکرا کر اس کے خلاف کچھ کہا صراط مستقیم میں کسی چیز کو بزرگوں کا ارشاد بتایا۔ تقویۃ الایمان میں اسی کو بدعت و ضلالت لکھ مارا ایک نے کچھ کہا دوسرے نے کچھ کہا۔ مولوی رشید گنگوہی نے اپنے کو آغا تقی سمجھ کر فتوائے دیدیا کہ آغا تقی کے باغ میں کو احلال ہے کوا کھانے کو کار ثواب قرار دیا بکرے کے کپورے بھی ہضم کرنے لگے

ہولی دیوالی میں بتوں کے چڑھاوے کے تحفے قبول کرنے لگے اور اس طرح تحلیل حرم اللہ کا سلسلہ چل پڑا۔ تو دوسرے طرف سارے ایمان فرقہ نے میلاد شریف کی شیرینی اور آستانجات اولیاء کے چڑھاوے' محرم کی سبیل بارھویں شریف اور گیارھویں شریف کے تبرکات کے لئے نجس حرام اور کفری پلاؤ کی بکواس شروع کردی یعنی تحریم مااحل اللّٰہ کا سلسلہ بھی قائم ہو گیا مسئلہ توحید کی آڑے کر یہ اسپرٹ پیدا کی گئی کہ انبیاء اور اولیاء کو عام بشریت سے بالاتر جاننا ہی شرک ہے اگر موحد ہو تو انبیاء اور اولیاء سے الگ ہو جاؤ ان کا تذکرہ بھی نہ کرو اور اگر تھانوی جی کی بولی میں پھنس جاؤ تو لحاظ رہے کہ تعریف ایسی کرو جو بشریت عامہ سے بلند نہ ہو بلکہ جہاں تک ہو سکے ایسی بولی بولو جس سے لوگ سمجھیں کہ بشریت بھی بڑی چیز ہے انبیاء اور اولیاء کو بشریت سے کم باور کراؤ اس کے بعد قدرتی طور پر جب اعمال متعلقات عقائد کو برا بھلا کہہ چکے تو عقائد پر براہ راست جملہ جارحانہ شروع کردیا اعلان کیا گیا کہ کلام الٰہی میں بھی جھوٹ کا دخل ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کو سچا نہ سمجھ کر نہ کہو کہ وہ ہر عیب سے وجو ناپاک ہے اور جھوٹ اس کلام میں محال ہے بلکہ اگر اللہ تعالیٰ کو پاک و بے عیب کی مجبوری آپڑے تو سمجھ کر کہو کہ عادتاً اگر جھوٹ نہیں بولتا لیکن اگر بول دے بلکہ اپنے کو سارے عیوب میں ملوث کردے تو وہ قادر و مختار ہے نہ یہ عقلاً" باطل ہے نہ شرعاً" رسول پاک کے بارے میں لکھا گیا کہ وہ تو مرکر مٹی میں مل گئے ان کا مرتبہ عنداللہ چوہڑے چمار یا زیادہ سے زیادہ گاؤں کے چودھری ایسا تھا ایک بولا کہ علم میں رسول پاک کے اندر کوئی شان تخصیص نہ تھی ان کو اگر غیب کا علم تھا تو کوئی بات نہ تھی ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و

بہائم کو حاصل ہے وہ ایک بولے کہ علم کی وسعت دیکھنی ہے تو ہمارے فرقہ کے عالم عزازیل کے علم کو دیکھو کہ رسول کے علم سے کتنا بڑھا ہوا ہے اگر رسول کے لئے وفور علم کو مانو گے تو مشرک ہو جاؤ گے ایک ان کے اراوے کے بانی نے عمل کی پیائش کی تو امتی کو نبی سے بڑھا دیا غرض رسول پاک کے علم کو بھی گھٹا دیا اور عمل کو بھی گھٹایا ذرا اس جرات کا فرانہ کو تو دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک کو صاف صاف خاتم النبیین فرمایا تو فرقہ کے ایک ذمہ دار نے قرآن میں توڑ مروڑ شروع کردی کہ پچھلے نبی ہونے میں کیا رکھا ہے ایسا سمجھنا عوام کا طریقہ ہے لفظ خاتم النبیین کی دلالت مطابقی صرف ختم ذاتی پر ہے ختم زمانی پر اگر دلالت ہے تو ضمنی ہے وہ عبارۃ النص نہیں ہے وہ عقائد ضروریہ نہیں ہے ضروری عقیدہ ختم ذاتی کا ہے اس بولنے والے نے بہت زور باندھا کہ مسئلہ کی تبلیغ کے بعد ان کے امام کا خواب تعبیر پائے مگر قرآن کو توڑ مروڑ کرنے والے اور عقیدہ ضروریہ سے منہ موڑنے والے یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ غلام احمد قادیانی نے اعلان کردیا کہ اگر اب بھی نبی ہو سکتا ہے تو چیز ہو سکتی ہے اس کے ہو جانے میں کون سی قباحت ہے نبی ہو سکنے کے ذمہ دار دیوبند پارٹی ہے اگر وہ اپنے دعوے کو نباہ سکے تو ہم اپنے نبی ہو جانے کو بناہ لیں گے اب آپ بتائیے کہ دین پاک کے ساتھ یہ استہزاء کیا جائے یہ کافرانہ عذاریاں کی جائیں تو کوئی اللہ و رسول کی شان میں گستاخیاں بد زبانیاں کی جائیں تو کوئی اگر فنافی الدنیا ہو کر غور ہی نہ کرے کوئی عاقبت کے خیال سے آزاد اس پر دھیان ہی نہ دے کوئی دین و دینداری سے غافل محض مولویوں کی مولویت قرار دے کر الگ ہو جائے غرض جس نے دین سے کوئی مضبوط رشتہ نہ رکھا وہ چپ رہے تو چپ رہے مگر وہ کیسے خاموش رہے

جس کو پوری صدی کے دین پاک کا ذمہ دار ہونا ہے وہ اللہ کا فانی فی اللہ اور باقی باللہ بندہ جو عیب تو عیب ہے کسی ہنر و کمال میں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ امکان کا استعمال اس ذات قدیم کے صفات قدیم کے لیے جائز نہ قرار دے وہ عیب کے امکان کو کیسے برداشت کرے جو رسول پاک کا عاشق صادق ہو وہ رسول پاک شان میں بدلگامیوں کو کیسے سنتا رہے۔ چنانچہ یہ ہی ہوا بکمال احتیاط بکواس والوں کو خط لکھا کہ کیا یہ تمھاری ہے کیا م اس بکواس سے راضی ہو کیا اس بکواس کی اشاعت تمھاری اجازت سے ہے۔ گویا اس محتاط اعظم نے سمجھا دیا کہ کسی بہانے یا جھوٹ سے اپنی ذمہ داری چھوڑ دے مگر رجسٹریوں پر رجسٹریاں کی گئیں اور اہل باطل کی آنکھوں پر ایسی عنادی پٹی بندھی رہ گئی کہ رعایت سے فائدہ نہ کیا اور سخن سازی اور رکیک سے رکیک تاویل غیر ناشی عن الدلیل کی بدولت جس جہنم میں کفر نے قدم رکھا تھا اس میں دھنستے چلے گئے اس وقت فاروقی زرہ اور حیدری ذوالفقار کا بے نیام ہونا واجب ہو گیا تھا چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ جرائم پیشہ مجرموں کے ایک ایک جرم کو آشکارا اس طرح کر دیا کہ کفر و ارتداد کے ملزموں کو عرب و عجم کے علماو مشائخ کے سامنے ننگا کر کے کھڑا کر دیا اور ان عادی کو حل و حرم میں اتنے اکابر مشائخ و علما نے مجرم کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقے کے کسی مجرم فرد پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں یہ تھا وہ واقعہ جس کا مقابلہ اس لمعون پروپگنڈے سے کیا جانے لگا کہ آستانہ رضویہ بریلی میں کفر کی مشین ہے وہاں مسلمانوں کو کافر بنایا جاتا ہے۔ ان عقل کے دشمنوں کو یہ نہ سوجھی کہ کوئی بھی کسی دوسرے کو کافر بنانے کی سکت ہی نہیں رکھتا کفر بکنے والا خود اپنے کو کافر بناتا ہے البتہ اس کے کفر بکنے اور کافر بننے سے امت اسلامیہ

کو باخبر کر دیا جاتا ہے تاکہ ان سے بچیں اور کفریات سے اپنے کو محفوظ رکھیں۔ دنیا جانتی ہے کہ مجرموں کو سزا اس لئے دی جاتی ہے کہ جرم کا انسداد ہو۔ چور کو چور مجسٹریٹ نہیں بناتا بلکہ اس کے چوری کے جرم نے اس کو چور بنایا مجسٹریٹ نے تو چور کو اس لئے سزا دی کہ دوسرا اس جرم کا ارتکاب نہ کرے یہ تھی خالص دینی و اسلامی سیاست کہ بے جھجک اور بے رعایت نہ کسی کی مولویت دیکھی جائے نہ کسی کے مسجدوں کی پرواہ کی جائے اور بے رعایت نہ کسی کی کر چکا ہے تو مجرم ہے اس کو فوراً سخت سے سخت سزا دی جائے سعدی علیہ الرحمہ نے ملک بے سیاست کو زندہ رہنے کا حق نہ دیا۔ وہ بھی سیاست ہے جس میں جرم کی تعذیر فوراً کی جائے اور ارتکاب جرم کے حوصلے کو دبا کر رکھ دیا جائے اگر کاش ہمارے ملک کے ہمارے کلمہ گو اس سیاست کو جان لیتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے تو بھارت سے لے کر امریکہ تک وہ بکواس نہ ہو سکتی جس کی بدولت ناموس رسول کے نام پر جیل جانے کی نوبت آتی رسول پاک کے بارے میں اس زمانے کا گندہ لٹریچر ایک لازمی نتیجہ ہے اس ناپاک ہمدردی کا جو مجرموں کے ساتھ برتی گئی۔ اور دیکھیئے کہ اس غلط کاری کی بدولت آئندہ امت اسلامیہ کو کیا کیا بھگتنا ہے وہ تو کہیئے کہ اعلیٰ حضرت نے ماضی و حال کے ساتھ مستقبل کو ایسا بھانپ لیا تھا اور مجرموں کا ایسا تعاقب فرمایا تھا کہ ان کو چلنے کی راہ نہیں ملتی تھی اور روزانہ کی کفری بکواس کا سلسلہ توڑ دیا گیا تھا ورنہ اگر خفیف الاکلامی اور شوخ بیانی کا سلسلہ جاری رہتا تو آج معاذ اللہ اسلام کے نام پر کفر نوازی بے پناہ ہو چکی ہوتی۔

امام بریلوی کا دنیائے اسلام پر احسان

یوں تو اعلیٰ حضرت کا دنیائے اسلام پر بہت بڑا احسان عظیم ہے کہ بکواس

والوں کی لمبی لمبی زبانوں کو کاٹ کر رکھ دیا اور کفر بکتے رہنے کی جرات کو کمزور کر دیا اور اس طرح مجرموں کو برہنہ کر کے مسلمانوں کو ان کے کفری انداز کے شکار ہونے سے بچا لیا۔ یعنی اعلیٰ حضرت نے کسی کو کافر نہیں بنایا بلکہ کافر بننے والوں کے جرائم کفریہ کو واضح فرما کر مسلمانوں کو کافر بننے سے بچالیا اعلیٰ حضرت کی شان احتیاط کو دیکھیے کوئی ممکن رعایت ایسی نہ تھی جو مجرم کو عطا نہ فرمائی گئی ہو اگر کسی کی توبہ مشہور ہو گئی تو اس کے کفریات گنا کر حکم لگاتے وقت ایسی رعایت برتی کہ کچھ لوگ اس رعایت ہی کو برداشت نہ کر سکے حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے جس مجرم کے قول کو قال المرید المرتد کہہ کر نقل فرمایا وہ صرف اعلیٰ حضرت کا محتاط قلم ہے جس نے منصب قضاء کی ذمہ داریوں کو نہ چھوڑا اور غم سہا دکھ اٹھایا مگر قانون کی ہر رعایت کو فطری غیظ پر غالب رکھا یہ تو جب غلام احمد رضا قادیانی نے اپنے کفری دعوے نبوت کو کسی طرح نہیں چھوڑا نانوتوی نے ختم زمانہ کے عقیدہ حقہ کی ضرورت سے انکار کر دیا اور اسی پر جما رہا گنگوہی اور انبیٹھوی نے رسول پاک کے علم کے بارے میں حضور کے مقابلے پر شیطان کے علم کو بڑھایا اور باز نہ آئے تھانوی علم رسول کی سطح کو ہر زید و عمرو صبی و مجنون و بہائم حیوانات کی سطح پر لایا اور ضد کو نہ چھوڑا تو گنتی کے انھیں جیسے چند مجرموں کی توبہ سے مایوس ہو کر اس فرض شرعی کو ادا فرمایا کہ امت اسلامیہ کو ہوش ہو اور وہ جس کش مکش میں پڑ گئے ہیں کہ مجرموں کا ساتھ دیں تو دامن رسول ہاتھوں سے نکل جاتا ہے اور رسول پاک کے دامن کو تھامے رہیں تو مولوی نما نمازیوں سے بے تعلق ہونا پڑتا ہے اعلیٰ حضرت نے اس کش مکش کا یہ علاج بتایا کہ دامن رسول ہی مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے اور اس کے لئے کسی مولوی

ملا کی پرواہ نہ کی جائے رسول پاک کا دامن دین و ایمان ہے اس کو چھوڑ کر خواہ کچھ ہو جائے مگر مسلمان نہیں رہ سکتا اس صاف اور سادہ اور ناقابل انکار بلکہ روشن پیغام کو کفری مشین کہہ کر پروپیگنڈا کرنا حقیقتاً" اس حقیقت کو مان لینا ہے کہ مجرموں اور ان کے ساتھیوں کے پاس جرم سے بریت کا کوئی سامان ہی نہیں ہے ان کا دل اس کی شکایت نہیں کر سکتا کہ وہ بے گناہ ہیں۔ البتہ ان کو غم اس کا ہے کہ ہمارے جرائم کو عالم آشکارا کیوں کیا گیا جس کا جواب خود ان کے علم میں بھی ہے کہ جب توبہ و انابۃ الی اللہ سے مجرموں کو محروم پایا تو وہ مواخذہ فرمایا کہ جو شرع مطہر سے فرض عین ہو گیا تھا چنانچہ دیوبندیت کے نقیب و رئیس المناظرین حسن چاند پوری نے چھاپ کر اعلان کر دیا کہ ہمارے بڑوں کے کلمات کے ظاہر معنی جو اعلیٰ حضرت نے پائے تو ہمارے کفر کے بکنے کو ظاہر نہ کرتے خود کافر ہو جاتے۔

اعلیٰ حضرت نے اس حقیقت کو واضح فرما دیا کہ دیوبندی کی توحید بتوں اور اصنام کے خلاف نہیں ہے بلکہ وہ صرف اینٹی انبیاء و اولیاء ہے توحید ان کی بوتل کا صرف فریب کاری کا لیبل ہے جس بوتل میں شرک و کفر و بدعت ہی بھرا ہوا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس کو فرمایا کہ دیوبندوں کا ایمان بالرسول باین معنی نہیں ہے کہ رسول پاک سید المرسلین ہیں خاتم النبین ہیں، شفیع المذنبین ہیں۔ اکرم الاولین و الاخرین ہیں اعلم الخلق اجمعین ہیں۔ محبوب رب العالمین ہیں بلکہ صرف بایں معنے ہے کہ زیادہ سے زیادہ بڑے بھائی ہیں جو مر کر مٹی میں مل چکے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے بے اختیار اور عند اللہ تعالیٰ بے وجاہت رہے اگر ان کو بشر سے

کم قرار دو تو تمہاری توحید زیادہ چمکدار ہو جائے گی۔ ان حقائق کے واضح کر دینے کا یہ مقدس نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کی جمہوریت اسلامیہ بڑی اکثریت کے ساتھ دامن رسول سے لپٹی ہوئی ہے اور دشمنان اسلام کے فریب سے بچ کر مجرموں کے منہ پر تھوک رہی ہے۔

فجزاہ اللہ تعالٰی عنا و عن سائر اھل السنۃ والجماعۃ خیر الجزاء

دنیا کو اس حقیقت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اعلیٰ حضرت جن کے قلم کی نیزے کی مارنے کسی کی آنکھیں پھوڑ دیں کسی کو نمرود والی سزادی کسی کو مبہوت کر کے رکھ دیا یہاں تک کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے یہاں بھی کراہتے رہے اور وہاں بھی چیختے ہیں مگر اتنی جرات آج تک کوئی نہ کر سکا کہ اعلیٰ حضرت کی کسی تصنیف کا برائے نام ہی سہی، رد لکھ کر چھاپ دے۔ میدان رزم اس مرد میدان کی خداداد ہیبت و جلالت کا یہ عالم ظاہر کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد ایک طرح سے اظہار حقیقت ہے وہ رضا کے نیزے کی مار ہے۔

امام بریلوی قدس سرہ کاملین کی نگاہ میں

میرے استاد فن حدیث کے امام کو بیعت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی سے تھی مگر حضرت کی زبان پر پیرو مرشد کا ذکر میرے سامنے کبھی نہ آیا اور اعلیٰ حضرت کے بکثرت تذکرے محویت کے ساتھ فرماتے رہتے ہیں اس وقت تک بریلی حاضر نہ ہوا تھا اس انداز کو دیکھ کر میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ سے آپ کے پیرو مرشد کا تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت کا آپ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں فرمایا کہ جب میں نے پیرو مرشد سے بیعت کی تھی

حضرت سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مل گئی اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ تعالی حقیقی ہے جس نے حقیقی ایمان بخشا اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں حضرت کا انداز بیان اور اس وقت چشم پر نم مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ واقعی ولی راولی صی شناسد اور عالم را عالم می داند میں نے عرض کیا کہ علم الحدیث میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں فرمایا کہ ہرگز نہیں پھر فرمایا کہ شہزادہ صاحب آپ کچھ سمجھے کہ ہرگز نہیں کا کیا مطلب ہے سنئے کہ اعلیٰ حضرت اس فن میں امیرالمومنین فی الحدیث ہیں کہ میں سالہا سال صرف اس فن میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔

بریلی کی طرف میری کشش

حضرت محدث صاحب قبلہ کی اسی قسم کے ارشادات نے میرے دل کو بریلی کی طرف کھینچا اور بالآخر آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اعلیٰ حضرت کیا ہیں اس کا اندازہ بڑے سے بڑا مبصر بھی نہیں کر سکتا۔

انداز تربیت

ذرا انداز تربیت دیکھئے کہ کار افتا کے لئے جب بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں ۸ سال رہنے کی خو بو کافی موجود تھی شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں جمعہ کا دن آیا تو مسجد میں سب سے پہلی صف میں تھا۔ نماز ہو گئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں میں بریلی کے لئے بالکل نیا شخص تھا لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت خود کھڑے ہو گئے اور باب

مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصلے سے اٹھ کر صف آخر میں آکر مجھ سے مصافحہ سے نوازا اس سے زیادہ کا ارادہ فرمایا تو میں تھرا کر گر پڑا۔ اعلیٰ حضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن و نوافل ادا فرمانے لگے۔ مسجد کا ایک ایک شخص نے اس کو دیکھا اور بڑی حیرت سے دیکھا میں نے بازار اور کتب خانہ کی سیر کو طے کر رکھا تھا شام کو جب چلا تو شہادت گنج کی موڑ پر پہلے پان کھانے کی خواہش ہوئی ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام علیکم آئے اور مجھ کو جواب دینا پڑے۔ اب پان والے کی دکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہو گیا اسلام و مصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کر دیا وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ بریلی کا ذکر نہیں کلکتہ، بمبئی، مدارس میں بھی پا پیادہ نہیں بلکہ موٹر میں بیٹھ کر صرف سیر بازار کے لیے نہیں نکلا۔ سارا لکھنؤ ہی انداز ہمیشہ کے لئے ختم فرما دیا۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ حیرت انگیز عقیدت

دوسرے دن کارافتا پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپیہ کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ پڑے سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر

بدستور تشریف فرما ہوئے اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرنی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھی بلکہ در حقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے جس طرح کہ غوث پاک سرکار دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے اور کون نہیں جانتا کہ رسول پاک اپنے رب کی بارگاہ میں ایسے تھے کہ قرآن کریم نے فرمادیا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

امام بریلوی قدس سرہ کالغزشوں سے محفوظ رہنا

علمائے دین کے اعلیٰ کارنامے چودہ صدی سے چلے آ رہے ہیں۔ مگر لغزش قلم و سبقت لسان سے بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں زور قلم میں بکثرت لفرو پسندی میں آ گئے بعض مجددپسندی پر اتر آئے تصانیف میں خود آرئیاں بھی ملتی ہیں لفظوں کے استعمال میں بھی بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں قول حق کے لہجہ میں بھی پورے حق نہیں ہے حوالہ جات میں اصل کے بغیر نقل پر ہی قناعت کرلی گئی ہے لیکن ہم کو اور ہمارے ساتھ سارے علمائے عرب و عجم کو اعتراف ہے کہ یا حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی یا حصرت مولانا بحرالعلوم فرنگی محلی یا پھر اعلیٰ حضرت کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولی تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اس عنوان پر غور کرنا ہو تو فتاوی رضویہ کا

گہرا مطالعہ کر ڈالے۔

امام بریلوی کی شعر گوئی

کتنی عجب بات ہے کہ ایسے امام الوقت مستند العصر کے پاس جس کو رات دن کے کم سے کم بیس گھنٹے میں صرف غشہ علم دین سے واسطہ ہو جس کے ایوان علم میں اپنے ساتھ قلم دوات اور دینی کتابوں کے سوا کچھ نہ ہو جو عرب و عجم کا رہنما ہو اس کو شعر کہنے کو کیا کہا جائے کسی سے شعر سننے کی فرصت کہاں سے ملتی ہے مگر شان جامعیت میں کمی کیسے ہو اور مملکت شاعری میں برکت کہاں سے آئے اگر اعلیٰ حضرت کے قدم اس کو نہ نوازیں حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ جس رشک حساں سے سرفراز تھے اس کی طلب تو ہر عاشق کے لئے سرمایہ حیات ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت کے حمد و نعت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں شائع ہو چکا ہے جس کا ایک ایک لفظ خود مست ہے اور سننے والوں کو مستی عطا کرتا رہتا ہے ایک مرتبہ لکھنؤ کے ادیبوں کی شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے انداز میں پڑھا تو سب جھومنے لگے میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق چاہتا ہوں تو سب نے کہا کہ اس کی زبان تو کوثر کی دھلی ہوئی زبان ہے۔

اس قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو سر آمد شعرا دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہے اور ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

فن زیجات و فن تکسیر

فن زیجات و فن تکسیر میں شان امامت کے نمونے آج اعلیٰ حضرت کے

تلامذہ سے معلوم کیئے جا سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے ارشد تلامذہ حضرت ملک العلما ظفر الملتہ والدین اس عہد میں دونوں فن کے ماہر مانے جا رہے ہیں علم میں جفر اعلیٰ حضرت ساری دنیا میں فرد یکتا تھے بڑے بڑے مدعیان فن مشطرہ تک پہنچ کر آگے معذور ہو جاتے ہیں اور ان کے حسابات میں جواب سے پہلے کوئی نہ کوئی کسر آ جاتی ہے بڑے بڑے رمال و جفار نے اعتراف کیا کہ ہم اعلیٰ حضرت کے آگے طفل و بستان ہیں۔

عجیب واقعہ

اس سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آ گیا کہ حضرت مولانا ہدایت رسول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ریاست رامپور میں علمی منصب پر تھے نواب صاحب کی بیگم بیمار پڑیں جن کی بیماری نواب صاحب کے لئے ناقابل برداشت تھی ان کی بیماری کا انجام جاننے کے لئے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھیجا پہلے تو اعلیٰ حضرت نے ٹال دیا مگر مولانا کا سوکھا سامنہ دیکھ کر رحم آ گیا اور لکھ کر دے دیا کہ اگر رفض سے توبہ نہ کی تو اسی ماہ محرم میں رامپور کے اندر مر جائے گی نواب صاحب نے طے کر لیا کہ ماہ محرم کو تو روکا نہیں جا سکتا مگر رامپور سے چلا جانا ممکن ہے مع بیگم کے نینی تال چلے گئے کہ وہاں موت واقع ہوئی تو نینی تال ہے رامپور نہیں ہے مگر وہ جو کہ فرمایا گیا ہے جف القلم بما ہو کائن آخر یہ ہو کر رہا کہ کانپور کی مسجد شہید گنج کے ہنگامے میں لفٹنٹ گورنر مسٹر مسٹن کی بے چینی حد سے بڑھی تو نواب صاحب کو تار دیا کہ رامپور آتا ہوں جلد آ کر ملو۔ نواب صاحب اکیلے جانے کو تیار ہوئے تو بیگم نے نہ مانا اور دونوں ماہ محرم میں جیسے ہی رامپور پہنچے کہ بیگم کا انتقال ہو گیا اعلحضرت نے مولانا سے فرمایا تھا کہ اس پر ایمان نہ لانا مگر ہو گا ایسا ہی چنانچہ

وہ ہو کر رہا۔

کارخانہ قدرت کے جس عجوبہ کاری میں دنیا نے یہ دیکھا کہ علامہ شامی کی وہ مبارک ہستی تھی جس سے وہابیہ نجدیہ کو باغی قرار دے کر اس کے خلاف آواز بلند کی اور دہلی شاہ صاحب نے اپنے گھر کی وہابیت کو چھپا کر دفن کر دیا یا اس کا رد فرما دیا اور اعلیٰ حضرت نے وہابیت نجدیت دیوبندیت کی وہ بے مثال گردن زدنی فرمائی کہ عرب و عجم نے امامت و مجددیت کا تاج زریں فرق مبارک پر رکھ دیا۔

وفات شریف کی غائبانہ اطلاع

میں اپنے مکان پر تھا اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا میرے حضور شیخ المشائخ قدس سرہ العزیز وضو فرما رہے تھے کہ یکبارگی رونے لگے یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کسی کیڑے نے کاٹ لیا میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں چند گھنٹے کے بعد بریلی کا تار ملا تو ہمارے گھر میں کہرام پڑ گیا اس وقت حضرت والد ماجد قبلہ قدس سرہ کی زبان پر بیساختہ آیا کہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسی وقت ایک خاندانی بزرگ نے فرمایا کہ اس سے تو تاریخ وصال نکلتی ہے آج ہم اور آپ اسی یکتائے روزگار امام و مجدد قطب الارشاد کی بارگاہ عالی میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کو جمع ہیں اور ان کی روح مبارک کی سنیت سے دارین کا آسرا لگائے ہوئے ہیں۔

فرحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ و رضی اللہ تعالیٰ احمد رضاء فقط

فقیر اشرفی و گدائے جیلانی ابو المجاہد

سید محمد غفرلہ کچھوچھوی نزیل ناگپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از حضرت برہان الملہ والدین مولانا مفتی محمد برہان الحق صاحب قادری رضوی سلامتی مفتی اعظم جبلپوری (ایم اے)

الحمد للہ الذی صلی علی حبیبہ محمد وجعل رضانہ رحناہ والصلوۃ والسلام علی من حمد اللہ تعالی بحمد لا یحمدہ سواہ فکل حمد لا حمد وکل صلاۃ لمحمد فاطلب من اللہ الاحد الاحمد رضاء محمد علیہ وعلی والہ و صحبہ وابنہ الاکرم الغوث لاعظم وعلی کل من نیتمی الہ حسولت لوحد الصمد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد المائتہ لحاضرہ موئد الملتہ الطاہرہ سنام نور الایمان انسان عین الاعیان الذی لم یکتحل بمثلہ طرف الاوان قطب المکان۔ غوث الزمان۔ برکتہ الاعیان۔ آیتہ من آیات الرحمن سیدنا و سندنا و مرشد ناو استاذنا العلامتہ احمد رضا خاں۔ رضی اللہ تعالی عنہ و قدسنا باسراہ و نفعنا بمیامنہ وبرکاتہ فی کل زمان و مکان کی ذات والا صفات علم و فضل و کمال کا ایسا نور بار آفتاب ہے جس کی ظاہری صوری بے پایاں علوم کی روشن شعاعیں صراط مستقیم شریعت کے لئے اور روحانی سلاسل مقدسہ کی باطنی معنوی انوار افروز کرنیں رہروان راہ طریقت کے لئے آج بھی۔ بظاہر افق حیات دائمی میں پردہ پوش ہو جانے کے باوجود اسی طرح تاباں و درخشاں اور اہلسنت و جماعت کے لئے ایمان افروز مشعل ہدایات ہیں جس طرح حیات ظاہری میں دنیائے اسلام اور چمن و گلزار سنیت کے لئے باران رحمت تھیں۔

ابو داؤد کی حدیث شریف میں ہے ان اللہ تعالی بیعث لھذہ الامتہ

علی راس کل مائتہ سنتہ من یجدد لھا دینھا یعنی بیشک اللہ تعالی اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسی ذات کو معبوث فرما دے گا جو اس امت کے لئے دین کی تجدید فرماتا رہے گا۔

اس حدیث شریف کے مطابق ہر صدی کے شروع میں مجدد تشریف لاتے رہے اور اپنے اپنے زمانے کے ماحول کی مناسبت سے سنت کو بدعت سی ہدایت کو ضلالت سے علیحدہ و ممتاز فرماتے رہے اور اہل بدعت و ضلالت کے سروں کو کچل کر انھیں ذلیل کیا۔ مجدد کا یہی منصب ہے مناوی شریف میں اسی حدیث شریف کے تحت فرمایا۔ ای یبین السنتہ من البدعتہ و یذل اھلھا یعنی مجدد سنت کو بدعت سے علیحدہ اور آشکارا فرمائے گا اور اہل بدعت کو ذلیل کرے گا۔

مجدد کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ جب لوگ کتاب و سنت پر عمل کو ترک کر رہے ہوں اور سنت مٹتی جا رہی ہو تو سنت کو زندہ رکھنا اور مقتضائے کتاب و سنت پر عمل کے لئے حکم دینا اور کوشش کرنا۔ سراج منیر میں علقمی سے ہے عربی میں معنی التجدید الاحیاء ما اندرس من العمل بالکتاب السنت والامر مقتضاھا یعنی تجدید دین کا معنی ہے کتاب و سنت پر عمل کو زندہ کرنا جو مٹتا جا رہا ہو اور کتاب و سنت کی منشا کے مطابق حکم جاری کرنا۔

عین الودود میں ہے قال السیوطی عن سفیان ابن عینیہ بلغنی انہ یحزج بکل مائتہ سنتہ بعد موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل من العلماء بقوی اللہ بہ الدین یعنی امام سیوطی نے سفیان بن عینیہ سے روایت کی کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد یقیناً ہر سو سال پر علما میں

سے ایک ایسا شخص ظاہر ہو گا جس نے اللہ تعالیٰ دین کو قوت دے گا۔

مرقاے الصعود میں اپنے وقت کے مجدد علامہ اجل امام جلال الدین سیوطی سے ہے والذی ینبغی ان یکون المبعوث علی راس الماته رجلا مشھودا معروفا منشا الیه وقد کان قبل کل ماته ایضا من یقوم بامر الدین والمراد بالذکر من انقفت الماته وھوحی عالم مشھود منشاد الیه یعنی اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ہر صدی کے شروع میں جسے تاج مجددیت سے سرفراز فرمایا جائے ایسا شخص ہونا چاہئے جو علم و فضل و کما و تقوی و سیرت جس میں مشہور و معروف ہو اور دینی معاملات میں اسی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور صدی شروع ہونے سے پہلے بھی اس نے امردین کو مضبوط رکھا ہو اور اس ذکر سے مراد یہ ہے کہ ختم ہونے والی صدی میں وہ ہونہار مجدد زندہ ہو مشہور عالم ہو اور اس زمانے کے علما کا مشار الیہ مرجع ہو

علوم کے تعدد و تنوع و درجات کے لحاظ سے عون الودود میں امام جلال الدین سیوطی سے ہے ذھب بعض العلما الی ان الاولی ان بحمل الحدیث علی عمرمه فلایلزم ان یکون المبحوث علی راس الماته رجلا واحدیل قد یکون واحدا فاکثر فان انتقاع الامته بالفقھا وان عم فی امور الدین فان انتقاعھم بغیر ھم کا ولی الامر و اصحاب الحدیث والقراة و الوعاظ و اصحاب اطبقات من الزھاد کثیر اذ ینفع کل بفن لا ینفع فیه آخر یعنی بعض علما کا خیال یہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ حدیث شریف کو اس کے عموم معنی پر رکھا جائے اس سے یہ لازم نہ ہو گا کہ ہر صدی کے شروع میں بھیجا جانے والا مجدد ایک ہی شخص ہو بلکہ ایک ہو یا زیادہ کیونکہ امت مسلمہ کو اگرچہ عام طور پر

دین کے معاملات میں فقہا کرام ہی سے کام پڑتا ہے لیکن امت کے بہت سے مسائل ایسے بھی ہیں جن کا فقہا کے علاوہ دوسرے اکابر سے بھی تعلق ہوتا ہے جیسے الوالامر صاحب حکومت محدثین قارئین و اعظمین اور مختلف طبقات کے زہاد و غیرہم بکثرت حضرات ہیں کیونکہ ہر شخص جس فن سے تعلق رکھتا ہے اس فن کے امام ہی سے نفع حاصل کر سکتا ہے دوسرے سے نہیں

چودھویں صدی کے مجدد اعظم

تصریحات متصدرہ کے مطابق ہر صدی میں مجدد تشریف لائے ہوں گے اور ماحول کے مطابق احیا سنت و تجدید دین متین بھی فرمائی ہو گی

ہمارے مجدد اعظم سیدنا' استاذنا' مرشدنا اعلحضرت مجدد مائتہ حاضرہ رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کے لمحات مقدسہ پر نظر ڈالی جائے تو ولادت سراپا سعادت سے وفات حسرت آیات تک ہر لمحہ حدیث شریف اور اس کی شروح و توضیحات کے مطابق الحرف بالحرف نظر آئے گا اور بعض واقعات و حالات غیر معمولی نوعیت کے ایسے ملیں گے جنھیں خرق عادات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے

ولادت شریفہ مائتہ ماضیتہ سن ۱۲۷۲ھ سن ۱۸۵۶ء میں ہوئی چار سال کا ہونے پر عموماً بچہ کی بسم اللہ شروع کرائی جاتی ہے لیکن مجددیت عظمی کی پہلی علامت یہ ہے کہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن کریم ختم فرمالیا۔

چودہ سال کی عمر عام طور پر کھیل کود کی ہوتی ہے تعلیم کی طرف رجحان کم ہوتا ہے اعلی حضرت نے چودہ سال کی عمر میں تمام علوم و فنون کی تکمیل فرما کر مسند افتا کو زینت بخشی اور والد ماجد کو اس عظیم ذمہ داری سے سبکدوش فرما دیا۔

مجددیت عظمی کی دوسری نشانی تھی سن ۱۲۸۶ھ میں مسند افتا پر جلوہ افروز ہو کر

حسب تصریح امام علامہ سیوطی علیہ الرحمہ وقد کان قبل کل ماء ایضا یقوم بامر الدین مجددیت کے راس ماتہ سے پہلے ہی امر دین کو سنبھالا اور بڑے بڑے عمر رسیدہ علما اسلام کے مرجع و مشار الیہ ہوئے۔

ہندوستان کے انقلابی دور میں مجدد اعظم کا جہاد بالقلم

سن ۱۸۵۷ء کے بعد کا دور بڑا سخت انقلابی اور آزمائشی دور تھا سن ۱۸۷۰ء میں جب آپ نے افتا کی ذمہ دایاں سنبھالیں۔ اس وقت ہندوستان کی سیاست بہت پیچیدہ تھی اور الجھی ہوئی تھی۔ سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو چکا تھا طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا امن مفقود تھا اور مسلمان انگریز کا مشق ستم بنا ہوا تھا۔ چونکہ مسلم سلطنت انگریز کے دست بد کا شکار ہوئی تھی مسلمان ہی کے وقار و اقتدار کو انتشار میں تبدیل کرنے کی تدبیریں انگریز کے زیر غور تھیں۔ انگریز جانتا تھا کہ مسلمان کا مذہب ہی سب کچھ ہے اس لئے جس طرح بھی ہو اسے مذہب سے بیگانہ بنا کر ہی ہندوستان پر چین سے حکومت کی جا سکتی ہے چنانچہ ایسے لوگوں کو تلاش کیا گیا جو بااثر اور اس مقصد کے لئے موزوں ہوں ہندوستان کا مسلمان مسلمان تھا۔ سنی العقیدہ، حنفی المذہب تھا۔ سنیت پر مضبوطی کے ساتھ متحد تھا۔ مسلمانوں کے اس اتحاد و ارتباط کو پارہ پارہ کرنے کے لئے شاطر انگریز کو ایسے لوگوں کی تلاش میں زیادہ وقت نہیں ہوئی جو بظاہر ہر مقطع مسلمان اور مسلمانوں میں بااثر اور بارسوخ تھے اور جن کے ذریعہ آسانی سے مسلمانوں میں مذہبی تفریق کی و انتشار و بنیاد ڈالی جا سکتی تھی چنانچہ ایک طرف اسمٰعیل دہلوی نجدی ملحدانہ عقائد و خیاالات کی تبلیغ کے لئے اور ان کا گرو سید احمد رائے بریلوی

کے لئے سرسید احمد خاں مل گئے اور بد مذہبیت وہابیت' وہریت کی ہوا نے ہندوستان کے اندر سنیت کی فضا کو مکدر کرنا شروع کر دیا۔

کتاب و سنت پر عمل تو درکنار' ایمان کے اصل الاصول محبت و تعظیم و توقیر نبی اکرم ﷺ پر نجدیت و وہابیت کے تیغ و تیر چلائے جانے لگے اللہ تعالیٰ کی طرف امکان کذب منتسب کیا گیا ختم نبوت سے انکار ہوا علم غیب نبوی کو معاذ اللہ بچوں' پاگلوں' جانوروں' چوپایوں کے برابر قرار دیا گیا۔ یا رسول اللہ کہنا شرک۔ ذکر میلاد مبارک کو کنھیا جنم سے تشبیہ دی گئی' نماز میں سرکار اعظم ﷺ کی مبارک و مسعود یاد اور تصور کو معاذ اللہ اپنے گھر کے گدھے اور گائے کے خیال میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر کہا گیا۔ و غیر ھا من الھذیات و الکفریات' العیاذ باللّٰہ تعالیٰ من مثل ھذہ الابلسیات

حدیث شریف میں مجدد کا فرض ارشاد ہوا یجدد لھا دنیھا منادی نے اس کی شرح کی یبین السنتہ من البدعتہ و یذل اھلھا سراج منیر نے علقمی سے تجدید کا معنی بتایا احیا ما اندرس من العمل بالکتاب السنت والامر بمقتضاھا تو تجدید کا مطلب اور مقصد ظاہر ہے کہ مجدد کی وسیع نظر دیکھ رہی ہو کہ متبدعین وضالین کی ریشہ دوانیاں۔ دین متین کے کس پہلو کو کرید رہی ہیں اور کس بدعت وضلالت کی ترویج ہو رہی ہے اور کتاب و سنت کے کن اعمال صالحہ کا اندراس ہو رہا ہے۔

ماتہ حاضرہ کے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عاقبت میں وسیع نظر نے دیکھا کہ قرن شیطن نجد کا دہلی سے خروج ہوا اور اس کی ناپاک تحریک مسلمان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے قدم بڑھ رہی ہے سید اکرم ﷺ کی

عظمت شان رفعت مکان اور سرکار کی محبت جو عین ایمان' ایمان کی جان ہے اس سے مسلمانوں کو بیگانہ کیا جا رہا ہے اور اس زندقہ و الحاد کی تحریک کو انگریز کی سنہری رو پہلی پشت پناہی تقویت پہنچا رہی ہے سیاسی طوائف الملوکی کے ساتھ مذہبی تفرقہ پردازی بڑھتی جا رہی ہے ایمان اور دین کے قزاق مسلمان کے روپ میں اسلام اور مذہب کا نام لے کر وہابیت نیچریت کی ایمان سوز تحریک اور مہلک مذہب زہر کو پھیلا کر مسلمانوں کے حقیقی اسلام ہی کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

سند افتا پر رونق افروز' تاج افتا سے مزین علم و فضل و کمال کے معراج شہرت پر نمایاں علماوقت کا مشار الیہ' فضلا زماں کا مرجع صغیرالسن مفتی اعظم قائم بامور الدین علامہ اجل مولانا حاضرہ کے لئے مائتہ ماضیتہ میں سنان قلم و شمشیر لسان کے ساتھ میدان علم میں اعدا دین کو للکارتا ہوا تشریف لے آیا

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ہر فرقہ فاسد و باطل اور ان کے ہر فقرہ کاسد عاطل کا قرآن و حدیث و اصول معقول و منقول سے وہ رد فرمایا اور ایسے ایسے قوی دلائل قاہرہ سے ان کے پرخچے اڑائے کہ اعدائے دین کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور علمائے اہلسنت کے دل باغ باغ ہو گئے اور عوام اہلسنّت کے ایمان تازہ ہو گئے۔ جو کید شیطان سے متاثر ہو رہے تھے راہ راست پر آ گئے اور امام علامہ سیوطی کے ارشاد وقد کان قبل کل مائتہ ایضا من یقوم الدین کے مطابق دین متین اسلام و سنیت مکرما کریں وکید شیاطین سے محفوظ رہا

ابھی مائتہ حاضرہ شروع نہیں ہوا مگر مجدد کی شان' پوری آن بان کے ساتھ اپنا سکہ بٹھا رہی ہے اور لوہا منوا رہی ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

کمال علم مجدد اعظم

سراج منیر شرح جامع الصغیر کے ارشاد کے مطابق ان المجدد دانما ھو بغبلته الظن بقرائن احواله والا نتقاع بعلمه یعنی مجدد اپنی مجددیت کا دعوی نہیں کرتا بلکہ اس کے قرائن احوال اور اس کے علم سے انتفاع پر غبلہ ظن سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ مجدد وقت ہے۔

یہ غزالی وقت رازی زماں۔ سیوطی دوراں۔ اس صغرسنی میں جامع معارف و حقائق۔ کاشف معانی و دقائق' واقف معقول و منقول۔ حاوی فراع و اصول مرجع العلما' منبع العلوم' قرائن احوال اور انتفاع ·علمہ الحال سے بتا رہا ہے کہ مستقبل قریب میں تاج مجددیت سے سرفراز ہو گا

بالائے سرش زہو شمندی
می تافت ستارہ بلندی

روشن پیشانی ظاہر کر رہی ہے کہ یہ مجدد معمولی مجدد نہ ہو گا۔

چنانچہ سن ۱۲۹۴ھ میں جب اعلی حضرت علیہ الرحمہ کو سید السادات الکرام حضور پرنور اقدس مولانا مرشد مرشدنا حضرت سید آل رسول علیہ الرحمتہ نے شرف بیعت کے ساتھ سند خلافت و اجازت علوم دینیہ شرعیہ و سلاسل مقدسہ سند حدیث و غیرہا سے سرفراز فرمایا تو حضرت اقدس نے یہ تمغہ امتیازی

بھی بخشا کہ اگر خدا مجھ سے سوال کرے گا کہ تو میرے لئے کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کردوں گا۔ یہ حضرت اقدس کی مجدد اعظم کے لئے پیشین گوئی تھی۔

سن ۱۲۹۵ھ میں حرمین طیبین حاضری کا شرف ہوا' شافعی مصلی کے امام مولنا شیخ حسین ابن صالح جمل اللیل نے جن سے کبھی پہلے تعارف نہ تھا پہلی ہی ملاقات میں اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا دست اقدس اپنے دست مبارک میں لے کر چہرہ مقدس کو دیر تک غور سے دیکھا پھر پیشانی مبارک کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا انی لا جد نود اللہ من ھذا الجبین یعنی بلاشبہ میں پیشانی سے اللہ کا نور جھلکتا پا رہا ہوں۔ یہ مجددیت عظمی کا نور تھا۔ جو پیشانی مقدس سے جھلکا اور پرنور آنکھوں کو نظر آیا۔

امام شافعیہ ممدوح کے علاوہ اس وقت کے علما حرمین طیبین نے ہمارے تیئس سالہ بحر العلوم کی مقدس پیشانی اور منور چہرہ پر علوم کاملہ و فراست صادقہ اور فضل و کمال کی چمکتی شعاعوں میں پڑھ لیا کہ یہ ہونہار نوجوان شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا جامع اور دین متین کا ایک مضبوط و مستحکم ستون ہونے والا ہے اور تمام علوم و فنون کے حقائق و معارف میں بڑے بڑے عمر رسیدہ علما اعلام و فضلائے کرام کے زانوئے ادب اس کے اقتدار علم اور وقار حلم کے آگے جھکنے والے ہیں۔

علامہ جمل اللیل موصوف علامہ اجل سید احمد ابن زین و حلان مفتی شافعیہ علامہ محقق مولانا عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ و غیرہم علما مکہ مکرمہ' و مدینہ طیبہ نے ہمارے ہونہار مجدد اعظم کو اسناد حدیث و فقہ و غیرہا اور اجازت متینہ سے مشرف فرمایا تیرہویں صدی پوری ہو رہی ہے اور علما عرب و عجم و ہند کی نظریں

اس نور بار تقدس آثار پیشانی کی طرف لگی ہوئی ہیں استفادہ علوم ظاہری و صوری و معنوی کے ساتھ مجددیت عظمی کے آثار و قران بھی دیکھ رہے ہیں اور ان کے مجلی قلوب شہادت دے رہے ہیں کہ من انقضت المائنہ وھو حی عالم مشہور مشارہ الیہ کا صحیح مظہر یہی ذات عالی صفات ہونے والی ہے۔

مجدد ماتہ حاضرہ

تیرھویں صدی کا آفتاب غروب ہوا۔ اور چودھریں کا ہلال خیر و رشد افق مغرب پر نمودار جاننے والوں نے ربی و ربک اللہ سے اس کا خیر مقدم کیا اور دعا مانگی اللھم انا نسلک خیر ھذہ النسہ اللھم انا نعوذبک من شر ھذہ السنتہ

-

یکم محرم الحرام سن ۱۳۰۱ھ کا آفتاب عالم تاب ۱۱ فروری سن ۱۸۸۳ء جمعرات کو پوری تابانی کے ساتھ افق مشرق پر چمکا اور ہمارے اعلی حضرت مجدد اعظم نے فرمایا کہ "اب صدی بدلی ہمیں بھی اپنا رنگ بدلنا چاہئے" سبحان اللہ کتنا دو معانی ارشاد ہوا کہ اب تک جو کچھ حقائق و معارف و مسائل حل کئے گئے اور معاندین حق اور اہل باطل کے رد و ابطال میں جو اقدامات ہوئے وہ ایک مفتی کی حیثیت سی تھے اور اب چودھویں صدی میں جو ہو گا۔ وہ مجدد کی حیثیت سے ہو گا اور علوم قدیمہ و جدیدہ کے ہر شعبہ پر قلم رواں ہو گا۔ علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ کے کسی گوشہ نہ چھوڑا جائے گا ہر باطل کی مکمل سرکوبی کی جائے گی اور حق کو پوری تابانی کے ساتھ واضع کیا جائے گا ہر اس سنت کو جس کی جانب سے توجہ ہٹتی جا رہی ہے۔ زندہ کیا جائے گا ہر اس سنت کو جس کی جو بڑھتی جا رہی ہے مٹانے کی کوشش کی جائے گی ہر مفسد معاند حق پوش باطل گوش، بددین، بد

مذہب، بد عقیدہ کو جہاد بالقلم کے اس کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے اور ناموس رسالت و اولیا کرام کی ضیافت و حفاظت کے لئے زندگی کا ہر لمحہ وقف کر دیا جائے گا۔

امام علامہ سیوطی نے بعض علما کے حوالہ سے فرمایا الاولی ان من حمل الحدیث علی عمومہ فلا یلزم ان یکون المعبوث علی راس المائۃ رجلا بل قد یکون واحد افا کثر الخ یعنی یہ ضروری نہیں ایک وقت میں ایک ہی مجدد ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ہر علم و فن و طبقہ کے لئے علیحدہ علیحدہ کئی مجدد ہوں۔

مجدد اعظم

چودھویں صدی کے ہمارے اعلی حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ کے علم و عمل و کردار و گفتار کے ہر قرینہ سے ظاہر ہوتا ہو گیا کہ ایک وقت میں کئی مجدد کبھی ہوئے ہوں گے یا آئندہ کبھی ہوں۔ مگر چودھویں صدی کا مجدد مجدد اعظم ہے یہ مجدد اعظم ان تمام علوم و فنون کا جامع اور آئندہ تمام باریک مسائل پر حاوی ہے جن کی حاجت اس دور میں اور آئندہ رہے گی حسب ارشاد قرآن کریم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشا واللہ ذوالفضل العظیم اور وان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشا چودھویں صدی کا مجدد اعظم بفضل رب کریم مظہر اتم ہے اس سرکار اعظم رحمتہ اللعالمین ﷺ کی رحمت کاملہ کا جسے بشارت عظمی دی گئی وکان فضل اللہ علیک عظیما اور جس کی کی شان عظمت مکان ہے

انچہ خوباں ہمہ دار ند تو تنہا داری

اعلی حضرت مجدد ماتہ حاضرہ کے علوم کا احصار اس افقر آستان احقر برہان کے امکان سے بالاتر ہے کچھ علوم کی فہرست پیش کرنے کا شرف حاصل کر لیا

جائے قرآن کریم، تفسیر، قراۃ، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث اسما الرجال، جرح و تعدیل، فقہ، معقول، منطق، کلام ادب معانی، بیان، بدائع، بلاغت، صرف، نحو، عروض، قوافی، تصوف، سلوک تواریخ، حالات واقعات، فن تاریخ، (اعداد) سیر، مناقب، لغات، ہندسہ حساب، جبرو مقابلہ، ریاضی، ہیات، طبعیات، نجوم، جفر، اوفاق، تکسیر توقیت، لوگارثمات، ربیع، وغیرہا بعض وہ علوم جن پر یورپ کو امتیاز اور فخر تھا اور یورپ ہی ان علوم کا مرکز سمجھا تا تھا اور جو صرف صرف انگریزی میں تھے ان پر عبور ایک کرامت تھی۔

چودھویں صدی کے مجدد اعظم اعلی حضرت مجدد مانۃ حاضرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ علوم کب اور کیسے اور کس سے حاصل کئے جب کہ آپ نے صرف اپنے والد ماجد، علامہ زمان فاضل دوران حضرت مولانا مفتی شاہ محمد نقی علی خاں علیہ الرحمتہ و الرضوان کے سوا کسی کے سامنے زانوے ادب تہ نہیں کیا اور جملہ علوم عقلیہ، نقلیہ حضرت ممدوح ہی سے حاصل کئے۔ انگریزی کا کسی سے ایک حرف نہ پڑھا مگر اعلی حضرت ان تمام علوم کے نہ صرف جامع بلکہ بعض علوم کے مصلح بھی تھے۔

یہی کہا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف میں اتقوا عن فراست المومن فانہ نیظر بنور اللہ تعالی فرمایا گیا۔ شان مجددیت عظمی کی ایک نہایت دلکش اور نمایاں مثال ہے کہ علوم عدیدہ عجیبہ کی یہ جامعت الہامی طور پر بھی فراست صادقہ کے نور مبین سے عطا فرمائی گئی۔ ذلک الفضل من اللہ یہ بھی خوارق عادات سے ایک خرق عادت ہے۔

فقہ و احکام شرعیہ و علوم اسلامیہ میں اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے بلند

پایہ مجدد ہونے کی شہادت آپ کا مجموعہ فتاوی ہے جس کا تاریخی نام "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" ہے جو بڑی تقطیع کی بارہ جلدوں میں ہے اور ہر جلد میں ایک ہزار صفحات سے زیادہ ہیں یہ فتاوی مبارکہ اگر مسائل فقیہ اور جزئیات فقیہ کا نہایت مدلل اور مکمل جامع فتاوی ہے مگر بیشمار نازک ترضمنی مسائل اور دوسرے علوم و فنون کا ایسا نادر ذخیرہ ہے جو فقہا متقدمین و متاخرین کے مبسوط مصنفات میں بڑی سرگردانی اور کاوش کے بعد مل سکیں۔ اعلی حضرت مجدد ماتہ حاضرہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک فتوی علامہ جلیل حضرت مولانا سید اسمٰعیل صاحب حافظ کتب حرم مکہ مکرمہ نے دیکھا بے انتہا حیرت و استعجاب و مسرت کے ساتھ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں تحریر روانہ فرمائی جس میں حمد و صلاۃ کے بعد اعلی حضرت کو مخاطب فرماتے ہیں شیخ الاسلام بلا مدافع و وحید العصر بلا منازل سے پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں وواللہ اقول و الحق من انہ لوراھا ابو حنیفتہ النعمان لاقرت عینہ' وئجعل مولفھا من جملہ الاصحاب یعنی اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور بالکل حق کہتا ہوں کہ بیشک اس وفتوے کے اگر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالی عنہ دیکھتے تو بلاشبہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور یقیناً اس فتوے کو مولف کو امام اعظم اپنے اصحاب و امام ابو یوسف امام محمد' امام زفر رضی اللہ تعالی عنہم میں شامل فرماتے' اعلی حضرت مجدد ماتہ حاضرہ علیہ الرحمہ کے مجددیت عظمی کی کیسی بین شہادت ہے الحمد للہ

"الاجازات المتینہ" سے بالاختصار یہ ایک شہادت پیش کی گئی تفصیل کے لئے ندوہ کے رد و ابطال میں فتاوی الحرمین اور وہابیہ دیو بندیہ کے رد و ابطال

میں حسام الحرمین کے مطالعہ سے واضح ہو گا کہ علما و عظما و اکابر حرمین طیبین نے کیسے عظیم و رفیع و وقیع کلمات عزیزہ سے مجدد ماتہ حاضرہ علیہ الرحمہ کو خطاب فرمایا اور یگانہ زمانہ وحید العصر امام وقت مجدد ماتہ حاضرہ کے مجددیت عظمی پر کیسی زبردست شہادتیں دیں متعنا اللہ تعالی و قدسنا باسرارہ و نفعنا ببرکاتہ

رسالہ مبارکتہ الدولتہ المکیتہ بالمادہ الغیبیتہ تو اعلیٰ حضرت مجدد ماتہ حاضرہ کی ایسی نمایاں زندہ کرامت عظیمہ ہے جس کی مثال صدیوں پہلے سے صدیوں بعد تک نہ ملے گی جس نے شریف مکہ سے خراج مجددیت عظمی وصول کیا اور نہ صرف علما حرمین طیبین بلکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود دنیا اسلام کے تمام علما اعلام نے الدولتہ المکتہ کو سن کر مصنف علیہ الرحمہ کے وھی فضل علم و کمال تحقیق پر صدائے تحسین و آفرین بلند کی اور فتوائے مذکور کی تصدیق کو اپنی سعادت عظمی تصور کیا اور نہایت فصیح و بلیغ خطابات کے ساتھ خراج عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے تقاریظ لکھنے کا شرف حاصل کیا اسی کے ساتھ بیعتوں اجازتوں خلافتوں کا لامتناہی سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک آپ مدینہ طیبہ پہنچ کر سرکار ابد قرار حضور اکرم ﷺ کے دربار رحمت بار سے زیارت روضہ مقدسہ کے ساتھ روحانی فیوض و برکات کا شرف حاصل کر کے مراجعت فرمانہ ہوئے حرمین طیبین میں خادم حرمین طیبین شریف مکہ اور دنیائے اسلام کے علما اعلام صوفیا کرام اتقیا عظام محققین و ذی الاحترام کی جانب سے یہ اعزاز و احترام اور اظہار عقیدت و انقیاد کا اتنا زبردست اہتمام اس بات کی نہایت واضح و بین شہادت ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد ماتہ حاضرہ رضی اللہ تعالی عنہ نہ صرف ہندوستان کے بلکہ پوری دنیائے اسلام کے مجدد اعظم ہیں۔ متعنا اللہ تعالی و

المسلمین بفیوضہ الروحانیتہ و قدسنا باسرارہ الطاہرۃ و نفعبا و بعلومہ الفائضہ و برکاتہ العالیہ

رد وہابیہ میں مجدد اعظم کا تفرد

مجدد ماتہ حاضرہ علیہ الرحمہ نے اہل بدعت و ضلالت' وہابیہ' نجدیہ' روافض' قادیانیوں کے رد میں جو تجدد اختیار فرمایا اس میں آپ کی ذات مبارک فرد ہے۔

کاش یہ بات اسی وقت طے ہو جاتی

ایک تاریخی خط

حضرت علامہ مولانا حسن رضا خان بریلوی مدظلہ العالی

علما دیوبند کی وہ دین سوز عبارتیں جن پر سارا عرب و عجم چیخ اٹھا تھا۔ دنیا کے بڑے بڑے علما کرام و مفتیان عظام و مشائخ ذوی الاحترام و عوام لرز گئے تھے ہر درد مند و مخلص تڑپ رہا تھا کہ کسی صورت یہ فتنہ ختم ہو اور ملت اسلامیہ سکون و اطمینان کا سانس لے۔

دین اور ملت اسلامیہ میں فتنہ اور افتراق کی یہ ہولناک آگ ایسی نہ تھی جس پر مجدد اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ خاموش تماشائی رہتے اسلام کا انتہائی درد' مسلمانوں کی دنیا و آخرت کی تباہی کا خوف اور آپ کے منصب کی ذمہ داری نے آپ کو مضطر و بے چین کر دیا علما دیوبند کو دعوت دی بہت سے مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط لکھے رجسٹریاں بھیجیں کہ اے اللہ کے بندو! تمہاری ان عبارتوں سے اسلام کی بنیادوں پر ضربیں لگی ہیں مسلمان

سخت مشکلات میں پھنس گیا ہے دنیا کے ساتھ اس کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے آؤ ہم تم بیٹھ کر اس معاملہ کو صاف کر لیں اور اس راہ کو اختیار کریں جو اسلام کا عین منشا اور مسلمانوں کے لئے صراط مستقیم ہو۔

مگر افسوس کہ اکابر علما دیوبند نے یا تو اس سے اجتناب کیا یا اگر وعدے کیئے تو ایفانہ کر سکے خجالت و شرمندگی دامنگیر رہی۔

علما دیوبند کی اس روش کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس وقت کے اندیشوں کے مطابق یہ فتنہ آج اپنے عروج پر پہنچ گیا جس سے نہ صرف مسلمانوں کی دنیا کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ ایک بہت بڑی جماعت اور اس کی مختلف شاخوں کی آخرت بھی برباد ہو رہی ہے۔

ہم ذیل میں مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آج سے تقریبا ستاون سال قبل سن ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ "دافع الفساد عن مراد ابا" میں چھپ چکا تھا۔

نقل مفاوضہ عالیہ امام بریلوی قدس سرہ

بنام
مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علی من اتبع الھدای

فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے

اب حسب معاہدہ قرار داد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اس وقت فریقین مقابل کر دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی ہے آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پر نور سید عالم ﷺ ہیں توہین ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روز جاں افروز دو شنبہ اس کے لئے مقرر کرتا ہے آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں اور آپ بالذات اس اہم و اعظم و اعظم دین کو طے کر لیں اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر مخدرہ کی توکیل کیوں منظور ہو لہٰذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آ سکتے اور وکیل ہی کا سہارا ڈھونڈئے تو یہی لکھ دیجئے۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہو گا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے اس کا تمام ساختہ و برداختہ قبول سکوت نکول عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہو گا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فرار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہو گی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ لازم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھتے جائیں گے پھر آپ خود ہی اس دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان

اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے لاحول ولاقوتہ الا باللہ العلی العظیم آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع مجلت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں ہربار ایک ہی جواب کے ہوتے ہیں آخر تابہ کے یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہو گا منوا دینا میرا کام نہیں عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ یھدی من یشا الی صراط مستقیم و صلی علی محمد سیدنا و مولانا محمد والہ و صحبہ اجمعین و الحمد للہ رب العلمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۵ صفر المظفر روز چہار شنبہ سن ۱۳۲۹ھ ۔

علی ما حبھا والہ فضل الصلوۃ والتحینہ آمین

مال یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے خجالت و شرمندگی نبھاتے ۔ ہے رجوع و اتحاد کی راہوں سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا

تحریک ندوہ پر ایک تاریخی سفر

ندوہ کی وہ تحریک جس میں ہر مکتب خیال کے فرد کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا تھا' دین و مذہب سے چھیڑ چھاڑ کئے بغیر کسی سیاسی منشا کے لئے یہ تحریک نہ تھی جس کا تسلیم کرنا بھی مسلمان کے لئے روا نہ تھا بلکہ ایسے نئے دین کی بنیاد ڈالی جا رہی تھی جس کے لئے اسلام کی بنیادوں کو اکھیڑ کر پاش کیا گیا اپنی اور مذہب کی آن باقی رکھنے کے لئے دین مصطفیٰ ﷺ کو قربان کر دیا گیا تھا۔

ندوہ کی ہولناکی کا اندازہ

ندوہ کے حوصلے اسلام کو محو کر دینے کے لئے کس قدر بڑھے ہوئے تھے اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ لکھنؤ میں ندوہ العلما کے ایک بہت بڑے جلسے میں برسر عالم ابراہیم آرسی نے تمام ضروریات دین و اسلام کو بالائے طاق رکھ کر صرف لا الہ الا اللہ کہہ دینے کو اسلام کے لئے کافی اور نجات آخرت کا سبب قرار دیا اور ندوہ تحریک کے ذمہ دار لوگ تحسین پیش کرتے رہے۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ اس تحریک میں بھول سے شریک ہو جانے والے مسلمان جیسے مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنؤ وغیرہ یہ کہتے ہوئے جلسے سے اٹھ گئے کہ یہاں تو رسالت بھی تشریف لے گئی۔

غور تو فرمایئے وہ فتنہ جہاں اور اصول دین و فرائض تو کیا رسالت بھی باقی نہ رہے مسلمانوں کے لئے کتنی خطرناک تھی اسلام کے ذمہ دار علما اسے کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔

چنانچہ مجدد اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی سرہ نے اپنے قلم کی فولادی قوت سے ندوہ العلما کی بنیادوں اور در و دیوار کو اکھیڑ کر رکھ دیا دوسری طرف مولانا عبدالقادر بدایونی نے بھی وہ ضربیں لگائیں کہ ندوہ کی اسلام کش تحریک موت کے گھاٹ اترنے لگی۔

سرزمین بریلی پر ندوہ تحریک

ندوہ نے اپنے نئے دین کو ہندوستان میں پھیلانے کے لئے دوروں کا بہت بڑا پروگرام بنایا تو بریلی سے ابتدا کرنے کی اس لئے سوجھی کہ امام بریلوی قدس سرہ نے اس کے خلاف مضبوط قدم اٹھایا تھا کم از کم خاموشی سے ہی یہاں

جلسے ہو جاتے تو پورے ہندوستان کو فریب دینے کا موقع ہاتھ آ جاتا۔

تحریک ندوہ کے سرگرم کارکن بریلی میں جمع ہوئے جن میں بھول سے شریک ہو جانے والے چند سنی علما بھی تھے مثلاً احمد حسن صاحب کانپوری اور ان کے استاد محترم مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی جنہیں جگت استاد کہا جاتا تھا آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

امام بریلوی کی ہدایت

حضرت امام بریلوی قدس سرہ کو جونہی ان حالات کی اطلاع ملی آپ نے ندوہ کے ذمہ داروں کو ان کی کھلی ہوئی غلطیوں پر تنبیہ کی تحریری و زبانی طریقوں سے اصحاب ندوہ کو بحث و تحقیق کی دعوت دی تاکہ کہ اسلام کی حقانیت اور ندوہ کے نئے دین کا بطلان واضح ہو جائے مگر وہ ندوہ جو اپنی کمزوریوں اور فتنوں کو خوب جانتا تھا کب بحث و تمحیص اور حق قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا

علما اسلام کی ندوہ سے کنارہ کشی

ہاں یہ ضرور ہوا کہ مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ کی ایک مختصر مگر ہدایت انگیز تحریر نے حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کو بیقرار کر دیا آپ نے امام بریلوی قدس سرہ کی ہدایت پاتے ہی خادم کو بستر باندھنے کا حکم دیا یہ خبر ساری ندوہ تحریک میں پھیل گئی جب آپ کے استاد مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے شاگرد مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کو بلوایا اور سبب دریافت کیا مولانا احمد حسن صاحب نے امام بریلوی قدس سرہ کا

وہ رقعہ پیش کر دیا استاد موصوف نے ہاں شان استادی وسعت حلقہ' ناندہ یہ خیال بھی نہ فرمایا کہ ہدایت کی ابتدا میرے ایک شاگرد کی طرف ہو رہی ہے فوراً حق کو قبول کر لیا یہ دونوں حضرات اور ان کے بہت سے ساتھی ندوۃ العلما سے متنفر ہو کر الگ ہو گئے مولانا لطف اللہ صاحب تو پہلی گاڑی سے سیدھے علی گڑھ روانہ ہو گئے اور مولانا احمد حسن صاحب کانپوری امام بریلوی قدس سرہ کی عیادت کو تشریف لائے اس طرح بہت سے علما اسلام جو ندوہ کے نئے دین کے فتنوں پر مطلع ہوتے گئے ندوے سے الگ ہو گئے۔

ندوہ کا دوسرا اجلاس

ندوہ کے بریلی اجلاس کی جو درگت ہوئی اس نے ندوہ تحریک اور اصحاب ندوہ پر اثر ڈالا ضرور مگر ذمہ داران ندوہ شاید یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ مقامی اثرات کے نتائج ہیں پٹنہ (بہار) کے دوسرے اجلاس میں اپنے حوصلہ نکالنے کا تہیہ کئے ہوئے روانہ ہو گئے

امام بریلوی کا سفر

امام بریلوی قدس سرہ جو ہر نشیب و فراز کو خوب جانتے تھے نیز آپ کی دینی منشا ندوہ تحریک کے سلسلہ میں بریلی اجلاس کے وقت پوری نہ ہوئی ندوۃ العلما کا پٹنہ اجلاس کچھ اور ہی غمازی کر رہا تھا پٹنہ سفر کا عزم فرما لیا آپ کے ساتھ کئی علما کرام اور دوسرے حضرات ہم سفر ہو گئے جن میں مولانا عبدالقادر بدایونی' مولانا سید اسمٰعیل حسن مارہروی مولانا عبدالسلام جبلپوری قابل ذکر ہیں امام بریلوی قدس سرہ کا پورا قافلہ بھی پٹنہ پہنچ گیا اور مولوی قاضی عبدالوحید

صاحب رئیس اعظم پٹنہ کے یہاں قیام فرمایا

پٹنہ پہنچ کر ندوہ کے ذمہ دار لوگوں کو زبانی اور تحریری دعوتیں دی گئیں کئی اجلاس منعقد کر کے ندوہ تحریک کے بد ترین نتائج اور عظیم دینی نقصانات کو واضع کیا گیا اور انھیں نئے دین کی تجویز و اشاعت پر تنبیہہ کی گئی۔

ذمہ داران ندوہ بجائے اس کہ دین اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کی خاطر اس معاملہ کو طے کر لیتے اپنی بات بنائے رکھنے کے لئے دین و ملت کا عظیم ترین نقصان گوارا کیا اور یہ عذر کر گئے کہ کلکتہ کا پروگرام قریب ہے یہاں ہم بات چیت میں مصروف ہو گئے تو کلکتہ کا پروگرام خراب ہو جائے گا۔

افسوس کہ ندوہ والے دین و ملت کی بربادی کو اچھا سمجھتے رہے اور اپنے تباہ کن پروگرام پر آنچ نہ آنے دی۔

پٹنہ سے کلکتہ

ندوہ والے ان حیلوں سے یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ جان چھوٹی لاکھوں پائے۔ کلکتہ پہنچ کر اپنی تحریک میں جان ڈالیں تیسرے اجلاس کیلئے کلکتہ پہنچ گئے بہت سے دیوبندی مولویوں کو بھی اکٹھا کر لیا اور ندوہ تحریک کے لئے ان کی بہت بڑی تعداد کلکتہ میں جمع ہو گئی۔

امام بریلوی قدس سرہ جو ان کے حیلوں سے خوب واقف تھے تحفظ دین و ملت کی خاطر ان حالات میں کب ان کا پیچھا چھوڑنے والے تھے آپ اپنی جماعت کے ساتھ کلکتہ پہنچ گئے اور پوری قوت کے ساتھ ندوہ والوں کو تنبیہہ کی کہ

ندوہ کی کہ تحریک نے اسلام میں جو ترمیم و تنسیخ کی ہے اس پر ایک بار

گفتگو ہو جائے۔

فرقہ پرستی کی لعنت سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔

اس قسم کی نئی جماعت بنا کر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی جائے۔

ساتھ ہی کلکتہ میں اہل سنت کے جلسے زور و شور سے ہونے لگے

اصحاب ندوہ یہاں بھی ٹال مٹول کی پالیسی پر چلتے رہے اور آخر یہ تجویز پاس کرنے پر مجبور ہوئے کہ

"ندوہ العلما کا پروگرام عامتہ المسلمین کے سامنے رکھ کر جب تک استصواب نہ کرلیں ہم دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے"

اس جواب نے کلکتہ کے مسلمانوں کو ندوے العلما سے اور متنفر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ندوہ کی اس تحریک کا سارا زور ختم ہو گیا۔ اہل سنت کے مزید جلسوں نے بہت ہی زیادہ اثر کیا۔ ندوہ کی وہ تحریک ہی کلکتہ میں دفن ہو گئی اور ہندوستان گیر دورے سسک سسک کر رہ گئے۔

حرم مکہ میں مجدد اعظم کی باعث رحمت تاریخی حاضری بہت بڑے فتنہ کا علاج، مسائل اور فیصلوں کا حل

مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ کا دوسرا حج سن ۱۳۲۳ھ میں اچانک ہوا امام ممدوح اس سفر کے لئے پہلے سے تیار نہ تھے دل میں اضطراب ہوا اور آپ حج اور زیارت کے لئے روانہ ہو گئے تفصیل آپ الملفوظ حصہ دوم میں ملاحظہ فرما لیں۔ مختصر یہ کہ حکومت وقت کے بعض ارکان کو گانٹھ کر بعض وہابیہ نے شریف مکہ (حاکم وقت) تک رسائی حاصل کی تھی اور علم غیب کے مسئلہ کو چھیڑ کر یہ چاہا تھا کہ علما اسلام کو کسی صورت حکومت اور عوام کی طاقت سے کچل دیا

جائے۔ بات ایوان حکومت سے شہر کی عام گلیوں تک پھیلی ہوئی تھی ہر طرف بے چینی و اضطراب کے حالات نمایاں تھے۔

مسئلہ دینی تھا' صحیح اسلامی تحقیق باوجود طاقت کے ذریعہ حقیقت کو دبا کر اپنی بات رکھنا' دینی خیانت کرنا' عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہوا خواہی و نفس پرستی میں اسلام میں بہت بڑا فتنہ فساد پیدا کرتا تھا۔

خدائے عز و جل کا احسان و کرم کہ مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ اسی وقت مکہ معظمہ پہنچ گئے اور جو حالات پیش آئے اس کا بعض حصہ امام ممدوح سے ہی نقل کر کے درج ذیل کر رہے ہیں۔

(الملفوظ حصہ دوم) امام قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حاضری حرم کی حکمت

اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری نے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور پر اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے وہ حکمت ایسہ یہاں آ کر کھلی سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی (دیوبندی) اور بعض وزرا ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں حضرت شریف (حاکم مکہ معظمہ) تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے

اعلم علما قاضی مکہ و مفتی حنفیہ سے سوال

اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علما مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنیفہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے میں حضرت موصوف کی

خدمت میں گیا۔ حضرت مولنا وصی اللہ صاحب محدث سورتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاجزادے عزیزی مولوی عبدالاحد صاحب بھی ہمراہ تھے۔

امام بریلوی قدس سرہ کی پرزور مدلل تقریر

میں نے بعد سلام و مصافحہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹے تک اسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد عمل کیا اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے جب میں نے تقریر ختم کی۔

امام بریلوی کی باعث رحمت آمد

(حضرت مولانا شیخ صالح کمال) چپکے سے اٹھے قریب الماری رکھی تھی، وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رام پوری کے رسالہ "اعلام الاذکیا" کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس ﷺ کو ھو الاول و الاخر و الظاھر و الباطن و ھو بکل شی علیم چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اٹھالائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چکتا میں حمد الٰہی بجا لایا اور فرودگاہ پر واپس آیا مولانا (شیخ صالح کمال صاحب) سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے تھے اور حج کا ہنگامہ جائے قیام نامعلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہو گا۔ ۲۵ ذی الحجہ سن ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد

سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولانا سید اسمٰعیل (محافظ کتب حرم) اور ان کے نوجوان سید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں۔

پانچ اہم سوالات

حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولنا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا' مجھ سے فرمایا یہ وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعے سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف علی پاشا تھے)

امام بریلوی کا فوری جواب کا ارادہ

میں نے مولنا سید مصطفیٰ سے گزارش کی قلم دوات دیجئے حضرت مولانا شیخ کمال صالح و مولانا سید اسمٰعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے۔

تفصیل جواب کی عرض

ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں دینا چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں میں نے عرض کی کہ اس کے لئے قدرے مہلت چاہئے وہ گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے حضرت مولنا شیخ کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنج شنبہ کو مجھے مل جائے

کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں میں نے اپنے رب عز و جل کی عنایت اور اپنے نبی ﷺ کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا۔

معرکتہ الارا تصنیف

اور شان الٰہی کہ دوسرے ہی دن سے بخار نے پھر عود ے کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور (حجتہ الاسلام حضرت مولانا) حامد رضا خاں تبیض کرتے اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے میں اس رسالہ میں غیوب خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل۔

اثنائے تصنیف میں شیخ الخطبا کا پیغام

آج ہی کہ میں لکھ رہا ہوں حضرت شیخ الخطبا و کبیر العلما مولانا شیخ احمد ابو الخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پیر سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہی حضرت شیخ الخطبا نے اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی۔ میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو میں نے قبول کیا رخصت ہوتے ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا۔ حضرت موصوف نے باں فضل و کمال و باں کبر سال کی عمر شریف ستر سال سے متجاوز تھی یہ لفظ فرمائے انا اقبل ارجلکم وانا

اقبل نعالکم میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں' میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں' یہ میرے حبیب ﷺ کی رحمت کی ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا اب دوسرا دن چہار شنبہ کا ہے۔

ابن محدث مغرب کا پیغام

صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولانا سید عبدالحیٔ ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ و دینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) ان کا خادم پیام لایا کہ مولانا تجھ سے ملنا چاہتے ہیں میں خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہوں گا فورا خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں تمیز ہو چکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہو لئے ہیں ظہر پڑھ کر سوار ہوں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولنا تشریف آوری کی اجازت دی

ابن محدث مغرب کی سند حدیث طلبی

وہ تشریف لائے علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے' یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی وہاں زوال ہوتے ہی معا اذان ہو جاتی ہے میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز روزہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا

کتاب کی تکمیل

آج کا دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے بقیہ دن میں اور بعد نماز عشا فضل الٰہی اور عنایات رسالت پناہی ﷺ نے کتاب کی تکمیل و تبیض سب پوری کرا دی "الدولتہ المکیتہ بالمادۃ الغیبیہ" اس کا تاریخی نام ہو اور پنج شنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ مولانا نے دن میں کل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو (حاکم وقت) شریف صاحب کے یہاں لے کر تشریف لے گئے عشا کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں۔ شریف علی پاشا کا دربار ہو تا ہے

شریف کے دربار میں حیرت انگیز کتاب کی دھوم

حضرت مولانا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا (یعنی مجدد اعظم بریلوی قدس سرہ نے) وہ علوم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔

وہابیہ کا خوف الجھاؤ اور شکست

دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد نگینہ کہلاتا دوسرا عبدالرحمن اسکوبی۔ انھوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی شریف مکہ ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائے گا لہٰذا چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے بڑھے انھوں نے پھر ایک مہمل (بے معنی)

اعتراض حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجئے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب میں ہی آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے یہ فرما کر آگے پڑھنا شروع کیا۔ کچھ اور پہونچے تھے انھیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے اب حضرت مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ یا سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر سناؤں اور یہ جا بیجا الجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم ہو تو کتاب سناؤں۔ شریف نے فرمایا اقراء (آپ پڑھئے) اب ان کی ہاں کو کون نا کر سکتا تھا معترضوں کا منہ مارا گیا۔

کتاب کے مضامین سے شریف مکہ کا تاثر

مولانا کتاب سناتے رہے اس کے (کتاب "الدولتہ المکیہ" از امام بریلوی قدس سرہ) دلائل قاہرہ سن کر مولانا شریف نے باآواز بلند فرمایا۔ اللہ یعطی وھو لا لمنعون یعنی اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب ﷺ کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب تک کتاب سنائی۔ اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگیا۔ شریف صاحب نے حضرت مولانا سے فرمایا۔ یہاں نشانی رکھ دو۔ کتاب بغل میں لے کر بالا خانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ کتاب آج تک انھیں کے پاس ہے۔

ساکنان حرم علماو عوام میں کتاب اور امام بریلوی قدس سرہ کا عام چرچا مسرت شادمانی کا لہر

اصل کتاب سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے علما کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر اوس پڑ گئی .بقصد تعالی سب ہی ٹھنڈے ہو گئے۔ گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ خوش کیا ہوئے اب وہ مصطفیٰ ﷺ کے لئے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا۔ تمھارا کفرو شرک تمھیں پر پلٹا۔

وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔ مولی عزو جل کا فضل حبیب اکرم ﷺ کا کرم کہ علما کرام نے دھوم دھام کتاب پر تقریظین لکھنی شروع کیں وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں (.غلہ تعالی محفوظ رہیں)۔

چپت

جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہ تعالی ان کا منہ کالا ہوا۔ ایک ناخواندہ جاہل کہ زائب کہلاتا اسے کسی طرح اپنے موافق کیا احمد راتب پاشا اس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے آدمی ناخواندہ مگر دیندار ہر روز بعد عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے۔ یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکانے سے بھڑک جائے گا ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرام نے ان سے گزارش کی۔

"ایک ہندی عالم (مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہ) نے ہندوستان میں بہت سے لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب

کرنے آیا ہے (اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جمے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دیئے مجبوراً ان کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ) اور اکابر علما مکہ مثل شیخ العلما سید محمد سعید بابصیل مولانا شیخ صالح کمال و مولانا ابو الخیر مرداوس کے (امام بریلوی کے) ساتھ ہو گئے"۔

مولی تعالی کی شان کہ یہ واقعی بات جو اس نے مجبوراً کہی سپر الٹی پڑی پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا۔

" یا خبیث ابن الخبیث یا کلب ابن الکلب اذا کان ھو لا معہ فھو یفسد امر یصلح" ۔

(اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ (اکابر علما مکہ) اس امام بریلوی کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالے گا یا اصلاح کرے گا)

شیخ العلما حرم اور امام بریلوی

حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالی جنات عالیہ عطا فرمائے باں فضل کمال کہ میرے نزدیک فقیر حقیر (سیدنا امام بریلوی قدس سرہ) کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے۔ بار بار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں اسے کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا تو لکھ دیا۔

مسائل اور فیصلوں کا حل

تین تین پہر میری ان کے ساتھ مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے فقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے

موافق ہوتا بشاشت و خوشی کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال و کبیدگی اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی مجھے بھی ان دونوں صاحبوں نے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی سے ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا۔

امام احمد رضا
فاضل بریلوی قدس سرہ

(از خطیب مشرق علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی مدیر پاسبان الہ آباد)

قال رسول اللہ صص ان اللہ یبعث علی راس کل مائتہ سنتہ من یجدد لھا الر دینھا

(ا) سرور کائنات کا فرمان گرامی ہے کہ پروردگار عالم ہر صدی کے آخر میں ایک رہنمائے کامل بھیجتا ہے جو مردہ سنتوں کو زندہ کرتا اور قوم کو بھولی بسری باتوں کو یاد دلاتا ہے وہ مرد حق تجدید و احیائے دین کی کٹھن راہوں سے گزرنے میں تیر ملامت کا نشانہ بنتا ہے اور کبھی کبھی تو قید و بند کی کٹھنائیوں سے بھی اسے دوچار ہونا پڑتا ہے چونکہ وہ کوئی سیاسی قیدی نہیں جو حالات کے تیور سے مرعوب ہو کر کلمہ حق کو واپس لے لے بلکہ آمرانہ جابرانہ طاقتیں خود اس کے قدموں پر جھکتی ہیں اور حق کا پرستار بلاخوف لومتہ لائم دین کی صاف اور کشادہ راہوں کو پیش کرنے میں جرات و بیباکی سے کام لیتا ہے غیر تو غیر بسا اوقات اپنے بھی اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوتے ہیں مگر نہ پوچھئے اس کے عزم و استقلال کی خداداد طاقت کی کرشمہ سازیاں کہ قہر و غضب کے بادل امنڈتے ہیں مگر برسنے سے پہلے مطلع صاف نظر آتا ہے نہیں معلوم ایسے کتنے طوفان اٹھتے ہیں مگر اس کی جبین

استقلال پر بل نہیں آتا۔ یہاں تک وہ اپنی مختصر سی زندگی میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتا ہے جس کے باعث دنیا اسے مجدد کے نام سے یاد کرتی ہے۔

(۲) یہ ایک سنت الیہ ہے کہ آفتاب نبوت کے پردہ فرمانے کے بعد کسی قرن اور صدی کو قدسی نفوس ہستیوں سے خالی نہ رکھا گیا ملت اسلامیہ کی صحیح نمائندگی اور رہنمائی کے لئے ہر تیرہ و تاریک فضا میں کوئی نہ کوئی آفتاب ہدایت مطلع شہود پر آتا رہا اور وقت کی بگڑتی ہوئی فضا کو ساز گار بنانے میں یا یوں کہہ لیجئے کہ نظام شریعت کے سانچے میں ڈھال دینے کی انتھک کوشش کرتا رہا اس سلسلے کی سب سے بڑی کڑی حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے اور مجددین کی آخری کڑی ہے جس کو نامزد کیا جا سکتا ہے وہ تاجدار اہل سنت مجدد ماتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا نام نامی ہے

حضرت عمر ابن العزیز اور اعلیٰ حضرت کی درمیانی صدیوں میں امام شافعی امام فخرالدین رازی امام غزالی ابوبکر باقر قلانی' یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے مجدد الف ثانی جیسے بلند پایہ حضرات اپنے اپنے وقت میں احیائے دین فرماتے رہے اور قریب قریب ہر ایک کی تاریخ میں یہ قدر مشترک نظر آئے گا کہ آسمان ہدایت کے ان چمکتے ہوئے ستاروں پر غبار ڈالنے کی کوشش کی گئی مگر حق خود بلند ہوتا ہے وہ کسی کے بلند کرنے سے عظمت و رفعت کی چٹان پر نہیں پہنچتا اور نہ تو کسی باطل کی ہوا خیزی سے اس کی صداقت پر پردہ پڑتا ہے دنیا کی فرعونی و طاغوتی طاقتوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ آخر ایک صبح نمودار ہوئی جس کی روشنی پر تاریکی کا پردہ نہ پڑا۔ اور ان کے کارہائے نمایاں کے سامنے غیروں کی بھی گردنیں جھک

گئیں۔ چنانچہ تاجدار اہل سنت کے متعلق آج بھی مخالفت کے باوجود اکابر علمائے دیوبند یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ جو کچھ بھی ہو مولانا احمد رضا خاں صاحب قلم کے بادشاہ تھے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا اس کا کوئی گوشہ بھی تشنہ نہ چھوڑا۔

(۳) قلم کی پختہ کاری کا اعتراف ہی اعلی حضرت کی شان تجدید پر روشن دلیل ہے چونکہ امام اہل سنت کا مجدد ہونا حسن صورت یا امارت و ریاست یا کثرت تلامذہ و حلقہ ارادت کی وسعت غرض یہ کہ اس قسم کے دوسرے عوارضات پر مبنی نہیں بلکہ کشور علم کا تاجدار جس وقت سیف قلم لے کر رزمگاہ حق و باطل میں اترا ہے اپنے تو اپنے غیروں نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے اور تجدید نام ہی ہے انسان کی اس صفت راسخہ کا جس کی قوت سے بڑی سے بڑی طاقت پر قابو یافتہ ہو کر حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے یہی وہ جوہر ہے جو اعلی حضرت کی تصنیف و تالیف تقریر و تحریر میں نمایاں حیثیت سے اجاگر ہے اور اس جوہر گرانمایہ سے ہر اس شخص کا دامن نہیں بھرپور ہو سکتا جس نے درس نظامیہ کی کتب متداولہ کی حرف بہ حرف تعلیم حاصل کی ہو۔ یہ خدا کی ایک بخشی ہوئی طاقت ہے جو احیا سنت کی خاطر کسی برگزیدہ بندے کو دی جاتی ہے (ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء) یہ اللہ کا ایک فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے انھیں برگزیدہ شخصیتوں میں فاضل بریلوی کا بھی نام نامی ہے۔

(۴) الحاد و بے دینی کی مہیب فضا' کفرو شرک کی گھنگھور گھٹا نجدیت و وہابیت کی مطلق العنان مارکیٹ جس میں شرک و بدعت "ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا" کی جگہ لے چکی ہے بات بات پر شرک و بدعت کے فتوے دیئے جاتے استمداد و نداد میلاد و قیام' ختم نبوت و علم غیب جیسے قطعی الدلائل مسائل پر نہ

صرف قیل و قال کے دروازے کھل گئے تھے بلکہ اخبار و پریس کی طاقت و نیز حکومت وقت کے ایما و اشارے پر سچے پکے مسلمانوں کو بدعتی و مشرک کہا جاتا تھا اور یہ فتاوے کیوں نہ دیئے جاتے "سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا" انگریزوں سے ساز باز تھا علمائے اہل سنت اپنی پوری طاقت سے انگریزی سامراج کو مٹانا چاہتے تھے چنانچہ مجاہد جلیل حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی صادر فرما چکے تھے جس کی پاداش میں دریائے شور کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں اور بہت سے حق پرست مسلمانوں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا علمائے اہل سنت کا شیرازہ منتشر تھا ایک جتھ ختم ہو چکی تھی تنظیم ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی ایک دوسرے کے حالات سے بے خبر و ناآشنا تھے اور ملک کی دوسری فتنہ انگیز جماعت انگریزوں کے ہاتھ کٹھ پتلی بن چکی تھی برطانیہ گورنمنٹ کی نوازشات سے دامن بھرپور تھا موقع غنیمت جان کر عقائد کا جال بچھانا شروع کر دیا اب ان کے پاس دارالعلوم تھا اور جمعتیہ کا جتھا بھی تھا طفل مکتب مصنف بن چکے تھے ہر کتاب پر ہنگامہ ہوتا۔ ہر عبارت پر مکالمہ بازی کا بازار گرم ہوتا حفظ الایمان کی ایک گندہ و توہین آمیز عبارت ہر سبط النبان توضیع البیان مکالمتہ الصدرین جیسے نہیں معلوم کتنے رسالے و پمفلٹ کوچہ و بازار میں آ چکے تھے کسی طرح عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا اس لیے نئے نئے شگوفہ کھلاتا اور نئی نئی پھلجھڑی چھڑانا مصلحت وقت کا عین تقاضا تھا۔ کبھی علم غیب پر حملہ ہے تو کبھی ختم نبوت پر کبھی شان نبوت کی تنقیص ہے تو کبھی عظمت ولایت کی توہین۔

(۵) غرض کہ زمین ہند ماتم گسار تھی' چرخ کہن نوحہ گر تھا۔ قدسی صفات فرشتے رحمت باری کے منتظر تھے۔ اہل سنت کا کلیجہ زخموں سے چور تھا۔

حق پرستوں کی آنکھ ساون بھادوں کی جھڑی تھی۔ عقیدت مندوں کا سینہ نالاں کناں تھا رسول پاک ﷺ کے فدائی ماہی بے آب تھے۔ حرمت نبوت پر جان دینے والے کراہ رہے تھے عظمت ولایت پر مرمٹنے والے سسک رہے تھے۔ اس طرف اغثنی یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے تھے۔ یا غوث المدد کی صدائیں تھیں اور دوسری طرف انگریزوں کو گود میں بیٹھ کر تیر و کمان کی مشق جاری تھی۔ مقابلہ آسان نہ تھا۔ نجدیت کے علاوہ سفید چمڑے والوں سے بھی مقابلہ تھا۔ جن کا دل توے کی کالکھ سے زیادہ سیاہ اور سنگریزوں سے زیادہ سخت تھا۔

(۶) مگر مرد مومن کی آہ رنگ لا کر رہی۔ اہل سنت کے آنسو رحم و کرم کی موسلادھار بارش بن کر رہے۔ یہاں تک سرزمین بریلی کا مقدار اوج ثریا سے بھی بلند ہوا۔ شب دیجور کے پردے چاک ہوئے پو پھٹی۔ گگر نموار ہوئی' کرن ضیا پاش ہوئی' آسمان ہدایت پر ایک ستارہ چمکا۔ بزم علم میں ایک روشن چراغ منور ہوا۔ چمنستان مجددیت میں ایک شاداب پھول کھلا جس نے عرب و عجم کو چمکایا اور جنوب و شمال کو اپنی عطر بیزیوں سے مہکایا۔ آیا! کون آیا؟ وہ وہی جس پر دنیائے سنیت عقیدت کے ہار چھا جاتی ہے ہاں وہ آیا! جو سفینہ سنیت کا تاجدار بن کر آیا جو قلم کا بادشاہ اور زبان کا دھنی بن کر آیا۔

جس کو ہماری زبان میں تاجدار اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عبدالمصطفیٰ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی سے یاد کیا جاتا ہے جن کا نام آج بھی زندہ ہے اور قیامت کی صبح تک ان کی عظمت و شوکت کی پرچم کشائی ہوتی رہے گی۔

(۷) ویسے تو اعلیٰ حضرت کی زندگی پیکر علم و عمل تھی' علمائے عرب و

عجم نے خراج عقیدت پیش کیا جس کی ادنیٰ شہادت "حسام الحرمین" ہے جس میں علمائے عرب نے اعلیٰ حضرت کے فتاوے کی نہ صرف تصدیق فرمائی بلکہ آپ کے علمی فضل و کمال کا اعتراف کرتے ہوئے تقریظات کا حصہ بھی شامل فرمایا لیکن آج ہمیں اس مسئلہ پر توجہ کرنی ہے کہ وہ کون سے خصوصی علل و اسباب ہیں جس کی بنا پر امام اہل سنت کو مجدد ماننے پر مجبور ہے۔

اس موقع پر مجھے اپنی بے مائیگی کا پورا پورا احساس ہے کہ میں ایسی سنگلاخ زمین پر قدم رکھ رہا ہوں جس کا میں قطعی طور پر اہل نہیں محترم مفتی ظفر علی صاحب نعمانی پرنسل دارالعلوم امجدیہ کراچی کا مرسلہ پیکٹ جس وقت مجھے موصول ہوا اور سرورق "حیات اعلیٰ حضرت" پر نظر پڑی تو وفور شوق میں اوراق کی گردانی کرنے لگا۔ مگر اپنی حرماں نصیبی کہ جس عنوان کا متلاشی تھا وہ مجھے نہ مل سکا یعنی اعلیٰ حضرت کی شان تجدید میرے خیال میں جلد اول کا سب سے اہم ضروری باب یہی تھا کہ اعلیٰ حضرت کی مجددیت پر سیر حاصل گفتگو کی جاتی اس کے بعد زندگی کے دوسرے گوشوں پر روشنی ڈالی جاتی ہو سکتا ہے کہ بعد کے دوسرے نسخوں میں حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفرالدین صاحب قبلہ پرنسپل جامعہ لطیفیہ کیہار نے اس خصوصی مسئلہ پر گفتگو فرمائی ہو۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکا تو مکتبہ کراچی کو چاہئے کہ وہ موصوف سے اس عنوان پر ایک علمی و تحقیقی مقالہ لے کر دوسری یا تیسری جلد میں شامل کر دے ورنہ میری نگاہ میں "حیات اعلیٰ حضرت" ایک عالم و فاضل کی تاریخ تو کہی جائے گی مگر وہ کسی مجدد کی تاریخ نہ بن سکے گی ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شان تجدید پر محققانہ گفتگو کی جائے یہ تنقید و تبصرہ نہیں بلکہ اپنی رائے ناقص کا اظہار ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

(۸) اعلیٰ حضرت کے عہد زندگی پر مختلف لوگوں نے اپنے انداز سے گفتگو کی ہے لیکن وہ کیا نہ تھے میری نگاہ میں اعلیٰ حضرت چمنستان علم و ادب کے ایسے شاداب و بے مثل گلدستہ ہیں جس کی وجہ سے انھیں مجمع محاسن اور جامع کمالات کہا جا سکتا ہے متبحر عالم، حیید فاضل، مفتی دوراں، مناظر اعظم فقیہ زماں ماہر فلکیات جامع معقول، آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت غرض کہ عربی گرامر سے لے کر ادب، معانی و بیان و بدیع، فقہ، تفسیر و حدیث منطق و فلسفہ علم جفر تکسیر ہیات و ریاضی سب پر یکساں نگاہ تھی اور ہر ایک میں ایسی دستگاہ کامل حاصل تھی کہ کوئی ہم عصر اس باب میں آپ کا ہم پلہ نہیں لیکن ان تمام محاسن کے ساتھ ایک اور بھی ایسی وہبی و وجدانی طاقت قدرت کی طرف سے ودیعت تھی جو اعلیٰ حضرت اور آپ کے دوسرے ہم عصر علما کے درمیان خط فاصل کھینچی ہے وہ ہے آپ کا مجدد کامل ہونا۔

(۹) ایک مجدد کی تاریخ کو جانچنے و پرکھنے کے لئے ضروری ہے کہ گرد و پیش ماحول پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ تاوقتیکہ اس کے صحیح ماحول کا اندازہ نہ ہو سکے اس وقت تک اس کے کار تجدید پر بحث کرنی دشوار ہو گی۔

اعلیٰ حضرت کی زندگی کا خلاصہ یا نچوڑ احقاق حق و رد و ابطال ہے زندگی سے مراد آپ کی تصنیف و تالیف تقریر و تحریر اور وہ روایات جو یکے بعد دیگرے ہم تک پہنچی ہیں جہاں تک رد وہابیہ کا تعلق ہے اس خصوص میں اعلیٰ حضرت کے متقدمین میں علامہ فضل حق خیر آبادی اور مولانا فضل رسول بدایونی کا بھی نام لیا جا سکتا ہے لیکن علامہ فضل حق کی تاریخ پر ان کا مجاہدانہ کردار اتنا غالب ہے

کہ زندگی کے دوسرے نقوش کا نگاہ اول جائزہ نہیں لے سکتی اور مولانا فضل رسول بدایونی کی زندگی پر تصوف و کشف و کرامات کی ایسی حسین غلاف چڑھی ہے کہ زندگی کے دوسرے نقوش خود بخود اس میں گم ہو جاتے ہیں علامہ فضل حق خواص کی نگاہ میں ایوان معقول کے شیکسپئر سمجھے جاتے ہیں اور تاریخ بین طبقہ کی نظر میں آزادی ہند کے تاجدار اول تصور کیئے جاتے ہیں مولانا فضل رسول بدایونی علما کے طبقہ میں جید عالم اور عقیدت مند دل کے جھرمٹ میں مرشد کامل کی جگہ پاتے ہیں لیکن امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم شریعت، شیخ طریقت، متعلم و معلم راعی و رعایا۔ حاکم و محکوم ایک پروفیسر و پرنسپل سے لے کر تاجر و مل مزدور تک کی نگاہ میں مجدد کامل سمجھے جاتے ہیں

(۱۰) میں نے متقدمین کی فہرست میں کسی اور کا اضافہ اس لئے نہیں کیا چونکہ اصول موازنہ کا آئینی تقاضا ہے کہ نقاد کا نقاد ہے طبیب کا طبیب سے اور پروفیسر کا پروفیسر سے موازنہ کیا جائے غرض کہ دو ایسے مقابل جو کسی ایک وصف میں شریک ہوں یا امکان شرکت سنو و ایسی ہی شخصیتوں کو ایک دوسرے کے مقابل لایا جا سکتا ہے چونکہ اعلی حضرت کے کار تجدید میں نمایاں پہلو عقدہ باطلہ کی تردید کو حاصل ہے اور اس بارے میں اگر کسی کو آپ کا شریک و سہیم قرار دیا جا سکتا ہے تو علامہ فضل حق اور مولانا فضل رسول بدایونی کو لیکن ان دونوں کی زندگی میں یہ حصہ جزوی حیثیت سے نظر آتا ہے اور اعلی حضرت کی پوری زندگی احیائے سنت اور رد ابطال کی آئینہ ہے یہ موازنہ من حیثیت تجدید نہیں بلکہ محض رد وہابیہ کے مخصوص شعبہ سے متعلق ہے

امام اہل سنت کا کار تجدید ۱۴ برس کی عمر سے لے کر زندگی کے آخری

لمحات تک جاری رہا اور لال عمر میں جو داغ بیل ڈالی گئی زندگی کے آخری حصے تک پروان چڑھتی رہی۔

اللہ اکبر! نہ پوچھیے اس مرد حق بین کی مجاہدانہ تاریخ کہ زمین ہند پر نہ معلوم کتنے صاحب کمال آسمان بن کر چھائے تھے مگر شیر حق کی ایک گرج نے زمین ہند کی کایا پلٹ دی۔

(۱۱) فرنگی محل کی عظیم ترین شخصیت جس کو آثار السلف کہا جا سکتا ہے حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہ بھی سیاسیات کا بہتا ہوا دھارا نہ سمجھ سکے جس وقت ہندوستان کے محبوب لیڈر مولانا محمد علی اور ان کے دوسرے حوارین میں تحریک خلافت اپنے ہاتھ میں لئے تھے اور کانگریس کے ملیہ ناز لیڈران بھی ترکی و برطانیہ جنگ کے اجتماع میں ہندی مسلمانوں کے دوش بدوش تھے ایسے نازک وقت میں حضرت مولانا عبدالباری صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریک خلافت کے ایک جزو بن گئے تھے لیکن اعلیٰ حضرت کی عاقبت اندیش نگاہ مستقبل سے ناآشنا تھی چنانچہ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو وحید عصر حضرت مولانا عبدالباری علیہ الرحمتہ کی خدمت گرامی میں بھیجا گیا کہ مولانا اپنے الفاظ سے رجوع فرمالیں قربان جایئے ان حق پرستوں کی للّٰہیت پر کہ نہ تو توبہ لینے والے کو کسی شخصیت کے سامنے جھجک اور نہ تو رجوع کرنے والے کو کسی قسم کی شرم و عار یہ ہے اعلیٰ حضرت کی وہ جرات بیباک جس کے سامنے اکابر علما کی گردنیں جھک گئی تھیں۔

(۱۲) اگر ایک طرف مولوی شبلی نعمانی کا قلم آزاد خیال طبقے سے خراج

عقیدت حاصل کر رہا تھا تو دوسری اعلیٰ حضرت کا زور قلم علما عرب و عجم کو دعوت فکر دے رہا تھا مگر قلم کی وہ پختہ کاری جو اعلیٰ حضرت کی تصنیف و تالیف میں پائی جاتی ہے وہ دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔

مولوی شبلی نعمانی کی تالیفات سے سیرۃ النبی مایہ ناز تالیف ہے لیکن ارباب فکر و نظر پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ سیرت النبی میں مولانا شبلی نے مسئلہ معراج پر گفتگو کرتے ہوئے نقل روایات کا تسلسل باندھ دیا ہے مگر اس فیصلہ میں ان کا قلم خاموش ہے کہ رسول محترم ﷺ کو آیا معراج جسمانی تھی یا روحانی ایک مولف کی بہت بڑی کمزوری ہے بلکہ ایسی صورت میں اس کی عدم تحقیق اس کا کتمان حق تصور کیا جاتا ہے۔ اگر سیرت النبی میں واقعات کی فراہمی ہی کو دخل ہوتا تو میں اس مسئلہ کو نہ چھیڑتا لیکن حضور کی ولادت سے متعلق ۹ ربیع الاول کی اپنی تحقیق پیش کرنا یا واقعہ ہجرت پر گفتگو کرتے ہوئے غار ثور پر کبوتر نے انڈا دینے سے انکار کر دیا معجزہ شق القمر کی روایات پر جرح کرنا وغیرہ وغیرہ اور مسئلہ معراج میں روایتوں کی فراہمی کے بعد اظہار حقیقت میں خاموش رہنا "کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے" کا مصداق ہے لیکن اعلیٰ حضرت کے قلم میں نقل روایات کے ساتھ تحکم اور قوت فیصلہ کی بے پناہ طاقت موجود تھی یہی وہ طاقت ہے جو دوسرے علما کے درمیان اعلیٰ حضرت کو شرف امتیاز بخشتی ہے

(۱۴) بات بہت دور آ گئی مقصود صرف یہ ہے کہ اب اعلیٰ حضرت کو ایسے ماحول میں دیکھنا ہے جہاں وقت کے ممتاز لوگ اپنے اپنے علمی فضل و کمال کی داد لے رہے تھے۔ البتہ اب تک میں نے جتنے نام پیش کیے ہیں ان میں کسی کو مجدد نہیں کہا گیا خواہ وہ علامہ شبلی ہوں یا مولانا محمد علی یا حضرت مولانا

عبدالباری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان میں سے ایک مورخ ہے دوسرا سیاسی لیڈر اور تیسری ذات گرامی متبحر عالم اور شیخ طریقت ہاں ایک نام باقی رہ گیا ہے جس کو ہندوستان کی ایک مخصوص ٹولی اپنا خانہ ساز مجدد تصور کرتی ہے وہ بہشتی زیور کے مولف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہیں میں نہیں کہہ سکتا کہ تھانوی صاحب کا موازنہ کس حیثیت سے اعلیٰ حضرت سے کیا جائے۔

(۱۴) ہاں اگر پیر کی مخالفت کرنے والا مجدد ہو سکتا ہے تو تھانوی صاحب نے مسئلہ میلا دو قیام وغیرہ میں اپنے روحانی باپ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی مخالفت کی ہے اس نہج سے انھیں مجدد کہا جا سکتا ہے اگر آپ کی اصطلاح کیا ایسے مولف کو مجدد کہتے ہیں جس کی عبارت میں نہ صرف ایہام توہین بلکہ رسول پاک کی کھلی ہوئی توہین ہو تو حفظ الایمان کے مولف شاتم رسول خباب تھانوی صاحب کو مجدد کہا جا سکتا ہے جس میں سرور کائنات کے علوم غیبیہ کو جانور' پاگل مجنون سے تشبیہ دی گئی ہے ایعاذ باللہ من ذالک اگر آپ کی اصطلاح میں مجدد ایسے مصلحت اندیش کو کہتے ہیں کہ جب تک زمین سازگار نہ ہو کتمان حق کیا جائے اور اپنے عقائد باطلہ پر پردہ ڈال کر زمین بنائی جائے تو کانپور کی سرزمین پر تھانوی صاحب نے پہلے اسی اصول کو برتا ہے جیسے جیسے زمین بنتی گئی شرک اور بدعت کو رواج دینے لگے۔

اگر آپ کا یہی اصول ہے کہ دین میں نئی بات پیدا کرنے والا مجدد ہے خواہ وہ دعات و منکرات ہی کا رواج کیوں نہ دیتا ہو مجھے معاف فرمایئے ایسے مجدد کی پہلی کڑی حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ذات گرامی نہ قرار پائے گی۔ بلکہ ایسے مجدد کا رشتہ تو ابوجہل اور یزید سے جوڑنا پڑے گا اور اگر تصنیف و تایف کی

کثرت و بہتات پر نگاہ ہے کہ تھانوی صاحب نے بہت سے رسائل لکھے ہیں تو مصنف نے اپنے قلم سے پہچانا جاتا ہے اس اصول کے پیش نظر اعلی حضرت فاضل بریلوی کے دستر خوان کرم کے خوشہ چین فقیہ اعظم مولانا امجد علی صاحب کی "بہار شریعت" اور تھانوی صاحب کی "بہشتی زیور" کا موازنہ کیا جائے تو یہ ادعائے محض نہیں بلکہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ بہشتی زیور کے دس حصے پر "بہار شریعت" کا ایک نسخہ وزنی ہے بلکہ دس حصے کو "بہار شریعت" کے ایک حصہ سے کوئی نسبت نہیں

اب میں آپ کی زبان عدالت کا فیصلہ چاہتا ہوں کہ جس کی معرکتہ آلارا تصنیف "بہار شریعت" کے مقابل نہ لائی جا سکے۔ وہ "فتاوی رضویہ" کے مقابل کس طرح لائی جا سکتی ہے جس کی ایک ایک سطر میں علوم و معارف کا بیش بہا خزانہ محفوظ ہے اب آپ ہی بتلائیے کہ اعلی حضرت اور تھانوی صاحب کے درمیان وہ کون سا قدر مشترک ہے جس کی بنا پر ایک دوسرے کے مقابل لایا جا سکے اس لیے جمہور علما کا بالاتفاق رائے یہ آخری فیصلہ ہے کہ اعلی حضرت بغیر کسی موازنہ کے اس صدی کے مجدد کامل تھے۔

مگر یہ واضح رہے کہ اس آخری صدی کے مجدد کی شان ہی نرالی تھی پوری زندگی احیائے سنت اور فرقہ باطلہ کی تردید میں گزاری مگر نوک قلم پر کبھی ایسی بات نہ آئی جس سے اشارۃ و کنایہ یہ سمجھا جا سکے کہ یہ شخص اپنے کو مجدد کہلانا چاہتا ہے لیکن آج ایسے بھی صاحب قلم ہیں جو اپنی کتاب ہی کا نام "تجدید و احیا دین" رکھتے ہیں جیسا جناب سید ابو الاعلی صاحب مودودی تاکہ ان کی جماعت کتاب کا نام ہی دیکھ کر انھیں مجدد کہہ سکے۔

اے پروردگار عالم! جب تک آسماں کے ستاروں میں

چمک اور مرغزاروں میں کوئلوں کی لوک اور پپیہا کی ترنم خیز صدائیں

گونج رہی ہوں۔

اے کائنات کے پالنہار! جب تک کائنات کی چہل پہل اور گردش لیل و

نہار ہو۔

اے خالق کائنات! جب تک کائنات کی چہل پہل اور گردش لیل و نہار

ہو۔

اے رب کریم! جب تک صحن گلشن میں کلیوں کی مسکراہٹ اور

پھولوں کے حسین قہقہے پر بلبلوں کی نوا سنجی ہو! اس وقت تک آقائے نعمت

سیدی مولائی تاجدار اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا

خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر ترے رحم و کرم کے پھولوں کی

بارش ہو۔

(آمین ثم آمین)

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و علی اٰلہ و صحبہ اجمعین

و بارک وسلم

مجدد اعظم امام اہل سنن قدس سرہ

از عندلیب اہل سنت حضرت مولانا مفتی محمد رجب علی صاحب مفتی نارپناہ مدظلہ

العالی

امام اہل سنن وہ امام اہل ہدیٰ

فقیہ ایسا کہ واللہ مرجع الفقہا

وہ آفتاب سپہر علم دین حسن
وہ ماہتاب معارف و نجم رشد و تقی

وہ جس کے ناخن ادارک کا اشارہ اک
برائے خلق بفضل الٰہ عقدہ کشا

فہیم ایسا کہ فہم جہاں ہو جس پہ نثار
عقیل وہ کہ ہیں جس کے گدا سبھی عقلاء

جلال علم عیاں جس کے روے زیبا سے
جمال عشق کی زلفوں پہ جس کے چھائی گھٹا

نعیم و امجد و برہان حق ہیں جسپر نثار
ضیا و عبد عزیز و سلام جس پہ فدا

وہ جس کے آئینہ رخ میں حجتہ الاسلام
ہوئے جو حامد و محمود مجلس علما

ہیں جس کے مظہر انوار مفتی اعظم
کہ جن کے دم سے منور ہے محفل نقبا

بسا ہے کون تخیل میں دل بتا تو سہی
وہ کون ہے کہ یہ جس کے لئے ہے قصد ثنا

تری مجال زباں ثنا! کہ وا ہو کر
کرے تو مدحت الطاف بارگاہ رضا

وہ ہیں مجدد دوراں ضیا دین مبین
جنید عصر ہیں وہ شبلی زماں بخدا

برائے تزکیہ نفس ان کے در یہ حوائے
خدا کے فضل سے پا جائے بے مثال دوا
ہے ان کی خاک و رفیق کیمائے غریب
ہے نام ان کا عجب حرز بہر دفع بلا
قضا اگر ہو معلق تو کیا عجب اے دل
بفیض خاص لپٹ جائے روئے تیر قضا
ہے آزمودہ کہ اعدا میں پڑ گئی ہلچل
غلام در کی زباں پر جو آیا نام رضا
بقصد دفع بلیات ان کا نام کریم
عمل انوکھا ہے سنن کا لکھا پڑھا
کرم ہے مجھ پہ مدیر تجلیات کا یہ
لکھا جو مجھ کو کروں عرض مدح شان رضا
کہاں میں ذرہ ناچیز اور کہاں وہ حباب
زمین عجز کہاں اور کہاں وہ عرش ہدی
وہ بادشاہ سخاوت ہیں ان کے در پہ مرا
عریضہ ایسا ہے جیسے فقیر کی ہو صدا
قبول ہے کہ نہیں اس کی فکر لاحاصل
نگاہ فیض کا محتاج ہوں میں ان کی سدا
غلام حضرت عبدالعزیز ہادئی دیں
رجب منم زدعائے زبان پاک رضا

فیوض مرشد برحق چناں شدہ کہ شدم
گدائے مفتی اعظم فقیہ اہل ہدیٰ

مولانا مفتی محمد رجب علی صاحب

شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مصطفویہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقہ میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام
بے غضب راضی ہو کاظم اور [illegible] کے واسطے

بہر معروف سری معروف دے بے خود سری
جند حق میں گن جنید با صفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوا نصرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بو الحسن اور بو سعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہ رزقا سے دے رزق حسن
بندہ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصرابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ

دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے
طور عرفاں و علو و حمد و حسنی و بہا
دے علی موسی حسن احمد بہا کے واسطے
بہر ابراہیم مجھ پہ نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے
خانہ دل کو ضیا دے روئے ایماں کے جمال
شہ ضیا مولی جمال الاولیا کے واسطے
دے محمد کے لئے روزی کر احمد کے لئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے
دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتہا کے واسطے
حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کے
اچھے پیارے شمس بدر العلی کے واسطے
دوجہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے
نور جاں و نور ایماں نور قبر و حشر دے
بو الحسن احمد نوری لقا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے

میرے مولی حضرت احمد رضاؒ کے واسطے

سایہ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے
رحم فرما آل رحمن مصطفیٰ کے واسطے

صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو عرفاں عافیت اس بینوا کے واسطے

نسیم قادری رضوی غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاتحہ سلسلہ

یہ شجرہ مبارک ہر روز بعد نماز صبح ایک بار پڑھ لیا کریں بعدہ درود غوثیہ سات بار' الحمد شریف' ایک بار آیت الکرسی ایک بار قل ہو اللہ شریف سات بار پھر درود غوثیہ تین بار پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخ کرام کی ارواح طیبہ کی نذر کریں جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کے لئے دعائے عافیت و سلامت کریں ورنہ اس کا نام بھی شامل فاتحہ کرلیں

درود غوثیہ یہ ہے

اللھم صلی علی سیدنا و مولینا محمد معدن الجود والکرم والہ وبارک وسلم

پنج گنج قادری

بعد نماز صبح یا عزیز یا اللہ بعد نماز ظہر یا کریم یا اللہ بعد نماز عصر یا جبار یا اللہ بعد نماز مغرب یا ستار یا اللہ بعد نماز عشا یا غفار یا اللہ سب سو سو بار اول و آخر تین بار درود شریف اس کی مداومت سے بے شمار برکات دین و دنیا ظاہر ہوں گی۔ نیز نماز فجر قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز مغرب دس بار حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم ایک بار رب ی مسنی نصر وانت ارحم الراحمین دس بار رب انی مغلوب فانتصر دس با سیھزم الجمع و یولون الدبر دس بار اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذ ک من شرورھم دس بار۔ اس کی مداوت سے سب کام سنیں گے

دشمن مغلوب رہیں گے۔

قضائے حاجات و حصول ظفر و مغلوب دشمناں

(۱) اللہ ربی لا شریک لہ، آٹھ سو چوہتر بار اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ اس قدر عدد معین باوضو قبلہ دو و زانو' بیٹھ کر روزانہ تا حصول مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں بے گنتی بے شمار زبان سے جاری رکھیں۔

(۲) حسبنا اللہ و نعم الوکیل ساڑھے چار سو بار روزانہ تاحصول مراد اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کی بے شمار تکثیر کریں۔

(۳) بعد نماز عشا ایک سو گیارہ بار طفیل حضرت دستگیر دشمن ہووے زیر۔ اول و آخر گیارہ گیارہ بار دورد شریف تا حصول مراد یہ تینوں عمل امور مذکورہ کے لئے نہایت مجرب و سہل الحصول ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔

جب کوئی حاجت پیش آئے ہر ایک اتنے اتنے اعداد معینہ پر پڑھا جائے پہلے اور دوسرے کے لئے کوئی وقت معین نہیں۔ جس وقت چاہیں پڑھیں۔ اور تیسرے کا وقت بعد نماز عشا ہے۔

جب تک مراد بر نہ آئے تینوں اسی ترکیب سے پڑھے جائیں اور جس زمانے میں کوئی خاص حاجت درپیش نہ ہو تو پہلے اور دوسرے کو سو سو بار روزانہ پڑھ لیا کریں اول و آخر درود شریف تین تین بار۔

ضروری ہدایت

(۱) مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں۔ جس پر علما حرمین شریفین ہیں سینوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی' دیوبندی' رافضی' تبلیغی' مودودی' ندوی' نیچری' غیر مقلد قادیانی وغیرہم ہیں' سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں' ان کی بات نہ سنیں ان کے پاس نہ بیٹھیں ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسے ڈالتے میں کچھ دیر نہیں لگتی آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے ان کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے مال اور دنیا کی عزت دنیا کی زندگی دنیا ہی تک ہیں دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

(۲) نماز پنج گانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے مردوں کو مسجد و جماعت کا التزام بھی واجب ہے بے نمازی مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں ہے بے نماز وہی نہیں ہے جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً کھودے بے نماز ہے کسی کی نوکری ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینی سخت محرومی پرلے سرے کی نادانی ہے کوئی آقا یہاں تک کہ کافر کا بھی اگر نوکر کوئی ہو اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری ہی حرم قطعی ہے اور کوئی وسیلہ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے اور اس کے ترک پر سخت غضب فرماتا ہے والعیاذ باللہ تعالی

(۳) جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں سب کا ایسا حساب لگائیں کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ

نہایت جلد ادا کریں کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض ذمہ پر باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول کیا جاتا۔ قضا نمازیں جب متعدد ہو جائیں مثلاً ۱۰۰ بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں نیت کریں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر دن اور رات کی ۲۰ رکعت ادا کی جاتی ہیں۔

(۴) جتنے روزے بھی قضا ہوئے ہوں دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کر لیے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے جب تک پچھلے رمضان کے روزے کی قضا نہ کر لی جائے اگلے روزے قبول نہیں ہوتے۔

(۵) جو صاحب مال ہیں زکوۃ بھی دیں جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب کر کے ادا کریں۔ ہر سال کی زکوۃ سال تمام ہونے سے پہلے دے دیا کریں سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے لہٰذا شروع سال سے رفتہ رفتہ دیتے رہیں سال تمام پر حساب کریں اگر پوری ادا ہو گئی بہتر ورنہ جتنی باقی ہو فوراً دے دیں اور اگر کچھ زیادہ نکل گیا ہے تو وہ آئندہ سال میں مجرا کر لیں۔ اللہ عزوجل کسی کا نیک کام ضائع نہیں کرتا۔

(۶) صاحب استطاعت پر حج بھی فرض اعظم ہے اللہ عزوجل نے اس کی فرضیت بیان کر کے فرمایا ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العلمین اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے نبی ﷺ نے تارک حج کو فرمایا ہے کہ چاہے "یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر" والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ اندیشوں کے باعث باز رہے۔

(۷) کذب، فحش، چغلی، غیبت، زنا، لواطت، ظلم، خیانت، ریا، تکبر داڑھی منڈانا یا کتروانا، فاسقوں کی وضع پہننا ہر بری خصلت سے بچیں جو ان ساتوں باتوں کا حامل رہے گا اللہ و رسول سے اس کے لئے جنت ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم آمین بعد نماز پنجگانہ قبل شروع پنج گنج قادری پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین گرد من۔ گرد خانہ من وگرد زن و فرزندان من وگرد مال و دوستان من حصار حفاظت تو شور و تو نگہدار باشی یا اللہ بحق سلیمان بن داؤد علیہما السلام و بحق اھیا اشراھیا و بحق علیقا ملیقا تلبقا انت تعلم ما فی القلوب و بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و بحق یا مومن یا مھیمن صلی اللہ تعالی علیہ والہ وصحبہ وسلم ایک بار پڑھ کر انگشت شہادت پر دم کر کے تین بار اپنے سیدھے کان کی جانب بہ نیت حصار کلمہ کی انگلی سے حلقہ کھینچا کریں ہر وقت ایسا ہی کریں پھر اس وقت کا عمل پنج گنج شروع کریں اور اگر ہر وقت کی پنج گنج کے عمل کے بعد یا باسط ۷۲ بار اور اضافہ کریں تو اور بہتر ہے اور اگر چاہیں تو وقت فجر یا حی یا قیوم لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین وقت ظہر یا حی یا قیوم برحمتک استغیث وقت عصر حسبنا اللہ و نعم الوکیل وقت مغرب رب انی مسنی الضمر وانت ارحم الراحمین وقت عشا وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ہر ایک ایک سو گیارہ بار مع درود شریف اول و آخر گیارہ گیارہ بار نیز

وقت شب درود غوثیہ شریف ۵۰۰ بار اور اضافہ کریں کہ پنج گنج خاص ہو جائے اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف یا کم از کم تین تین بار شب کو سوتے وقت بھی یہ حصار پڑھا کریں اور انگشت شہادت پر دم کر کے مکار کے حصار کی نیت سے اپنے ارد گرد ہاتھ لمبا کر کے دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلائے ہوئے سینہ پر رکھ کر آیت الکرسی شریف ایک بار چاروں قل بالترتیب صرف قل ھو اللہ تین بار باقی ایک ایک بار پڑھا کریں اور ہاتھوں پر دم کر کے اپنے سر سے پاؤں تک آگے پیچھے دہنے بائیں تمام جسم پر ہاتھ پھیر کے دہنی کروٹ پر سویا کریں۔
چھوٹے بچے جو خود نہیں پڑھ سکتے ان کے بڑوں سے کوئی اپنے ہاتھوں پر پڑھ کر دم کر کے ان کے جسم پر ہاتھ پھیرا کرے سورۃ واقعہ اور سورۃ یس اور سورۃ ملک یاد کر لیں یہ تینوں سورتیں بھی بلاناغہ شب کو سوتے وقت پڑھ لیا کریں جب تک کہ حفظ یاد نہ ہوں قرآن عظیم سے دیکھ کر پڑھیں۔ یہ سب پڑھنے کے بعد پھر کوئی بات نہ کی جائے چپ سو رہیں۔ شب میں اگر ضروری بات کرنا ہی ہو تو بات کر لیں پھر سورۃ کافرون ایک بار پڑھ کر چپکے سو جائیں انشاءاللہ تعالیٰ بلیات سے محفوظ رہیں گے دشمن دفع ہوں گے مرادیں حاصل ہوں گی۔ رزق حاصل وسیع ہو گا فاقہ کی مصیبت سے محفوظ رہیں گے اور خدا نصیب فرمائے دولت بیدار دیدار فیض آثار سرکار ہرکار حضور سید ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انشاءاللہ مستفیض ہونے کی قوی امید رکھیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ عذاب سے بچے رہیں گے مگر صحیح پڑھنا شرط ہے قرآن عظیم جو صحیح نہ پڑھتا ہو اس پر فرض ہے کہ جلد پڑھنا سیکھے ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے نکالے۔

ذکر نفی و اثبات

لا الہ الا اللہ ۲۰۰ بار اللہ اللہ ۶۰۰ بار الا اللہ ۴۰۰ اول و آخر درود شریف تین تین بار

ترکیب ذکر جہر

ذکر جہر سے پہلے دس بار درود شریف ۱۰ بار استغفار تین بار آیت فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے پھر ذکر جہر شروع کرے لا الہ الا اللہ اللہ ۲۰۰ بار الا اللہ ۴۰۰ بار اللّٰہ اللّٰہ ۶۰۰ بار یہ ذکر دروازہ تسبیح ہے اس کے بعد حق حق سو بار یا کم و بیش بطور سہ ضربی یا چہار ضربی۔

یاد دہانی

یا دوارخ لج وقت زاون تو
ہمہ خنداں بدند تو گریاں
آں چناں زی کہ وقت مرون تو
ہمہ گریاں شوند تو خنداں

اے عزیز! یاد رکھ کہ تیری پیدائش کے وقت سب خنداں تھے مگر تو گریاں تھا ایسا جینا جی کہ تیری موت کے وقت سب گریاں ہوں اور تو خنداں۔ تو اگر اخلاص سے یاد الٰہی میں تضرع زاری کرتا رہے۔ ہجر حبیب و فراق محبوب میں دل بریاں سینہ بریاں گریہ کناں رہے تو ضرور ضرور وقت انتقال وصال محبوب پا کر شاد و فرحاں اور تیرے فراق پر مخلوق نالاں و پریشاں ہو گی۔

اے عزیز! اپنے یہ عہد یاد رکھ جو تو نے خدا سے اس کے اس ناچیز گنہگار

بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کیے ہیں اور اس فقیر بے توقیر کے لئے بھی دعا کر کہ جیسی چاہے ویسی پابندی احکام خداوندی میں جیوں' تادم واپسیں ایسی پابندی کرتا رہوں آمین۔

اے عزیز! تو نے عہد کیا ہے کہ تو مذہب مذہب اہل سنت پر قائم رہے گا ہر مذہب کی صحبت سے بچتا رہے گا اس پر سختی سے قائم لا تموتن الا وانتم مسلمون یاد رکھنا۔

اے عزیز یاد رکھ تو نے عہد کیا ہے کہ تو نماز روزے ہر فرض اور واجب کو بھی ان کے وقتوں پر ادا کرتا رہے گا اور گناہوں سے بچتا رہے گا خدا لرے تو اپنے عہد پر قائم رہے عہد توڑنا حرام ہے اور سخت عیب اور نہایت برا کام ہے وفائے عہد لازم ہے اگرچہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق سے کیا ہو۔ یہ عہد تو تو نے خالق جل و علی سے کئے ہیں۔

اے عزیز! موت کو یاد رکھ! اگر موت کو یاد رکھے گا۔ تو انشا اللہ تعالیٰ ورطہ ہلاک سے بچا رہے گا دین و ایمان سلامت لے جائے گا اور اتباع شریعت کرتا رہے گا ر گناہوں سے بچتا رہے گا۔

اے عزیز! آج جاگ لے کہ موت کے بعد سکھ' چین اطمینان و آرام کی نیند سوتا رہے گا۔ فرشتہ تجھ سے کہے گا۔ نم کنومنہ العروس سن سن سن۔

جاگنا ہے خاک لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

اے عزیز! دنیا پر مت ریجھ! دنیا پر والا و شیدا ہونا ہی خدا سے غافل ہونا ہے دنیا خدا سے غفلت ہی کا نام ہے۔

چسیت دنیا از خدا غافل بدن
تے قماش و نقرہ و فرزند وزن

پردہ کی اہمیت

عورتیں پردہ کو فرض جانیں ہر نامحرم سے پردہ فرض ہے نہ بے پردہ پھریں نہ بے پردہ گھر میں رہیں باریک کپڑے جن سے بال یا بدن چمکے پہن کر یا پہنچوں سے اوپر کا حصہ پاؤں کے ٹخنے کے اوپر پنڈلی کا حصہ اور گلا سینہ کھول کر یا باریک کپڑوں سے نمایاں ہونے کی حالت میں محض غیر نہیں' جیٹھ دیور بہنوئی ہی نہیں اپنے چچا زاد' خالہ زاد' پھوپھی زاد' ماموں زاد بھائی کے سامنے ہونا بھی حرام ہے' حرام ہے' بدانجام ہے مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں' بیبیوں' بہنوں و غیرہا محارم کو بے پردگی سے بچائیں۔ پردے کی تاکید کریں اور عدم تعمیل پر جنہیں سزا دے سکتے ہیں سزا دیں جو مرد اپنے محارم کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرے گا غیر محرموں کے سامنے پھرائے گا۔ خصوصا اس طرح کہ بے پردگی کے ساتھ بے ستری بھی بعض اعضا کی ہو دیوث ٹھہرے گا۔ والعیاذ باللہ تعالی

یاراں بکوشید

کیے جاؤ کوشش مرے دوستو
نہ کوشش سے اک آن کو تم تھکو
خدا کی طلب میں سعی کرتے رہو
جتنی ہو سکے مجاہدے کرو

یقین کامرانی و کامیابی رکھو قال تعالی والذین جاھدوا فینا لنھدینھم

سبلنا جو ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں ضرور ہم انھیں راہیں دکھاتے، مقصود سے واصل فرماتے ہیں مولی تعالی تمھارے لیے فتح ہر باب خیر بالخیر فرمائے۔

اس کی راہ میں قدم رکھتے ہی اللہ کریم کے ذمہ کرم پر تمھارے لیے اجر ہو گا۔ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ و رسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ حضور پرنور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں من طلب شیا وجد وجد جو کسی شے کا طالب ہو گا اور کوشش کرے گا پالے گا۔ حدیث ہی کا ارشاد ہے " من طلب اللہ وجدہ " ہاں ہاں بڑھو چلو۔ برابر بڑھے چلو۔ محبت و اخلاص شرط ہے پیر کی محبت رسول کی محبت ہے رسول کی محبت خدا کی محبت ہے جتنی محبت زیادہ ہو گی اور جتنی عقیدت پختہ اتنا ہی فائدہ زیادہ سے زیادہ ہو گا۔ اگرچہ پیر از آحلوناس ہووہ کمال نہ ہو مگر پیر صحیح ہو کہ شرائط پیری کا جامع ہو سلسلہ متصل ہو گا۔ تو سرکار فیض سے ضرور فیض ملے گا۔ اے فرزند توحید! ہرام میں توحید کو نگاہ رکھ

خدا یکے و محمد یکے و پیر یکے

تیرا قبلہ توجہ ایک ہونا ایک ہی رہنا لازم پریشان نظر۔ پریشان خاطر۔ دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا نہ بن محو رضائے حق ہو جا۔ دین و دنیا کے ہر کام اخلاص کے ساتھ اسی کے لئے کر۔ شریعت کی پیروی کر۔ جادہ شریعت کی پیروی کر۔ جادہ شریعت سے ایک دم کو قدم باہر نہ دھرنا کھانا، پینا، اٹھنا، لیٹنا، سونا، جانا، آنا، کہنا، سننا، لینا، دینا، کمانا، صرف کرنا ہر امر اسی کے لیے کر۔ اسی کی رضا ہو مد نظر۔

اے رضوی! فنافی الرضا ہو کر سراپا رضائے احمدی، رضائے الٰہی ہو جا۔

تیرا مقصود بس تیرا معبود ہو' اس کی رضا ہی تیرا مطلوب ہو۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

ریا سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا۔ ہر کام اخلاص سے خدا کی رضا کے لئے اتباع شریعت کرنا یہ بڑی سعادت' عظیم مجاہدہ و ریاضت ہے ہمارے بعض مشائخ کا ارشاد ہے لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں کوئی ریاضت و مجاہدہ ارکان و آداب نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں خصوصاً پانچوں وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا۔

ختم قرآن کریم

اولیائے کاملین کا ارشاد ہے کہ بے شبہ تلاوت قرآن برائے قضا حوائج مجرب ہے جتنا بھی روز ہو سکے ادب کے ساتھ پڑھتا رہے اگر وہ اس طرح پڑھے بہت بہتر جلد انشا اللہ تعالیٰ کامیاب ہو روز جمعہ سے شروع کرو اور پنجشبہ کو کرو روز جمعہ از فاتحہ تا آخر سورۃ مائدہ روز شنبہ از انعام تا آخر سورۃ توبہ روز یکشنبہ از سورۃ یونس تا آخر سورۃ مریم بروز دوشنبہ از طٰہٰ تا آخر سورۃ قصص روز سہ شنبہ از عنکبوت تا آخر ص روز چہار شنبہ از زمر تا آخر سورۃ رحمٰن روز پنجشنبہ از واقعہ تا آخر قرآن خلوت میں پڑھیں۔ بیچ میں بات نہ کریں۔ ہر مہم کے حصول کے لئے علی الاتصال ۱۲ ختم کو اکسیر اعظم یقین کریں

فضیلت درود پاک

درود شریف کے فضائل و برکات بے شمار احادیث میں مذکور ہیں یہاں

صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہو گا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے دربار گہربار میں ہدیہ درود پیش کرنا کس قدر فوائد دینی و آخروی کو متضمن ہے

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور میں آپ پر بکثرت درود بھیجنا چاہتا ہوں پس اس کے لئے کتنا وقت مقرر کروں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جتنا چاہو۔ ہاں اگر زیادہ کرو تمھارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ آدھا وقت فرمایا کہ تمھاری خوشی ہاں اگر زیادہ کرو تو تمھارے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ دو تہائی وقت فرمایا تمھیں اختیار ہے۔

ہاں اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ حضور تمام وقت تو حضور رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کرو تو تمھارے تمام مقاصد (دینی و دنیوی) پورے ہوں گے اور تمام گناہ (ظاہری و باطنی) میٹ دیئے جائیں گے (ترمذی)

نوٹ:۔ طالبین کو اختیار ہے کہ وہ مذکورہ اوراد و وظائف مقررہ وقت پر پڑھا کریں یا صرف درود شریف کلمہ طیبہ تلاوت قرآن و تصور شیخ میں مشغول رہیں۔ انشا اللہ تعالی عظیم فوائد ظاہر ہوں گے۔

تصور شیخ

خلوت میں آوازوں سے دور ہو بمکان شیخ اور وصال ہو گیا ہو تو جس طرف مزار شیخ ہو متوجہ ہو کر بیٹھے محض خاموش باادب بکمال خشوع اور صورت شیخ کا تصور کرے اور اپنے آپ کو ان کے حضور جانے اور دل میں یہ خیال لائے کہ سرکار رسالت علیہ افضل الصلوۃ والسلام سے انوار فیوض شیخ کے قلب

پر فائض ہو رہے ہیں۔ اور میرا قلب قلب شیخ کے نیچے بحالت دریوزہ گری لگا ہوا ہے اس میں سے انوار و فیوض ابل ابل کر میرے سامنے میں آ رہے ہیں۔ اس تصور کو یہاں تک بڑھایئے یہاں تک کہ جم جائے اور تکلیف کی حاجت نہ رہے اس کی انتہا پر صورت شیخ خود متمثل ہو کر مرید کے ساتھ رہے گی اور ہر کام میں مدد کرے گی اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئے گی اس کا حل بتائے گی۔

فقیر مصطفیٰ رضا عفی عنہ

ہر نماز کے بعد یہ مناجات پڑھیں

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادی دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منھ کی صبح جاں فزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شور دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحب کوثر شہ جو دو عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر جب ہو خورشید حشر
سید بے سایہ کے ظل لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامن محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حساب خندہ بیجا رلائے
چشم گریان شفیع مرتجی کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بیباکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط
آفتاب ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے!
"رب سلم" کہنے والے غم زدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفیٰ کا ساتھ ہو

مولیٰ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو حضور سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ

یوم الدین و اولیاء طریقتہ و علما ملتہ و شہدا محبتہ اجمعین الی یوم الدین

ابو الفخر محمد صابر قادری نسیم بستوی

ادارہ نوریہ ۸۸/۴۶۱ ہاؤس باغ کان پور یوپی

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی یادگاریں

فنا کے بعد بھی زندہ ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

امام اہل سنت' مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز و نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کی زندہ و تابندہ یادگاروں میں بہت سی چیزیں ہیں جن کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آپ کو مذہب اہل سنت و جماعت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم صحابہ کرام ائمہ عظام اور بزرگان دین علیہم الرحمتہ والرضوان سے بے پناہ عشق تھا اور ان کا آپ کا قلب و نظر میں انتہا درجہ کا ادب و احترام تھا۔ سرزمین بریلی شریف کا محلہ سوداگران آپ کے مبارک آستانہ اور آپ کی یادگاروں کے سبب آج بھی اہل سنت و جماعت کا مرکز عقیدت ہے۔

آپ کی یادگاریں پوری دنیائے سنیت (ملک و بیرون ملک) مختلف شکل و صورت میں قائم ہیں۔ دن بدن قائم ہو رہی ہیں اور انشا اللہ عزیز قیامت تک اس کا سلسلہ قائم و ساری رہے گا۔ ماریشس (افریقہ) میں سنی رضوی اکیڈمی کی پر شکوہ عمارت اور انگلینڈ (لندن) میں رضا مسجد کی تعمیر اعلیٰ حضرت ہی کی دلی عقیدت اور گہرے روحانی تعلق کا ثمرہ ہے اس کے علاوہ کراچی' لاہور وغیرہ میں

بہت سے مذہبی رسالے اور علمی ادارے آپ کے موقف و مسلک جاری ہو کر آپ کی یاد تازہ کر رہے ہیں اپنے ملک میں قریب قریب تمام اسلامی مدارس اور نشریاتی ادارے مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی ہی میں سرگرم عمل ہیں۔ امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے (معاذ اللہ) کوئی نیا مذہب و مسلک نہیں ایجاد کیا ہے بلکہ کتاب و سنت، صحابہ کے اقوال افعال، ائمہ و محدثین اور علما و مشائخ کی تصریحات و توضیحات کا ماحصل اپنے انداز اور اپنی زبان سے بیان فرما دیا ہے آپ کی تصنیف کردہ کم و بیش ایک ہزار کتابوں میں اس کا خلاصہ زمانہ کے لحاظ سے عام فہم اور آسان الفاظ و عبارات میں موجود ہے۔

بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کا قائم کردہ مدرسہ جامعہ منظر اسلام ہے جو اس وقت صاحبزادہ حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب، عرف رحمانی میاں کی نگرانی و سرپرستی میں چل رہا ہے تعلیم و تربیت کے علاوہ اس ادارہ کا شعبہ نشر و اشاعت بھی بہت ہی فعال و متحرک ہے رضا برقی پریس بھی قائم ہے مکتبہ اعلیٰ حضرت میں اعلیٰ حضرت اور دیگر علما اہل سنت کی تصنیفات کی نشر و اشاعت ہوتی ہے اور کم و بیش بارہ سال سے ماہنامہ "اعلیٰ حضرت" نکل رہا ہے جو ملک و بیرون ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر حق و صداقت کی آواز بلند کر رہا ہے۔

جامعہ مظہر اسلام (جو بریلی شریف کے محلہ بہاری پور کی مشہور و تاریخی مسجد میں ایک عرصہ سے قائم ہے اور جس میں ملک کے بڑے بڑے جلیل القدر اور علم و فضل کے تاجداروں نے تعلیمی و تربیتی خدمتیں انجام دی ہیں) بھی اعلیٰ حضرت کی ایک روح پرور سکوں بخش یادگار ہے یہ شہزاور اعلیٰ حضرت مخدوم اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند و امت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی میں قائم ہے اور دور

دور سے آنے والے تشنگان علوم و معارف کو سیراب کر رہا ہے۔

یہاں خصوصیت کے ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر و لائق توجہ ہے کہ بریلی شریف کی مرکزیت مذکورہ بالا اداروں کی وجہ سے نہیں بلکہ امام احمد رضا اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ان بے مثال دینی و ملی کارناموں کی وجہ سے ہیں جن کے لئے آپ نے اپنی حیات کا ایک ایک لمحہ اور زندگی کا عظیم سے عظیم سرمایہ لگا دیا۔

علم شریعت و عرفان شریعت کا ممتاز تاج مجدد مشرف امام احمد رضا ہی کے سر پر جگمگایا اور ہمیشہ اسی طرح زندہ و تابندہ رہے گا۔ فخر و سعادت کی اس اعلیٰ منزل پر کون ہے جو سر اٹھا سکے اس لحاظ سے کس ادارہ کی جرات ہے جو دارالعلوم منظر السلام اور مظہر السلام کا مقابلہ کر سکے۔ بریلی شریف میں اگر تعلیم و تربیت اور نشر و اشاعت کے یہ ادارے نہ بھی ہوتے تب بھی اعلیٰ حضرت کی عظیم و بزرگ ترین ذات و شخصیت کے ربط و تعلق سے اس شہر کا ذرہ ذرہ عقیدت گاہ و مرکز امید ہوتا

ہماری خوش قسمتی سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی سب سے بڑی یادگار اور آپ کے مسلک و کردار کی مکمل مظہر و آئینہ دار مخدوم اہل سنت تاجدار دین و ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری رضوی برکاتی نوری مدظلہ العالی کی مقدس و متبرک ذات گرامی ہی آپ حضور مفتی اعظم ہند کے اعلیٰ و ممتاز لقب سے پوری دنیائے اسلام و سنیت میں بہت بڑی شاندار شہرت و مقبولیت کے حامل ہیں آپ کے حلقہ ارادات میں ملکی و غیر ملکی لاکھوں مسلمان شامل ہیں۔ اور ان کو اس پر فخر ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند جیسے عارف باللہ، عاشق رسول اور ولی کامل بزرگ ان کے پیر و مرشد ہیں دربار اعلیٰ حضرت

میں آپ کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ شریعت و طریقت دونوں میں آپ مسلمانوں کے مسلم پیشوا و قائد ہیں کم و بیش ایک سو سال کی عمر ہونے کے باوجود آپ محض اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے جذبہ میں پورے سال ہندوستان کے شہروں قصبوں اور دیہاتوں کا نہایت تکلیف دہ اور صبر آزما سفر فرماتے رہتے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بلاشبہ آپ خدا رسیدہ بزرگ ہیں اور اصلاح و ہدایت میں مظہر اعلیٰ حضرت اور نائب غوث الوری ہیں مولائے قدیر آپ کی حیات طیبہ میں برکت عطا فرمائے اور قوم و ملت کی رہنمائی و قیادت کے لئے عرصہ دراز تک صحت و سلامتی کے ساتھ قائم و دائم رکھے آمین ثم آمین بحرمۃ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم

(نسیم بستوی)

دُعا و اِلتجا

ببارگاہِ کبریا جل وعلا

یا رب! مجھے نبی کی محبت نصیب ہو — یہ لازوال ہے یہی دولت نصیب ہو
شام و سحر خیالِ شہِ دوسرا رہے — طیبہ کے بام و در کی زیارت نصیب ہو
قول و عمل میں بھر دے صداقت کی روشنی — ایماں کا جوش جذبۂ ملت نصیب ہو
تجھ کو جو ہے پسند وہ سیرت نصیب ہو — جن میں تری رضا ہے وہ عادت نصیب ہو
محبوبِ دو جہاں جو شریعت کی جان ہیں — مرنے کے وقت اُن کی زیارت نصیب ہو
محشر کے روز بہرِ شہیدانِ کربلا — پیارے نبی کا دامنِ رحمت نصیب ہو
مجھ کو نہیں ہے دولتِ دُنیا کی آرزو — مومن کے واسطے ہے جو عزت نصیب ہو
تیرے رسولِ پاک کے صدقے میں اے خدا — گلزارِ خلد، گلشنِ جنت نصیب ہو
صدیقِ باصفا کی صداقت ملے مجھے — فاروقِ باوفا کی عدالت نصیب ہو
عثماں کی طرح تُو بنا دے سخی مجھے — شیرِ خدا علی کی شجاعت نصیب ہو
تبلیغِ دینِ خدمتِ اسلام کے لیے — رگ رگ میں زندگی کی حرارت نصیب ہو
اعدائے مصطفیٰ کے نہ جاؤں کبھی قریب — اربابِ دینِ حق کی طریقت نصیب ہو
کچھ بھی نہیں ہے ظاہری آنکھوں کی روشنی — باطن کا حسن چشمِ بصیرت نصیب ہو
جو بھی قدم اُٹھے وہ تری راہ میں اُٹھے — جذباتِ احترامِ شریعت نصیب ہو
دل کو نماز و ذکر و عبادت کا شوق دے — قرآن کی پُرخلوص تلاوت نصیب ہو

۱۰/=

علم و کمال ضبط و تحمل کے ساتھ ساتھ
فکر و شعور و دانش و حکمت نصیب ہو

کرتے ہیں جو اہانت و تنقیصِ مصطفیٰ
دُنیا میں اُن کو قعرِ مذلت نصیب ہو

دشت و جبل میں گونجے حیات آفریں پیام
ٹوٹے دلوں کو امن و مسرت نصیب ہو

اے کاش میرے دیدۂ پُر شوق کو نسیم
دربارِ مصطفیٰ کی زیارت نصیب ہو

○

اسلامی تصویر کے دو رُخ

تمھارے اسلاف اور تم

شاعرِ اسلام
مولانا نسیم القادری البستوی

ناشر
رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور، پاکستان

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
اِن سا نہیں انسان وُہ انسان ہیں یہ
قُرآن تو ایمان بتاتا ہے اِنہیں
ایمان یہ کہتا ہے مِری جان ہیں یہ

(امام احمد رضا بریلوی)